

سلسلہ انجمن ترقی اردو نمبر ۳۴

تذکرہ شعلہ سحر اردو

مؤلفہ

میر حسن بی ہوی مصنف قنوی "مدرِ منیر"

تصحیح و تنقید

جانب لانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب مردان

ماہ تمام

محمد مقتدی خان سرائی

مطبع مسلم یونیورسٹی نئی دہلی ۱۳۳۲ء طبع ۱۹۲۲ء
مطبع مسلم یونیورسٹی نئی دہلی ۱۳۳۲ء طبع ۱۹۲۲ء

کتابخانه
مکتبہ اسلامیہ
لاہور

۱۰۰

پیرسٹن بلوی

۱۰۰

مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب شریفی

تاریخِ سید علی و عیالِ اہلِ حق کی زندگی

فلسفہِ سید علی ہر سہولتِ سیر کی مشہور تصنیف اور سہولتِ سیر کی احری کتاب ہے جو سہولتِ سیر کا تیسرا کارنامہ اور دوا لار و معلم کے لئے طبع ہوا ہے۔ اس کی ترتیب کرانی داس کو اس اور سہولتِ سیر کے مرتب کیا ہے کہ کتاب الہامی معلوم ہوئی ہے اس کا نہ ٹھکانا ہے نہ تصنیف ہے۔
القول الاظہر۔ اس مسئلہ کی ہر کتابت اور تصنیف اور تصنیف اور تصنیف ہے۔
 اس سہولتِ سیر کا آفات تھا کہ کتاب فلسفہ آہستہ کے اصول پر لکھی گئی ہے اور
 رہنما اسلام پر ایسی اصول کو مٹا دیا گیا ہے اس کو مٹا دیا گیا ہے اس کو مٹا دیا گیا ہے اس کو مٹا دیا گیا ہے
 کے لئے جو کتاب ہے قیمت ۵۰۰

پیشین اظہر۔ اس کی تصنیف کا آواز و ترجمہ ہے کتاب کے مطالبہ تمام ہو گا کہ
 سہولت کی زندگی ہے جو حد و حد کا آخری باب ہے واقعات کی دوا تو سہولت کی دوا
 ادا کر سکتی ہے یا سہولت کی دوا اور عام فہم مکمل تاریخ ملاحوں میں تہہ ہے
 رہنمایانِ ہند۔ مشہور کتاب ہر فنش آف انڈیا کا ترجمہ ہے شروع میں بدو و بدو
 مگر رہنما کا ساں فاسلہ نگاروں کس سیریا میں لکھا ہے اس کے بعد سیر کر سکتے ہیں
 کی سوانح عمری اور گوتم بدھ کے ترا ترا لالت اتے ہیں آخری حصہ میں ہے کہ احاطہ رابع
 اور رابع کا ذکر ہے قیمت ۵۰۰

اُمراء ہندو۔ یا سہولتِ سیر کا آواز و ترجمہ ہے حالاتِ قلمند ہیں سہولتِ سیر
 سلاطینِ معلیہ کے زمانہ میں بڑے بڑے عہدوں پر سرور تھے کتاب گویا ان متعہ اور رابع
 مورخوں کا جواب ہے جو اسلامی حکومت پر بعض کام لگاتے ہیں قیمت ۵۰۰

مقدمہ

تذکرہ شعر امولفہ میر حسن دہلوی

”ندرسرے میر حسن دہلوی کے نام کو آسمان سہرہ مرہر میر ساگر بہمن کیا دوستی طبع لے
میر صاحب کو یہ مصموں میں ہی سمجھا دیا تھا متوی مدکور کی سب کتے ہیں سے

رہیگا جہاں میں میرا اس سے نام
کہ ہے یاد گار جہاں یہ کلام

”متوی میر حسن“ کو جو مول عام بصب ہوا تباد ہی اُردو کی کسی کتاب کو نصیب ہوا ہو جو
ٹٹھہ سکتے تھے اُنھوں نے ٹٹھی۔ جو یہہ ہس سکتے تھے اُنھوں نے ٹٹھو اگر کسی جابلوں کا بھی
یہ عالم رہا کہ خود حار تعریا دتھے اُن کو ٹٹھتے تھے اور سر دتھتے تھے یا دلی راب میں
ماہ کامل کی روٹی بہت سے ساروں کو نگاہ سے اوجھل کر دیتی ہی ہی حال ندر مسر کی
آب و تاب کے سامے میر حسن کے ماتی کلام کا ہوا آکھیا ت میں آرا دے نکھا ہی دلاں
اب میں ملتا۔ ”تذکرہ“ بھی طاق لسیاں کی بدر ہو چکا تھا مالا آہر وقت آیا کہ کلام حسن کا حسن
سادہ و ہمائے عالم ہوا اب ادب کو متردہ کہ ”اچس ترنی لڑو“ کلیات ادب تذکرہ دونوں کی اچھا
یہ آمادہ ہی اول مدکرے کی یاد ہوئی ہی۔

تذکرہ تعہرا | یہ تذکرہ میر حسن نے اُس زمانہ میں نکھا ہی کہ دلی کو تیرا دیکر میں آوا میں

مقدمہ

تذکرہ شعرا مولفہ میر حسن دہلوی

”نذر میر نے میر حسن دہلوی کے نام کو آسمان سہرہ رہ میر میر سا کر۔ بس کیا روٹی طبع ہے
میر صاحب کو یہ مصیبتوں میں ہی سمجھا دیا تھا۔ تنویری مدکور کی سب سے کہتے ہیں۔“

رہیگا جہاں میں مرا اس سے نام
کہ ہے یادگار جہاں یہ کلام

”تنویری میر حسن“ کو جو مول عام بصب ہوا شاید ہی اُردو کی کسی کتاب کو نصیب ہوا ہو جو
ٹھہر سکتے تھے اُنھوں نے یڑھی۔ جو یہ ہنس سکتے تھے اُنھوں نے یڑھوا کر کسی حابلوں کا بھی
یہ عالم رہا کہ خود حار تعریاد تھے اُن کو یڑھتے تھے اور سر دھتے تھے یا دلی راب میں
ماہِ کامل کی روٹی مت سے ساروں کو نگاہ سے اوجھل کر دیتی ہی یہی حال ”نذر میر“ کی
آبِ قنات کے سامنے میر حسن کے ماتی کلام کا ہوا آسجیات میں آرا دے نکھا ہی دلوں
اب میں ملتا۔ ”مذکرہ“ بھی طاق لسیاں کی بدر ہو چکا تھا مالا آخر وقت آیا کہ کلام حسن کا جس
سادہ و سادہ عالم ہوا اہل ادب کو مژدہ کہ ”اچس ترقی رُود و کلیات اور تذکرہ دلوں کی اچس
یہ آئادہ ہی اوّل تذکرے کی یاد ہوئی ہے۔“

تذکرہ شعرا | یہ تذکرہ میر حسن نے اُس زمانہ میں لکھا ہے کہ دلی کو حیران دیکر میں آتا ہوں

یا کرمہاں ہستاد کا قلم کہ سخی کے ساتھ انصاف کی داد دے رہا ہو اس لئے اہل کمال کے خط و حال اس آئینہ میں ہونے ہویدا ہیں۔

اگر عمارت کا حصہ نہ حصہ رنگ آمیری کی مدد سوجاتا ہو تاہم ہمعصرانہ قیمتی معلومت ہی قلم سے نکلتی جاتی ہیں جس سے ساعر کے انداز کلام طرزِ زندگی اور صورتِ شکل یرمسی اور رستی کیڑ جانی ہی مثلاً میر تقی کے حسبِ ذیل ضروری حالات زیرِ نظر آجاتے ہیں ان کا حال آواز کا بھیجا اور تار گرد ہوا وطن اکبر آباد۔ اس تا کرہ کی تحریر کے وقت میر تقی کا ساٹھ برس کا تھا اور دلی میں مقیم تھے جو ان مجاہد سہی تھے میر تقی کا تذکرہ معتمدین و معاصرین، یادگار زمانہ تھا۔ رماعی سر۔ قصیدہ ہجو، روح سبیر قدرت ہی گرم مادیاری کمالِ عمل کی وحدہ سے تھی جس کی ماں یہ تھی کہ بیار مادیار و طرار دمی تراود، میر صاحب کا صاحب و ملاح ہو مایہ بسیار صاحب و ملاح مست و ملاح اوجی دید، عمارت آرائی میں یہ فقرہ بھی ہے ”سعرشیں در جوتاب و انداز سخن سے ساس“ سودا۔ حالات و مصفات مولد تاجاں آباد۔ تحریر مذکورہ کے وقت اس کا اندازہ شریکس کا تھا لو کری میتہ۔ سرکار نواب تجاں اللہ میں سلسلہ ناعری سردار تھے سلم موسیقی میں عمارت تھی میر جس اکثر ان کی خدمت میں ملے تھے۔ اور وہ بہت کرم فرماتے تھے مومن خلق یک جو یار مات تھے ناعری کی زندگی ان کی ذات سے والہ تھی طرز سخن ”میدانِ بیاں او وسیع طر معانی او مدلیج“ دو قصیدہ بھی بدبصیا دارد قصائد عدب دلاویر و بیاں ہجو ملید۔ نظمیں طرب انگیز۔

سودا۔ حالات و مصفات سید صیار الدین بخاری کے بیٹے۔ قطب عالم گجراتی کو حاد ل سے فقیہ۔ درویش مت۔ جوتویں۔ دالتمہ۔ فطرت سادات ملد علوم تیر مادیاری میں ایک رسالہ رد و دار لکھا تھا رنگ زمانہ سے مدیل ہو کر گزشتہ پیش تھے۔ اشعار اس جونی سے بیٹھتے تھے کہ ساں میں ہیں آسکتے۔ طرز سخن ”در عہد حو دار حملہ اداسداں متار طسار“ ادایہ ملک اوست۔

سکوت پر رہتے چاہے خود اپنی مثال میں لکھتے ہیں۔ تفریع حوائی اگر گزشتہ دور کا نظر
 لکھو و مضمون آما در سیدم' تذکرہ ہدایں مرصعہ نے جو مرصعہ ایسی تصانیف کی لکھی ہیں اس میں
 مثنوی رموز العاریض، ہی "گلزار ارم" ہیں ہی رموز العاریض کا سال تصنیف ۱۱۹۲ھ ہی
 اور گلزار ارم کا ۱۱۹۲ھ رموز العاریض کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مشہور ہو چکی ہی و نسخ یہ ہے کہ
 تذکرہ ۱۱۹۲ھ اور ۱۱۹۳ھ کے مابین لکھا گیا اور آج اس کی تالیف کو ڈیڑھ سو برس کا زمانہ
 گزر چکا۔ رسم قدیم کے مطابق یہ تذکرہ فارسی زبان میں نہ رعایت حروف تہجی لکھا گیا ہی
 ہر ردب میں تین دور، فایم کے ہیں مقدمات، موسطیں، متاخریں "دور مقدمات" مع سر
 سے پہلے اس دور میں زبان ریختہ کا رواج زبان دکن سے ہوا دور متوسطیں، آخر عمد
 مع میر سے اسد احمد محمد شاہ تک "متاخریں" اس کے بعد سے زمانہ تالیف مذکورہ تک
 اس سب مقدمات ہیں رہی نام اللہ کا۔

یہ تذکرہ بتا رہا ہے کہ مولف کو عمارت آرائی و رنگیں سیانی میں عمدہ دستگاہ حاصل تھی
 وہ سادہ، رکاوٹ پر عمارت جو میر علی میر کے تذکرہ کی ہی اس میں ہیں۔ میر کی یہ ادبی
 فہمیت جان آرد کی تربیت کا ثمرہ تھی ایک مثال میں لکھتے ہیں "میر تقی ایک موقع پر لکھتے ہیں
 "حق تقریر غریبہ است کہ در بحر یگند" میر جس اسی موقع پر لکھتے ہیں "حق تقریر غریبہ است
 کہ در بحر یگند" ارباب ذوق سلیم نے محسوس کیا ہو گا کہ لفظ کے اصناف سے دور
 کلام کم کر دیا۔

اس تذکرہ کے زمانہ تصنیف کی ایک خاص جہت ہی اور وہ یہ کہ وہ ایسے زمانہ میں تصنیف
 ہوا ہے کہ دور رسوم اور دور چارم تفریع ہو رہا تھا اس طرح مولف نے دونوں دور کے
 شعرا کے حتم دید حالات ظہور کئے ہیں میر سودا، خواص میر درد اور بصر مرزا مظهر کو
 دیکھا اسی کے ساتھ مصحفی، انشا اور خرات کہ دور رسوم اور دور چارم کے طرز کلام کا دلہا
 جہاں ملا ہی وہ اس تذکرہ کے استعانی اشعار سے بخوبی واضح ہو جاتی خاص یہ ہے کہ ایک

آدم ریسر مطلب۔ میر حسن کا نام علام حسن تھا۔ اُن کے والد میر علام حسن صاحبکے
 لی میں متروک پایا۔ آخر ماہ میں میں اُن میں جا کر سکونت اختیار کی تحریر تذکرہ کو وقت
 ردہ تھے اور میں برس سے ترک رو کر کے آزادانہ زندگی بسر کر رہے تھے عالم حاصل
 سے ماطم و ماتر بہرل دوست مزاج لدی سول چالیس بجایں شعر سے کم نہ ہونی بھی میں سستی
 میں بھی دخل تھا حد میاں رنگ بھورا داڑھی اوسط ریشہ چھ مٹا ہوا سر نہامد لطیف
 عرب مانتے تھے بڑا سا خٹہ پہنتے تھے فارسی اور ریختہ دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے
 قصائد فارسی کی تعریف تذکرہ شعرائے ہند کے مولف نے کی ہے میں کلام کا مودہ یہ ہے کہ
 دریش اگر دراصل آہ ہوتا قصہ تھا محنت کا یہ کوتاہ ہوتا
 اُس آں تھے آسوس اُن کہ دل ڈوبا سہاں ہی ہم اٹھے صدہ نم ٹٹھے

رباعی درمنقبت

کتاب حقائق و بحاث توحید اُن را کہ وقت احمدی ستاہ تہید
 خود معنی آیات کلام الہی سب تفسیر جیبی سب لقسر آں مجید
 تذکرہ مرصع میں یہ رباعی اُن کے نام سے درج ہے حالانکہ وہ مولانا لطیف اندر تیرا
 کی مشورہ رباعی ہے اور فارسی مدکروں میں اُن کے نام سے درج ہے۔

رباعی

افسوس دلا کہ غمگراں مرتد سیمیں مدماں و گلعداں مرتد
 جوں لوئے گل آمد مد سرباد سوار درحاک جو قطر بائے ماراں مرتد
 میر حسن دہلی میں پیدا ہوئے۔ فارسی کی تعلیم پائی عربی سے واقف نہ تھے۔ ابتدا سے شعر کہنے
 اس سلسلے میں حضرت خواجہ میر درد کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی میر حیا کے تاگر تھے
 مگر خود لکھتے ہیں کہ مجھ سے اُن کی طرح کا ساہ نہ ہو سکا۔ اس لئے میر درد کی طرح کی بیرونی کی
 تلمذ کی ماست آنحضرت میں لکھا ہے ”میر رابع کو بھی عربی دکھائی۔“ میر حسن کے میاں سے

حرّاتِ حالات و صفاتِ وطنِ اصلی تا ہماں آما۔ مقامِ ستودہ عاصیٰ آما۔ میاں
 حسرت کے تاگرِ دواںِ حقیقِ رو۔ جو حقِ خلقِ یک دویں لوجوانی لسیارِ حکم و حیا سمری پڑ
 مں موسیقی اور تار و آری میں ایک حد تک قدرتِ طبیعت بہت دردمند اور گداز۔ متوق
 شعرِ حد حوں تک پہنچا ہوا کہ کسی وقت فکرِ سخن سے عالی ہیں طرِ سخنؔ کلامِ بکلیں سیاں
 تیریں گلزارِ معاینِ چوں مہوہ آرد و ستاح در تاجؔ اس تذکرہ کا نام مولفؔ ہیں لکھا
مولفؔ تذکرہ کے حالات | میلا لوں کے عہدِ حکومت لے جس شہروں کو مار و بھیت کا
 فخرِ ابدِ علم و کمال کا معدن بنا یا تھا اُن میں حراساں کا دارالسلطنت ہرات بھی تھا۔ یہی
 مردمِ حیرتہ میرِ جس کے حادثاں کا بھی وطن تھا۔ میرِ تاجی وہاں سے بہت دساں
 میں آئے جو میرِ جس کے پرداد اسے بہت فلم تھے اور حاصلِ متحرّک لفظِ علم و فصلِ دلی میں
 اکو ہنر میں امتیازِ حاصل کیا شعر بھی کہتے تھے یہ لکھنؤ میرِ جس کہتے ہیں کہ میری شاعری
 آئی ہو نہ آج کی ہر چند کہ میرِ اس نے ایسے لے یا جو یں بیتِ تاجی کا دعویٰ کیا ہو ع
 یا جو یں بیتِ ہو تیر کی تاجی میں
 مگر میرِ جس کی تہاد کی مبادیہ بھی بیتِ تاجی میرِ جس نے کس ہا سستے اس مسئلہ کو
 صاف کر دیا ہو ع
 سمیرِ فصاحت یہ ہے یہ سا تو اں صیقل
 ساتِ یستش ملاحظہ ہوں۔

- ۱۔ میرِ تاجی
- ۲۔ خواجہ عربیہ
- ۳۔ میرِ صاحب
- ۴۔ میرِ جس
- ۵۔ میرِ جلیں
- ۶۔ میرِ ایس
- ۷۔ میرِ یس

آخر ماہ دیکھ میں ملے ہوئے عسرہ محرم ۱۲۸۷ھ میں انتقال کا (یعنی متوٰی سحر العائن)
کے ختم ہونے کے دو سال بعد) مرزا قاسم علی خاں کے ماحجہ کی ہست یردوں ہوئے
معصی لے تاریخ وفات کسی۔

چون جس آن مل جوت دساں رُو اس گلزار رنگِ نوسانت
لکھ سرں نو دلطفِ معصی شاعریتیں رماں۔ تاریخ مافت

جاریٹھے اُن میں سے میں محس حلق اور حلق شاعر ہوئے تاید ہی اس کی طیر تاریخ
عالم میں ملے کہ شاعری ایک حامداں میں آٹھ لکھ تک مسلسل رہی ہو یہ طرہ اسیا میر جس
کے حامداں کی دسایر کھلا کھی علوم سات آٹھ لکھ تیت مک شاد و مادر بیٹے ہیں چہ جائیکہ
شاعری جو دہی ہی۔ پھر قدرت نے اس مراد الی سے یہ ہمب اس حامداں کو بخشی کہ میر جس کے
میں صاحبزادے شاعر ہوئے ادیتیں پوتے میرائیں مولس اُس اکام میرائیں تہا
ایک لاک کے حُر کے لے کافی ہیں

میر جس کا کلام | میر جس ایسے تذکرہ میں لکھتے ہیں اب تک فقیر نے قریب سات آٹھ
ہزار کے شعر کے ہیں ایک مرکیب مد کہا ہی اور ایک متوٰی رموز العارفين "جو مول خاطر"
تہتر عام حاصل کر چکی ہو۔

آسمات میں آذا دیکھتے ہیں "دیواں اب ہیں ملتا" اسی کے ساتھ قدرت اللہ طاقم
کا یہ قول دیواں کی سست لعل کہا ہی "الواح کس سے لریہ ہو" ایک اور موقع پر لکھتے ہیں "آج
یہ موت ہے کہ بکریں عریں بھی پوری نہ ملیں جو کتاب میں درج کرتا" متوٰی گلزار ارام کی سست
لکھتے ہیں میں نے یہ متوٰی دلی کی تہا ہی سے پہلے دیکھی بھی مذکرہ اشکات سے یہ بھی معلوم
ہوتا ہی کہ "آراد" کو متوٰی رموز العارفين کی تہرہ بھی تذکرہ سحر لے ہمد میں متی کریم الدین
نے میر جس کی تصانیف کی سست عجب خلط محنت کر دیا ہو۔ چاہیچہ لکھتے ہیں "جس مذکرہ رکی
تصنیفات یہ ہیں ایک دیواں اقام جس کا جس میں بھیا آٹھ ہزار شعر ہیں دوسرا مذکرہ

اُس کی تائید میں ہونی وہ ایسا بلکہ صرف میرٹھیا سے ظاہر کرتے ہیں البتہ نہ لکھتے ہیں کہ جوں کہ میں اُس کی طرف راہ نہ سکا، اس لئے مقرر درود اور سودا کی طرف کی پیروی کی یہاں بھی سودا کی تخصیص میں آزادانہ حوصلہ و تحریر کا حربہ اللہ تعالیٰ کا نام کے نام نقل کیا ہے اُس میں بھی یہی لکھا ہے۔ اصلاح میں اور مرصعاً گرفتہ ام، سودا کا نام نہیں آتا۔ شام میں دلی کی ماہی سے یہاں ہو کر ایسے والد کے ساتھ بیٹے آنا دگئے وہاں سے لکھنؤ کا کرود و ماتن اصناف کر لی اس سفر میں دلی سے چل کر آدلی جہ سے دیگ میں رہے وہاں سے حضرت شاہ دار کی چھڑیوں کے ساتھ مکس یورگئے اسی سفر کی کیفیت سے متوی گھرا رام کی ساریں دکھائیں قصہ آمار اور لکھنؤ میں نواب سالار جنگ اور اُس کے بیٹے میرزا وادس علی خاں کی مصاحبت میں رہی معلوم ہوتا ہے کہ گریباں بھی تسلی سے ہوتی رہی خود لکھتے ہیں ”جیسا کہ حال ہر نوع گریباں میں پایم“

حلیہ - دار بھی منڈھی ہونی رنگ بھورا۔ فاجھا ٹٹا (میرٹھیا) نکسا بہ قد و قامت قائم تھا، نرائی وضع کی پگڑی سر پہ (اب سرے سے پگڑی ہی نہ ارد ہی نرائی وضع کوں سمجھے گا) پے والد کی طرح ٹٹا ساتھ پہنتے تھے یہ حلیہ ”تذکرہ شعرائے ہند“ میں لکھا ہے آیتا میں اس کے خلاف یوں لکھا ہے ”میا بہ قحوش ایدام۔ گورارنگ حملہ خواں تفرانت آیتاں حادان میں ایسے والد کے مانند تھے اتنا تھا کہ دار بھی منڈالے تھے سر پہ ماکھی ٹوٹی ت میں سر پہ کا اگر کھا پھلسی ہوئی آیتیں کرے دوپٹہ منڈھا“ اہل نظر مصلہ کریں کہ کون سا بیاں قابل قبول ہو ”تذکرہ شعرائے ہند“ کی عدم امت اور تحقیقات کے موقع کا زیادہ حاصل ہو ماعلاً تذکرہ شعرائے ہند کو زیادہ مستند قرار دے۔

میرٹھس کے احلاق کی بات ”تذکرہ شعرائے ہند“ میں لکھا ہے ”وہ طریقہ اور حوت خلق آدمی تھا۔ مگر یہودہ اور کلام مصیبت کبھی دیاں سے نہیں نکالتا تھا سوا اریں ستیریں مراج حوت خلق پسندیدہ تعلیم یافتہ تھا۔ کسی شخص سے اُس کو نرا میں لکھا۔ اور نہ کچھ الزام لکایا ہے“

جا رہا رہیں۔ جھوٹی بڑی گیارہ تنویاں ہیں سات قصیدے ہیں محسنِ مثنوی ثلثِ بے نامی
 ہی ہیں وہ ترکیبِ سدھی (واسوحت کے نام سے) موجِ دہی جس کا ذکر تذکرہ میں میر حسن
 نے کیا ہے۔ مرتے نہیں ہیں حالاں کہ میر حسن نے مرتیوں کا لکھا تذکرہ میں لکھا ہے۔ اس
 مجموعے کی دستیابی سے آزاد کا وہ تاسف آمیز شکوہ رفع ہو جاتا ہے حوالہ کو احلاف
 میر حسن سے کلمات مرتب نہ کرے کی بات صاف

جوشِ عقیدت | سب سے اول سادہ عالم بادشاہ کا ذکر لکھا ہے اس ادب کے ساتھ ذکر
 اول بادشاہ حمزاہ سکندر سپاہِ ظل اللہ شاہ عالم بادشاہ **حکومتِ ملکہ و افاض اللہ**
 سرہ واحسانہ۔ اس ذکر کے بعد تذکرہ تفریع ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چہ
 کہ اُس عہد میں سلاطینِ معلیہ کے ہاتھ سے سلطنت طاہری حاکمی تھی مگر دلوں پر حکومت
 قائم تھی۔

ادنیٰ کے | حسنِ طرح میر صاحب نے ”ربکات الشعرا“ کو صماحا محاذی کے اور عالم
 ساں کر کے رب دی ہے اسی طرح میر حسن نے ایسے تذکرہ کو آراستہ کیا ہے ریختہ کی تعریف
 ”ریختہ اول از رماں دکن روح یافتہ“ اس لحاظ سے یہ گراں صما حسن شاہجانی اُردو مارا
 کی دکانوں کی ملکیت نہ تھی (میر حسن اور میر تقی میر دونوں نے ایسے تذکرہ میں اس
 زمان کا نام یا ہم دی لکھا ہے یا ریختہ اُردو جہاں تک میر حیاں ہی کہیں نہیں لکھا۔ مستی
 کرم الدین نے اُردو کے ساتھ ہمدوستانی بھی لکھا ہے) طرر متقد میں و متاخریں کا فرق
 ”طرر متقد میں بطور ایہام طرر متاخریں رماں حال ارائیہ“ میر تقی نے حاکسار کے اس
 شعر میں سے

حاکسار اُس کی تو اکھڑے گے مٹ لگو

مٹھکواں حادہ تراوں ہی نے ہمار کیا

یہ اصلا ح دی تھی ”سرمع ایں میں پوئیدہ میب کہ کھائے ہمار کا، گر قار کا،“ جی مایست۔“

ہندی مصنفوں کا رجحان یہ تھا کہ تیسری تنوی مدرّسہ اس تنوی کی برابر کسی سے آج تک
 اچھی تنوی نہیں ہوئی جو بھی تحریر لیاں یہ سب بڑی کتاب میر حسن کی ہی اس میں جو روپ
 کی بوسا کہ عجمیہ کا حال بیاں کیا گیا ہو اور طوایف کا بھی اُس میں ذکر ہو اور مسلمانوں کی
 رسالتِ مادی کا بھی حال اُس میں مدح ہو ”ظاہر ہے کہ ”سحر الیاء“ تنوی مدرّسہ کا
 ماہِ اہی چاہے میر حسن نے تنوی مذکور کے خاتمہ میں لکھا ہو ع

سے تنوی ہے یہ سحر الیاء

مسی صاحب اس تنوی کو سحر الیاء کہتے ہیں وہ غلط آراء میں ہیں۔ لیکن وہ تنوی مدرّسہ
 سے بڑی میں ”مذکرہ“ رجحان میں ہیں لکھا ملکہ فارسی میں لکھا ہے۔ رموز العار میں کا نہ متی
 کریم الدین کو بھی پس لگا اور چونکہ اُن کا تذکرہ ڈی ٹا ہی کے تذکرہ سے ماخوذ ہے اس لئے
 ماننا چاہیے کہ ڈی ٹا ہی بھی اُس سے لے کر تھا تذکرہ بھی دیکھا نہیں۔ سماعی حشر کھدی دے
 اُس کی زباں کی مانت ایسی فاحش غلطی ہوتی یہاں ایک وقت اور ہے۔ آراء آدے آجیات
 میں جو خط جو دیر حسن کا قدرت اللہ جہاں قاسم کے نام کا نقل کیا ہے اُس میں یہ عبارت ہے۔
 ”مذکرہ در رجحان ہم ہوتے“ اس عبارت کے معنی خلاف ظاہر یہ لیے ہوں گے۔ ”درساں
 شعرائے رجحان ہوتے“ ررنہ یہ تو بعید ارقیاس ہے کہ شعرائے رجحان کے دو تذکرے میر حسن
 نے لکھے ہوں ایک رماں رجحان میں دوسرا فارسی میں حالاً اسی خط کی عبارت سے
 متی کریم الدین کو لغزمت ہوئی۔

حد اکا سکبر ہے کہ جو صمب مؤلف آجیات کے لئے یہ وہ ظلمات میں رہی وہ محکم
 لگئی لکھو سے کلیات میر حسن کا نسخہ ہاتھ آیا۔ حوالہ لکھا ہوا ہے۔ مطلقاً اور مدہستہ
 اس اہتمام سے لکھا گیا ہے جس اہتمام سے فارسی شعرا کے دوا دیں لکھے جاتے تھے۔ نعمت
 اللہ نے نعمت یہ ہے کہ صحیح ہے قدرت اللہ جہاں قاسم کا قول بھی اُس پر صادق ہے اولا
 جس سے لہر رہی۔ چار سو صمب کا حجم ہے تقریباً سات ہزار شعریں عربی کے اعتباراً قریباً

ہیں شعر وادگار باد، در اس شعر کو مکرر پڑھو اور اس کے درد کا اندازہ کرو
اور یہ بھی غور کرو کہ ایک ”آستایرست“ مانجھ کے دل کے واردات کا چالقتہ ہی کیا اس کے
بعد محکویہ کہنے کی اجازت ملے گی کہ تاریخ کے سیاہ کار ملک ہوں کے داعدار سراج الدوا
یرے دل میں تو محنت ہمدردی کا چراغ روشن نظر آتا ہی اُس کے اُساد میر صبا کی
ایسے یہ شعر اُن کو سائے تھے

زب صبا کی دیکھی کل رات دُور سے میں آئے لطر مجھے داں تمنع و چراغ کستے
حاکر حواریں کو دیکھا میں کر تھم اک دل ملے ہی اُس میں حسرت کے دافع کستے
سلام اللہ حال سلیم ایک فارسی گو شاعر نے ترجمہ کر کے یہی مصرعوں ایسے نام
مشہور کر دیا

دہش دم بر مرار کستہ تسلیم خویش مے نمودار دُور صد تمنع و چراغ حسرتے
چوں تمام بر دیک دیدم از فضا سے یک نے میوہ مانے حد داغ حسرتے
میر حسن جہاں (اور جلی سجاہی) تسلیم و فارسی ترجمہ کردہ سام حود سہرت دادہ ہیں
مد است کہ در لطر صورت ساں معالی ملکی و فرید پوسیدہ بھی مائد مثل مہدی مشہور
ہائقی بھرے گاؤں گاؤں حس کا بھی اُس کا ماؤں ”ہر بھی یہ تسلیم کر ماڑے گا کہ سلیم
کے شعر راں فارسی کی قوت و صفائی کی بدولت صبا کے اشعار سے زیادہ نادر ہیں
خصوصاً اُس صورت میں کہ صبا کی رماں لوح فداست مانا یڑ چکی ہی مصرع اول میں کستہ
سلیم نے حال ڈالی ہو

میر حسن صرف ادب اُردو کے ثقا دیں ہیں معلوم ہوتا ہی کہ فارسی شعر کے کلام
کی تقادی یریں یوری قوت تھی اور ہر ایک کے طر کا حداثہ ۱۱ مدارہ حاصل تھا چاکہ
اساتد اُردو کے کلام کی طر کو اساتاد فارسی کی طر سے تشبیہ دیتے حالے ہیں میر صبا
طر من مانا طر مرزا ماسی ”سرفقی“ ”طر من مانا لطر رتھانی“ خواہ میر درد و پور

میر جس کہتے ہیں ”در عقل بقیرتیں گرد کہ اگر حشمت خودی بود گرفتار ماسب بود چون ایجا
چشم معترق ست بیماری صحت دارد“ دیکھو کسی ماں سمجھا گئے راقم کا ایک شعر نقل کیا ہے
کام عاتقوں کا کچھ تھے مطلقاً ہی ہیں
کہنے کو ہے یہ ماں کہ معدود ہی ہیں
لکھتے ہیں کہ اس تعریف میں ’عاتقوں کا لفظ سے گریا ہی اور نہ میں خطا ہی مصرع
یوں ہوا تو ہنر کا ع

میرا تو کام کچھ تھے مطلقاً ہی ہیں

میں داؤلی کا ایک شعر ہے

حوش ہم غریانی سے اتی ہیں رنگ لائے گل بکھلے طاقے ہیں ٹھہرتے ہیں ہوتا کہ سے ہم
میر جس کہتے ہیں ”جو حق ہم غریانی ماموروں ست چرا کہ ”دیم“ ما ”را“ جیاں
جسبہ اس کہ ”ہیں“ ”چون چشم عراں ارمباں رم کردہ و این سخت عیب ست“
سجاد کا شعر ہے

تھے عمر سے صحت اب اسی

اسی دوسری ہم سے ہی دشمنی

میر جس کہتے ہیں ”اسی دوسری“ ”ماں ہم ست یسی برائے ہیں“ فی البدیہہ۔ راہ
رام براس موردوں بکھلے لواب سراج الدولہ کی طرف سے سلیم آباد کے صوبہ دار تھے
شیخ علی حریں کے ساگر ”آتا پرست“ سیاہ دوست فارسی کا ووق تھا رشتہ کا صر
ایک شعر کہا تو متہور ہو گیا۔ اس کا واقعہ خود میر جس کے الفاظ میں ”شعر رنجیت کم لکھ
ملکہ نگشت۔ مگر وقتیکہ ترسیدند سراج الدولہ در تہراتا دہماں وقت فی البدیہہ اس شعر
میں خواہہ اور حرداراں حرمی پر سید دی گزیت

عرا لاں تم تو واقف ہو کہو محو کے ملے کی دوا نہ مرگا آخر کو۔ ویرا یہ کیا گری ؟

ٹیک جہد ہمارہی ہیں موسطیں میں مدراس رسم ہیں۔ میر حسن کے تذکرہ میں بھی ہے
ہمد و شعرا کا ذکر ہے جس میں سے بعض حکمت اُتاتے متلارائے سرست گھ دیوانہ تخلص
اُس کی نسبت لکھا ہے ”شاعرِ مردِ ست فارسی ست شعرِ سیار گھتہ است اُتادریخہ گویا
لکھو چیاچہ میاں حسرت و میر حیدر علی حیراں واکتر و بگراں ستاگر و اوید در اسحا متہو
و معروف اسب“ حسرت مذکور اساتذہ لکھوئیں سے ہیں۔ حرأت کے اُتادتا گروں
کی یہ کثرت بھی کہہ جایاں ہوں سکتے تھے۔ ایک اور معتبر تہادت مستی کریم الدین نے تذکرہ
شعرائے ہمدس (سوڈی ٹاسی کے تذکرہ سے ماحود ہی) طبقہ دوم۔ اُن شعرا کے ذکر
میں لکھا ہے جو مصلح اُردو اور مروج اس رماں کے تھے اور اُنھوں نے الفاظ کریمہ کا
استعمال یک قلم رماں ریختے موقوف کر دیا۔ اس طبقے میں سے اُول راہہ حسرت گھ
تخلص بہ یروانہ کا ذکر ہے یہ اب ستیاج الدولہ ہادر کے مات راہہ بی ہادر کرٹے
اور رائے سرست گھ دیوانہ کے تاکر دتھے۔ حرأت کی دفات کی تیاج کیا خوب کہی ہے۔
”لکھو جت لصب حرأت ہے“

یروانہ کے دیواں کی ماسہ یہ رائے طاہر کی ہے ”دیواں اس شاعر کا دیکھے میں
آیا ہے ایجا یا کیرہ اشعار اُس کے ہیں۔“ اسیرنگر ہادر کے یاس وہ دیواں موجود
تھا میر حسن نے ایسے تذکرہ میں حسبِ میل ہمد و شعرا کا ذکر لکھا ہے۔ رائے کریم ماتہ
ٹیک جہد ہمار سبتو کہ رائے بیوا۔ سیا تھ سگھ۔ لالہ سرست گھ دیوانہ۔ گھاسی رام
حوتدل سدراش رسم لالہ ہلاش رائے رنگس۔ لالہ حوتوٹ رائے شاداب رائے
مھکاری داس عمر۔ فارغ مدھ سگھ قلندر۔ لالہ کاسی ماتھ۔ اسدرام تخلص راہہ
رام برائیں موروں۔ عجائب رام مسی۔ لالہ لول رائے دفاں حالات کے ہوتے ہوئے
مذکورہ بالا مصوعی تفریق کو دیکھ کر جاریہ کا یہی ہے کہ ملک اور اہل ملک کے حال یہ
افسوس کما جائے۔

اگر یہ محض سرت لیکس جوں کلام حافظ سرا یا اسحاب "میر درد کا ایک شعر س لو۔ حافظ کے
ہمت سے شعر یاد آجائیں گے۔

سایا ماں لگ ہا ہی جل جلد

حت تک اس حل کے ساعی جے

قائم جاید پوری "طریق سے طریق طالب آملی می ماند" رماں کی نکال دلی تھی۔ قائم
مذکور کے حال میں موطن جاید پور مدینہ "یوں ارادت اے حوالی در شاہجہاں آباد آمدہ
سر بردنار آں محاورہ اور دست گشت" معین مداؤلی کا ایک مصرع ہے۔ ع۔

نہ آبا یار، دوبری بھی اب ڈھلی اموس

میر صاحب کہتے ہیں "اس محاورہ درست نیست۔ مردم شاہجہاں آباد دوپہر ڈھلی
مگوسد دوبری مگر مردم سرو سحاب، ایک شعر میں شاعر موصوف نے "سب عالمی" لکھا
ہی مرحس کہتے ہیں "سب عالمی" ماموس ست "میر در بیج حالت یہ"۔

سرمایہ مشترک | یہ زمانہ صنعت و حرمت کی ترقی کا ہی گواہوں مضموعات سے صرف
مارا رنگہ گھروں کے درو دیو اور معور ہیں اسی سلسلے میں ہمت سے مصنوعی مسائل کا اسار
ہے جو ہماری زندگی میں موزوں ہیں۔ انہیں مسئلوں میں سے ایک مسئلہ ملکی رماں کا ہے۔
ایک رماں صرف مسلمانوں کی ہی اس کا نام اردو ہے۔ دوسری ہندوؤں کی ہی اس کو
ہندی کہتے ہیں ہندوستان کے چاروں گوشوں کو دیکھا تھر۔ وہاں۔ یہاں اور جگل
دیکھے مگر رماں کی یہ تقسیم کہیں عمل پر بدیہی۔ تذکرہ میر تقی میر اور مذکرہ میر حسن کے
طالعہ سے صاف واضح ہے کہ ریحہ کہو اردو کہو ہندی کہو جو نام جا ہو رکھو مگر واقعہ یہ ہے
کہ ہندوستان کی عام رائج رماں ہندو اور مسلمان اہل ادب کی محبت مشترکہ کا قمرہ ہے۔
استدائے شاعری سے لے کر انتہا تک یہ اشتراک محبت عیاں ہی یجات الشعرا میں جہاں
مقتدیں شعرا میں حال آرد اور فرماں حال اُمید ہیں وہاں رائے اسد رام مخلص اور

یہ بہ خیال کر ماکہ میر حسن صاحب کے یہاں جس سبیاں جس وطن کا دفتر کھلا ہوا ہے اور ہر شخص بہت تعریف سے سمر قرار دے رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ وہی کچھ ہی حوصلہ دیکھا یا دوستی حقیقت داس سے سنا گیا ہے دیکھا یہ نہیں اور یا فت حال حیرتوں صاحب جس

اس عہد کی معاشرت | عوامِ شعرا کی سست یہ خیال ہے کہ وہ ایک سیکارِ مرمہ ہی جو
 حمالی دُعا کی سیر میں مصروف ہے کلام کی توجہ و رمزی سے قیاس کیا جاتا ہے کہ قائل
 ایسی حالت کا مرتفع کھینچ رہا ہے واقعات اس حال کا ساتھ میں دیتے۔ طلقہ شعرا میں کمتر
 حصہ ایسے کار و ماری آدمیوں کا تھا جس کا معیارِ اخلاق بلند تھا۔ اور جو شعرو کی دورِ بددلی
 کا ساماں اور ادب کی خدمت تصور کرتے تھے اسی کے ساتھ اور کمالاتِ انسانی میں قدرت
 و کمال پیدا کرتے تھے دل کے شعرا کے اخلاق و متاعل یر بطر ڈالے اُمید ہے کہ آپ بھی
 مہرے ہوا ہوں گے میرا ترہوتِ اوقات و یک سیرت درویشِ مست موقتہ و صفا
 سب سے مست موقتہ۔ عالمِ فاضل "عاصمی" در علم یاریج و تمیزِ تناسی و لطیفہ گوئی دے
 ہم رسادہ "رائے یحیٰ" مانتہ "محفوظ لے نظر کماں دار دل یدیر عمل فارسی جو بھی گوئی
 آگاہ "وسیلہ قصہ جوانی سر می بُرد۔ دیں و شاگرد میرا حمد مرحوم مست کہ لفظہ جوانی
 مستور و "میر علی علی" حلیق متواضع "میر شیر علی اموس" دارد عہدِ توپ حانہ علیا
 حوالے ست طاہر و اطل آراستہ بحکم و جیا میرا ستہ "مید آریہ" بریو جسم و جیا آراستہ "تمت
 نیابہ پتہ ہمیدہ و سجیدہ متواضع و مؤدب "رنگیں" سپاہی بیتہ حوت اوقات
 و سک دات حوال محمد ساہی حطہ لتعلیق جو بھی لویس "مہراں جاں رند" اس عہد کے
 اُمرا کا ایک نمونہ) بوابِ غالب جنگ ہما در والی فوج آباد کے ریر "علیہ" رنگیں دے
 ارم تریش دانت "ہر صاد و دار و کی طبع حوصلگی سے خدمت کرتے تھے اہل سخن اور
 ہر م کے اہل کمال سے ربط تھا موسیقی اور ہندی شاعری میں جو کمیتوں سے عبارت ہے،
 مسان تھے مرتبہ امارت اتامل تھا کہ خود اُمرا کی صحبت میں تھے مستب اور سودا
 کے ساگرد تھے موسیقی میں مست سے راگ لصبف کئے تھے ن ترا داری میں بھی میسر
 کے شاگرد تھے۔ اور اس فن میں امتیاز حاصل کیا تھا تمیزِ تناسی۔ ادبِ تناسی اور
 مردم تناسی بھی میر موصوف کی صحبت میں حاصل کی تھی دیکھو ادبِ تناسی اور

ہی سما کہ مررا حالِ حاماں - سودا - میر خواجہ میر درد - یہ چار شخص تھے جنہوں نے
 راں اُردو کو حراط اُتارا ہی - آخر الذکر دووں حصراب نے گوناگوں اسلوبوں سے
 ادب اُردو کو ترقی بخشی خود اُتادانہ کلام کہا - ایسے فصیح اترے اُس کو مضمون مایا
 شاگردوں کی ترست کی حصراب خواجہ میر درد کو دیکھو خود قادر الکلام اُتادس
 چھوٹے معانی اتر ہیں - صاحبزادہ الم قائم جا بدیوری اور بھکاری داس عزیز مرہ
 تلامذہ میں ہیں - میر حسن نے حصراب ہی کی خدمت میں دو قہن کی جیگٹی حاصل کی -
 حصراب میرزا صاحب خود اُتاد میں یقین و حیرتیں مرہ تلامذہ میں ان حصراب کے
 علاوہ الہ آباد کے دائرے میں اس راق سے رُصداتے تھے - حصراب تہا احل عادیہ
 حصراب تہا حوالہ اوراں کے مراد مرر گوارتہ علام قطب الدین مصتب ہی تہا
 اُردو میں شامل ہیں -

ایک لطیف بحث | میر تقی میر نے اپنے کلام کا انتخاب کات الشعرا میں فرج کیا ہی
 میر صاحب کا کلام اُس ریاں کا انتخاب سولے میں نہا کہ مگر آفریں میر حسن کے
 انتخاب کو کہ ستر کے کلام کا انتخاب خود ستر سے مہتر کیا متے مومہ ار حرورے
 اسعار دیل مہر حسن کے انتخاب میں ہیں میر صاحب کے انتخاب میں ہیں یہ

کہا میں نے کتنا ہی گل کا تہا کلی لے یہ س کہ تہم کیا
 میناب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا جیتے رہی تھے کیوں ہم تو یہ عدا دیکھا
 لتے ہی نام اُس کا سوتے سو جو تک اٹھے ہی جہر میر صاحب کچھ تم نے جواب دیکھا
 وصل ہیں نگ اُڑ گیا میرا کیا جدا ئی کو مہ دکھاؤں گ

ان اشعار کی ماب یہ کہا تا ہا کہ چون کہ ان اشعار کے ہم طرح اشعار میر کے تذکرہ میں
 ہیں ہیں اس لئے مکمل ہو کہ ترتیب تذکرہ کے بعد کہ ہوں اس لئے انتخاب میں نہ آئے
 ہوں معرکہ نہ ہو کہ ص علوں کے اشعار منتخب کر کے خود میر صاحب نے لکھے ہیں اُن ہی

سمہ کہ اردو ساہتہ حقیقتِ دالِ مسموعِ مودودہ در دیلِ اسعارِ ہر یکِ لوست " ایسے تحریرچی ہیں جس کی اخلاقی حالت معلوم نہ ہوئی اُن کی لسٹ کچھ نہیں لکھا متلاً مصحفی۔ اُن کے کلام کی فصاحت اور مراعت کی تعریف کی ہی مگر اخلاقی حالت چوں کہ معلوم نہ تھی اس لئے صرف اس قدر لکھا ہے "ار تخلص معلوم نمی شود کہ مرد صالح است"

مذکورہ بالا اقتباس اہلِ انصاف کو اس امر کا متعرف کرے جس کا میاب ہو گا کہ شعرا ماضی کو بیدہ حال نہ تھے۔ بلکہ علم و اخلاق سے آراستہ اسان تھے۔ کیا اس سوال کا موقع ہی کہ آج کل کے مدعیانِ کمال کہاں تک علم و ادب کی خدمت کر رہے ہیں ؟

عام خیال یہ ہے کہ سررگاہِ دس و علمائے اُردو ادب کی جانب توجہ دین کی توجہ ادبِ اُردو پر یہ ہے کہ اُردو ادب سے ترویج سے حصر اب ادیبائے کرام کی

آنحضرت میں تربت پائی ہے ریختہ کے اُستاد اَوَّل (بقولِ میر حسن) دلی دکنی ہیں مرنقی میرا و حسن دونوں کی تہادت ہے کہ دلی میں آکر حضرت شاہ گلشنِ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میر حسن حاصل کیا ریختہ میں فارسی کے مصائب رنگین استعمال کر کے متورہ حضرت ہی سے دیا۔ میر حسن کی اصل عبارت "وئی ۔ ۔ ۔ ارحاکِ گجرات در وقتِ عالمگیر ہندوستان تحتِ اسان آمدہ در خدمتِ شاہ گلشنِ قدس سرہ استفادہ حاصل نمود اور توجہ آں سرگوار مقبولِ اعلیٰ و ادنیٰ گردید" اُردو شاعری کے تیسرے دُور کے ارکانِ ہمارے گاہ میں سے دور کن وہ عالی مرتبہ سررگاہ ہیں جس کی تعلیم سے ہزاروں اسانِ زندگی کے مقصد سے واقف اور سادہ مقصود کے حصول میں کامیاب ہوئے یعنی حضرت خواجہ میر درد اور حضرت میراظمہ جالِ حمالِ قدس سرہ۔ یہ جس اتفاق ہے کہ یہ توفیق حضرت نقشبندی سلسلے میں اس طرح اُردو ادب کا تعلقِ اَوَّل و ثانی حضرت نقشبندیہ کی توجہ کا مستند ہے۔ یہی آدابِ حیات میں لکھتے ہیں "ایسے اُستادوں اور سررگاہوں سے

ایک تیسری طرح ہے۔ مارا فوس ہر ا فوس احباب میرے
 مرگیا میں ملا نہ یا ر ا فوس آہ ا فوس صد ہر ا فوس
 ہوں گواہی دل کوئی مجھ کو گئے آتا ہے مار مارا فوس

انتخاب میر جس سے

رہب میر جس سے ہیں۔ ہوئی یوں ہی حالی رہی ہر ا فوس
 ایک چوتھی طرح۔ دعائے نعل حائے نعل۔ احباب میرے
 گل کی حاضری دیکھی۔ دیکھی دس کی نعل
 مکنت میرے ہیں کشت میں حائے نعل

انتخاب میر جس سے

کی سرحد اُلفت گلیں لے گل جس میں
 توڑا تھا شمع گل کو کلی صدائے نعل
 نہ تو ایک دیواں پر بھاری ہی میر صاحب کا اس کو محب نہ کر یا سر یا حیرت، د۔
 میر جس کے اس جس انتخاب سے نقس ہی کہ طالع کو اس کے انتخاب کا متناق
 کر دیا ہو گا اس لئے دل چاہتا ہے کہ اور انتخاب بھی ناظرین مقدمہ کی صیاب طبع کے
 لئے نماں لکھ دوں۔

میر جس نے ایسے تذکرہ میں ردہ و فردہ دونوں کو عایتِ صفت کے ساتھ
 دعائے حیرے یا د کیا ہے اور دیباچہ میں عرصِ تالیفِ تذکرہ بھی لکھی ہے کہ اس کو
 پڑھ کر یاد کوئی مجھ کو دعائے حیرے یا د کرے۔ لہذا خاتمہ مقدمہ یہ دعا کرتا ہوں
 ناظرین آئیں کہیں۔

اللَّهُمَّ احْفَظْ لَهُ وَهْمَهُ وَنَهْ عَنْ سَبَابَتِهِ

عروں سے بعض ایسے ما راتعار میر حسن نے انتخاب کر لئے ہیں جو جو میر کے انتخاب سے زیادہ ادب میں اور بہ ایک انسانی کمزوری کا پہلو ہی کہ بعض اوقات خود ایسے کمال پر وہ ظلم بھرتا ہی مدگروں میں دکھاتا ہی کہ رُلآئی جو اساری کی ممرکہ الّا را متوی محمود ایاں کا مسودہ دیکھا گیا تو اُس میں بعض ایسے ما راتعار رُلآئی لے کاٹ دیے تھے جو فارسی ادب کے لئے مایہ ناز ہیں مثلاً۔ سب اریک کی ستھ میں بہ لے لطر سحرے

شمارہ فی مودے در مسامہ

چو حتم گر نہ در تار یک عالم

لے مودے اسعار اہل نظر احباب لے مودی مدگروں میں لحدّہ و صفا لے دیئے ہیں
علاحدہ کلام۔ نمونہ کلام مدکور ملاحظہ ہو۔ ایک عربی ہجو دار دیکھا گلزار دیکھا
اس عرب کے یہ اتعار تشرے انتخاب کئے ہیں

آکھوں میں جو مراز ایدھر مار دیکھا عاتق کا لپے آخری دیدار دیکھا

ہو ماہ چار چہم دل اُس ظلم متیے ہستار رہسار۔ ہر دار دیکھا

میر حسن اسی نزل کے یہ شعر انتخاب کر لئے ہیں

میا د دل ہی دلع صدائی سے رشک مع

تجھ کو بھی ہو نصیب یہ گلزار دیکھا

دوسری طرح۔ روتار ہیگا۔ سوتار ہیگا اس عرب کے یہ شعر انتخاب تیر میں ہیں

جو اس تو سے تیر روتار ہیگا تو ہمسایہ کا ہے کو سوتار ہیگا

یوں گلیاں غیر کو تنوں سے دو ہمیں کچھ کہنگا تو ہوتار ہیگا

میر حسن کے انتخاب میں یہ تعری ہے

میں نہ دے والا عیلاوں جہاں سے ابر ہر سال روتار ہیگا

قامت کی عقوت ساری ہجر یار میں گری
داں تھا دیکھا کچھ سوس ہم نے بیان کچھا
انشا

ہوئے ہیں خاک سر راہ اُس کے ہم آہ
مڑا عصا ہر حویہ بھی فلک نہ دیکھ سکے
افسوس

اُس کے اُٹھتے ہی جی یہ آں سی
دیکھے آگے آگے کیا ہوگا
سیاں

اب ہجر میں کہا ہر کہ تھا وصل میں آرام
مالاں ہی سیاں میں تو دیکھا تھا کبھی
یہ بستر اب حوا نو کہ موسم گل ہو
بہیں بھی یاد وہ عہد شباب آتا ہو
حاتا ہی یا رکھ تو سیاں مہم سوں لے
اولے نصیب مانع گفتار کوں ہو
ہو و گنگا دق حسرت دیدار میں حل
تیریں گر رہ کیجو مراد کی طرف

رباعی

سوطح سے یہ عتق لٹھاتا ہو مجھے
ہر حیر میں آ جلوہ دکھا ما ہو مجھے
کس ماہ کا یہ عکس ٹرا ہو یارب
رجاہ میں یوسف نظر آتا ہو مجھے

رباعی

دیا سیاں چلا بہ راؤتے روتے
گوری شب ہر اہی سوتے سوتے
للمناہیں جا آہ دھار
رومن یہ پہا صبح کے سوتے سوتے

منہات

دل جھیں لیا مرا سارس کے تنوں لے
اس وقت میں تلوے مے اللہ کہاں ہو

اُن کی مدد کی کیا کر رہا
نقش ہوئے خاک پر تختہ

تا باں

عجس احوال ہو تا ناں کا تیرے
کہ رومارتوں اور کچھ نہ کہا

انتخاب اشعار

ابرو

دُورِ حامُوس میٹھ رہتا ہوں اس طحِ حالِ دل کا کسا ہوں
دل کب آوارگی کو مٹھو لائے خاک گر ہو گیا مگو لہ ہے
توق سے جس گھریں ہو تو حلوہ گر آنے ہو جائیں دیواروں میں دل
اتر

میں نے اب جہاں نے دھام ہو گیا ساقی سیک نگاہ میرا کام ہو گیا
ورِ دل چھوڑ جائے سوکھاں ایسے ماہر تو یاں گر رہی ہیں
کر دیا کچھ سے کچھ ترے عم نے اب تو دیکھا تو وہ اتر ہی ہیں
اتر کچھ کیا کہ حسرت جائے مگر آب ہی سے گر رہ جائے
بے وسائیری کچھ ہیں تقصیر مٹھکو میری وسایں راس ہیں
یوں خدا کی خدا کی برحق ہی پر اتر کی ہیں تو اسس ہیں
عاشقی اور عشق کی باتیں سب ہاں سے اتر کر ساتھ گئیں

اسد

جو تیرا اسد کو لاؤ تھے اُس کی گلی سے ہم حانہ حراب - راہ میں پر پھر بیل گیا
ازاد یہ بوسہ ماؤ کہ وریا د کروں یا نہ کروں
بوجھتے کیا ہو کہ میدا کروں یا نہ کروں دل کو اس وعدہ میں سا د کروں یا نہ کروں
وعدہ وصل تو کرتے ہو مگر سچ کیوں ہاں دیکھا ہر صورت تمہرے قالب میں جاں دیکھا
عاصمی مثالِ آئینہ ہم نے سہی نقش ہاں دیکھا

قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ دو حسرت کو
آہ و مریادیاں کیا نہ کیے
آپ کا اس میں کیا لگتا ہے
دردِ دل کی کوئی دوا نہ کیے

مؤلف مدکرہ میر حسن مختص بہ حسن

عشق کتک آگ سے میں مے ٹھکائیگا
نوگر داری کے باعث مصطرب و متار ہوں
میا مت محبہ تب اُس کا ترجم اور تظم تھا
ایسی ہی آہ مائیں اُس ے دوائے جھیریں
اُس سوچ کے حال سے عجب حال ہے میرا
جھوڑے کوئی کسی کے کس طرح سے کچھ
کہتے تو مھکوا حل کیا ہو میرا حسن
حراثتک ملل اب میں کناحار ہوں
اب سو جھوٹے مے ہم صحت تو کیا
مردم جسم لے مکوں کی جڑا ساگیں
ہزار صف کچھ ایسی ہیں حشر ہونی
تب فراق میں دروگہ مرے آہر
حال و دل ہیں اُس سے میرے
جس میں تھوڑی یادیں ہم کو جس
کیا ہنسے اس کوئی اور کیا رو سکے
کسی کی یہ باتیں کس میں ہیں گرتی
کچھ ہو ہو لے ہو تیرا حیاں ہر دم

راکہ بویں، دیکھا کیا خاک آب نہ کائیگا
لگتے لگتے جی صحت میں مے مرا لگ جائیگا
کبھی تھیں گائیاں مے نہ کسی لب تیر شمع تھا
رہتے ہی روتے حسن میں درو وصال گرا
جسے کوئی بھولے مے نہ بھرتا ہے کچھ ایسا
ہم نے مت میں تیری کوئی مکاں بھوڑ دیا
کیا کیا نہ ایسے جی سے رہا میں بائیکا
کیا اوس بڑ لگتی ہے جس میں ہمار پر
ہو جسکی دواں ہمار ہی اہر
اکک عا کو نظر نہ کہا یہ رہے میں
تمام مد ملی یہ ہم یہ سسرہ ہوئی
یہ رات جیسی تھی ایسی ہی سحر ہوئی
اٹھ گیا کون ماس سے میرے
اب جس میں ہیں تو بھیرا دقتیں تی ہو
دل ٹھکائے ہو تو سب کچھ ہو سکے
ایک طال ہو جس میں ہیں گرتی
اب میں ہیں گرتی اس میں میں گرتی

سید محمد تقی (عرف میر گھاسی)

وہو اور باغ ہو اور مر مرہ کر مائل
مری مراد سے جیتا ہوں مر مائل
جرات

آلے کی حر ہو اُس کے لبکس
آپ کا حال کے سب مجھ یہ کرم کہتے ہیں
مات میں کس کی سوں آہ کہ لے مرع ہیں
لے ستم ایجاد تک یہ ستم دیکھا کریں
کچھ تو کھلے آرزو و ستم نے تلوار کیسیج
ہیں اس دل کو نہ اک آں ترے س آ یا
حاتم

حاتم سیکس کا تجھ س کوں ہی
کوں ہوگا تو نہ ہوگا تو مرا
حزین

ویراں ہو اہی باغ حراں سے یہاں تک
چاہیں کہ حل مر میں تو کہیں جاہ جس ہیں
حس

تقی ہیں سیر کوئی دں اُسی مچالے کی
تجیع ابرو لے تو مارا ہی تھا حور لہ ہو
لے جس آہ کو کھینکا تو کیا س چہ رہ
حیراں

دل ستم ردہ کائن یو چھتے ہو حال
حسرت

کودہ لیے مٹھ سہ قتل حسرت کو کیا میں لے
مے مے کی عالم میں قبر یوں ہو تو مٹہر ہی

سیدہ ذوال حسرتوں سے جھا گیا
تھکے سے کچھ دیکھا نہ ہم نے حرجا
کسی سے کیا یاں کیجے اس لیے حال ترکا
ارد دل کے واسطے پیدا کیا اس کو
ہم کس ہوس کی تھکے سے فلک جستو کر س
مٹ جائیں ایک دم میں یہ کثرت مائیاں
سرے سوا میں کوئی دونوں جہاں میں
کیا، قذع دگل میں اگر گل میں تو نہ ہو
ایسے دل - جو کچھ جا ہو سو پیدا کر د
اس ہستی حراج کی کما کام تھا ہمیں
تمنا ہی تیری اگر ہے تمنا
رہنے پر نقیہ کی طرح خلق یاں مجھے
نہ وہ مالوں کی توریں ہی نہ وہ آہوں کی ہر دہلی
کہ میری وہ کرما تھا صریحاً لیکن

رماعی

کچھ لائے نہ تھے کہ لھو گئے ہم
خون آنہ حسن یہ یاں طہر کی
تھے آپ ہی ایک سو گئے ہم
ساتھ ایسے دوچار ہو گئے ہم

رباعی

لے ردیہ ردی سے کھو ما معلوم
گلزار جہاں ہر اریٹو لے لیکن
خوں لالہ عکس سے دوا معلوم
میرے جی کا شگفتہ ہو ما معلوم

سب سے زیادہ ایسی ہی سہی گریے

رباعی

چاہے میں کسی کی ہیں نہ سراری میں
سویا کرتے ہیں میں سیداری میں
آخر ہے سب سے ایسا ایام سفر میں

دیا داری میں اور دین داری میں
حیرت کدہ دہریں تصویر کی طرح
بچے نہ جس سر میں مقصود کو ہم اور
کرم اندھاں درد

تو جوں اس عقیدت سے کہ کفر اسلام ہو جائے
اگر بھڑک کر نظر دیکھے تو میرا کام ہو جائے
ٹھہرا ایک دم بھی آگ پر سیاہ کیا جائے
بلک لگے کی لبت دیدہ یر آب کیا جائے

اگر وہ مت کسی صورت سے میرا رام ہو جائے
تری تری تری تری تری تری تری تری تری
عمل آتش عم میں دل مٹا کیا جائے
کما سے کما رہ کب بلا ہی بحر کا یارو
حضرت خواجہ میر درد

آخر کو جاگ جاگ کے جا جا سوئے
بھر مچھو مہرماں ہوا تو عصب ہوا
حت تک پیچے ہی پیچے رکھ کایاں ڈھیر تھا
ہم سب ہی مہماں تھی وہاں تو ہی صاحب تھا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا سو سنا تھا
وہ دل حالی کہ تیرا حاصل حلوٰت تھا
حسن طرف تو لے آنکھ بھر دیکھا
آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ہم لے سو سو طرح سے مر دیکھا
مر رہی دیا کو دیکھا نہ دیکھا

جواب علم ہی جو کہ تھی ہم تیری واسطے
ماری مجھے تیرا تو سہی کیا سب ہوا
کی تو تھی تا تیرا آہ آہ آہ آہ آہ آہ
مدرسہ یادیر یا کہ تھا یا نہ تھا
دلے مادالی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
ہو گیا مہماں سرے کثرت موہوم آہ
حال سے ہو گئے مدد حالی
مالہ فریاد آہ اور راری
اُن لبوں سے نہ کی میسالی
تھی کو حیاں حلوہ فرمانہ دیکھا

ر آ ر

جھوٹا دین عم ہی ہر دم کے جو بکھے دم کہیں
 ایک ن آگے ہی دیا سی اٹھا ماہم کو
 ہنس تو حرق سے اور تکیہ محل سے ہنری
 سراج

ہیں ہی اب محی تیرے ساسے جا ما
 دس میں مجھ آسوں کے تزاروں کی کیا کمی
 شعلہ جو حب سے لپڑا تا بہن
 وہ طالم محکومتا دیکھ کر اس میں کما
 سعادت

راہد جو سراج ترا ما م نہ ہونا
 سجاد

حال دل سب قبول ہو جا ما
 اس فصل گل میں جس خون کا ہوا ہر قطر
 اس نالے میں دوستی کا رنگ

سو دا

سو دا کا بولے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا
 غیر کے یاس نہ ایسا ہی گماں ہی کہ ہیں
 حکمران دکرستان یا درونگاں
 گر ہو سراپا خلوت معنوقی حور رو
 عترت ہی ددہاں کی یڈل ہاتھ دھو سکے

حاک ہی یہ زندگی حوتم کہیں اور ہم کہیں
 سب حرق تو آئی نہ دکھا ماہم کو
 گلی میں اس کی ٹیر رہا سر ہلے ہاتھ کو دھر

کماں سراج کماں آفتاب عالم تاب
 حسرات جاہد ہیں ہی تزاروں کی کیا کمی
 لوٹتا ہی سب سے انگاروں میں ڈل
 کہ کیا تاب دم ہی کیوں ہوا آخر سراج ایسا

ہر گر کسی آغار کا احکام نہ ہوتا

برگلی میں تری مجھے آما
 حگل میں آب ہی بگل کر تمام تہر
 آں میں کچھ ہی آں میں کچھ ہی

آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہو دور
 حلوہ گر مار مراد نہ کماں ہی کہ ہیں
 اس رہ کی میں اب کوئی کیا ایسا کیا کسے
 راہد تھے قسم ہی حو تو ہو لو کیا کرے
 تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ ہو سکے

رماعی

پیری جلی اور گئی حوالی ایسی
کل اور کوئی سیاں کرے گا اس کو
لے درد کہاں ہی رہد گانی ایسی
کہتے ہیں ہم آہ اب اس کمانی ایسی

دو حشاں

تھی درائے ماقہ پیل کی ہر دم یہ صدا
رُسوا
آہ محوں یا شکستہ رہ گیا محل سے دُور

رُسوا اگر نہ کر ما مہا مال میں یوں مجھے
وصل میں سچو درہری اور بحر میں مٹیاب ہو
ایسی نگاہ مار سے دیکھا ہا کیوں مجھے
اس دوائے دل کو رُسوا کس طرح سمجھائیے
رُسوا کئی اس ماہ میں محوں کی کم ہیں
دیگرے را در گرفتاری ستریک بائیں
مدعا گر تہرت سست یک رُسوا سست

رد

سے سے دواع عشق مٹایا یہ حائیکا
ہم سے تو یہ حسین مجھایا یہ حائیکا
راقسم

یہ بچا آہ درد کو میری کوئی طلیب
سے ہیں ہم کہ بھوتی ہر جگہ میں دوام صبح
یارب عجب طرح کا کچھ آرا رہی مجھے
ہوگی کبھی لے حرج ہماری بھی ستام صبح

قطعہ

لے ماحاں ہیں تری گلشن کی کچھ عرص
اتنا ہی چاہتے ہیں کہ ہم اور عمد لیب
ہم کو قسم سو توڑیں ترے رگ و نہر کہیں
آئیں میں درد دل کہیں ٹک ٹیک کہیں
اڑا دیتے ہیں اُس کی مات ہر کمر
کے کما درد دل لعل گلوں سے
رصا

دسائیں کوئی تجھ سا سنگار ہیں ہی
لے رحم چھائی تہ دُجو سحر ہیں ہی

ہم نہ متمرہ ہم ہاں ہوئے
دل کے۔ طے یرہ کی رقت کسی نے رحم کی
اگتے ہی ہم تو پا ہاں ہوئے
خود سحر دحل مل یہ انگار دہک کر رہ گیا
کہہ میں چھب رہا ہی باد میں ہاں ہی
حارہ حواس حلدی تولوں آنہ کہاں ہی
مات تھی کچھ یاس کی یا جس کا بیغام تھا
کما کما فاصد صیا ستے ہی جس کے مر گیا
ٹھوڑ

چاندنی برسات کی مشہور ہی
چشم گریاں جس سے معمور ہی
مر راعسکری

بات اب اتھاں یر آئی
تھنہ گواہ حاں یر آئی
عشق

کئے کو ادھر ادھر گئے ہم
تھا کھنہ و دیر سے کے کام
تھے تیری طرف حدھر گئے ہم
مقصود تھا وہ حدھر گئے ہم

راق
اٹل کی نیم بھلا صا سچ کہہ کر گلشن میں
فقر

ردگی مع آب ہی گویا
دم کا آما حباب ہی گویا

معان
دل سگی نص سے یہاں تک ہوئی مجھے
یہ اسحاں نہ کر لے میرے ہر ماں عریہ
گوا یا کبھی چمن میں مرا آسٹہاں نہ بھا
جہاں میں کوئی کچھ سے کہیٹکا حاں عریہ
عدا ئی کا قصور سدہ رہا ہی
عناں کو وصل میں آرام کیا ہو

قدوسی
رکھتا ہوا محام تمام دل سے سرار کو
اے اس طرح

ترپے ہی مرغِ قسلہ ما آستیاے میں
یہ مارِ صِکَل ہو دیں عینِ سرہ بھی کھوتے ہو
رک دسح ہی کہ وہ قمری آفت ہو عصب ہے
ٹوٹے مھڑے حراں ہوئی مھولے پھل گئے
اسے خا نہ سرا داریں کچھ تو ادھر ہی
سادگی دکھ کے اس پر بھی لگاتا ہوا

کیا زلزلے کا انقلاب ہوا
آج مھرے کا بھر جواب ہوا
آہ یارب ازل دل اس پر بھی ظاہر ہو گیا
ترپے کے سوا کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا
کچھ نہیں معلوم یارب سور ہو ماسا رہی

گرچہ سو بار میں کیجئے گھا

اُس کے کوہ میں صیا تو آج پھر حالے لگا
ہاتھ سے اسے صم نہ کھو چکھو
سوتے ہیں اس میں مارک دماغ کتے
مٹکرا رہی ترایا کہ کوئی اسوہ ہے
آج پھر دل میں درہ ہوتا ہے
عدا طے یہ چشمِ اہی بھرے ہو ڈھونڈتی کس کو

مادک لے ترے صید نہ جھوڑا لے میں
نشا کھاتمِ یقی میں کیوں کل ٹوٹتے ہو
صورت میں تو کتنا نہیں آیا کوئی کب ہے
پوچھے ہی مھول میں کی حرات تو عید ہے
مُکَل بھیجے ہی عالم کی طرف بلکہ ترھی
نہ تلف نہ مروت نہ محنت نہ وفا

محمد امیر میوڑ

ماریوں دُورِ حاسے اللہ
سور کچھ مہ سائے آتا ہے
اے اہاں سور کو کہتے ہیں کا در ہو گیا
عیر عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا
مل لے ہراسواں میں درد کی آوارہ ہے
ساعر

ای مطلب کی کو مائیں گہم

صیا

کل کی رسوائی تھی کیا کم نہ تھی ای سگِ حلق
مجھ سادہ ہیں جدائی میں
آہستہ پاؤں رکھو لے توئے گل جس یہ
اک قسم میں کیا حلق کو ساری تسخیر
کوں سے رحم کا کھڑا ٹاٹا
کسمی حلق کو دیکھی ہیں کسمی دیکھے ہیں نرگس کو

کس کس طرح سے یا مرا حلوہ سارہی
 یار لے آ کے دم مار لیں دیکھا ہی
 یر اُسے میں نہ سمجھا ہوں وہ کت آتا ہی
 صبح ہوتی ہیں اک تی یہ عصب آتا ہے
 جی دیکھے تو دیکھے پردل نہ دیکھے
 حو لو نہ بھی آسو کی سوہیرے کی کمی تھی
 حشرِ دل سوطر سے اس کو دماغ گھر ہی
 کہ سلسلا کہیں آپ ہی ماہ بھرے
 ہی یوں تو رلف یا رہی یہ اس قدر ہیں
 پراع و رع کے ساتھ کہا ہم نفس مجھے
 کچھ رکا حاما ہی دل گردے دیر لے کی
 سمع رو تس کردں میں خاک یہ رولے کی

مستحق رنگاں مرا لوح مرا تھا
 قدرت میں کیا کہوں یہ وہی تہوار تھا
 حو تر دل سے اٹھا سوحلوہ طار س ہی
 مامٹ نہ چکیں آئیے جھوڑیں رہیں ہم
 تیر سدا وحدہ ضرر و کرے گھر اُس کا ہی

کیا جھوک نہ باتوں صا کاں میں گل کے
 سو جا کئیے نئس لے گیاں میں گل کے

مار واد اکس کمس عجز دیا رہی
 حشرِ دل کو مری سمجھ دہی حشر ہے
 گو کس یار ملا باپ سے وہ اب آتا ہی
 تمام ہوتی ہیں اک دل یہ ملا ہوتی سے
 مر حائے کسی سے یر الفت نہ کیے
 متب گریہ سے وابستہ مری دل تکی تھی
 مردہ، دشوار میں یہ جاں لے قصہ ہی
 فلک رلائے تری ہم کو یک یہ ڈر ہی
 مجھ سا کوئی تھاں میں آتھنہ سر ہیں
 فایم میں عذیب خوش آہنگ تھا لے
 آج لے گریہ حشر لے مرے دیوالے کی
 آج کی رات حو اُس گل کا میسر ہو صال
 ہدرت

اہل عدم کو رہبر ما کا تھا کب تنوع
 مڑیوں ہوں خاک حو میں پڑا جس کو راس
 لہ کی یرگی یہ تمنع یر دہ فالوس ہے
 حلق قدم ہیں تے وہ خاک تیں ہم
 سیہ اُس کا ہی دل اُس کا ہی حشر اُس کا ہی
 قرباں

وں سدا قائل گئے حو میں گل کے
 یا کچھ دل نمل یہ کرے دیکھے یہ متن

فارغ

لحدِ مدت کے مری ختم کا جو ہر نکلا

اسک انکھوں کو جو نکلا سو وہ گو ہر نکلا

افصح

ہم تو نہ رہی کدھر گئے ہم
حاکساری کی کرا مٹ دیکھیکر ما دتھے حد صحر گئے ہم
نثر نہ جسمِ جاں میں ہوا

فایم

گو دہیں کا گڑی لئے ہو سیر
کالے کتل میں رات کاٹے رت
آہ جیب بھی رہا ہیں حاما
کیا کہوں یہ رہا ہیں حاتا
پر دیکھو لسانہ کہیں نام کسی کا
ہیجلی آئی تو یہ سمجھے کہ ہیں یاد کیا
ما تم میں کیا یا عم و رھا د کیا
روٹھا تھا تھ سو آب ہی اور آب میں گیا
ورہ آؤ تھے اک حد اس میں رت
ماں جو رہا تھا اک حواں ہو یاد
گرا تک ہیں بواہ سر کر
اس سے جو کوئی حیا تو مر کر
حکمر سوا تک بھل تھم رہا ہوا کہوں میں
یاں کی شادی یہ اعماد ہیں
ہنس کے کہے لگا کہ یاد ہیں

اں بوں یح یر ہیں یہ نھر
دں کی کلتی ہو دھوب میں اوقات
رد دل کچھ کہا ہنس حاما
ہر دم آؤ سے میں بھی مادم ہیں
یہ کیو تو فاصد کہ ہو بیام کسی کا
ہم بے ہر طرح سے ہجر میں دل سا دکھا
کوہ اور دتہ میں بھی ہم نہ ہو آسوڈ
طالم تو میری سادہ دلی یہ بوجہ کر
جوسا بکھے ہم اُس کے کوہ سے
آہ اے یر حسیح فایم نام
لے شعلہ زندگی سر کر
کچھ طرفہ مرص ہو رہا گی بھی
وہ محو ہوں کہ مثال حساب آئو
خوش رہ لے رل اگر تو مادی ہیں
میں کہا عہد کیا کسا تھا رات

سچا رہ گریہ ماک ڈگریاں دریدہ دھا
 عمر گد ری کہ وہ گلزار کا حامی گیا
 نہ گنا ظلم ہی تھمتے نہ ہسا نہ ہی گیا
 یہ جس اتھاق آئی نہ میری رور و ڈوٹا
 کلی لے یہ سس کر تسم کیا

بھگو بھی ہو صیب یہ گلزار دیکھا
 جسے ابر ہر سال روتا رہیگا
 جیتے رہے تھے کیوں ہم حویہ عدا دیکھا
 ہر حیرت میر صاحب کچھ تم لے جواب دیکھا
 حادہ حراب ہو حیراس دل کی چاہ کا
 کسا حانی کو مہ دکھاؤ گل

سمندر مار کو اک اور تار یا نہ ہوا
 برم ہماں میں روتے ہی روتے میں گل گیا
 توری چڑھائی تو لے کر یاں جی علی گیا
 کتا ہی سر رنگ تو کچھ اب بکھر چلا
 دل ہی حاتی نہ ہی ہمارا موس
 اک متت بریڑے تھی گلست میں جائے مل
 توڑا تھا ستاح گل کو بکلی صدائے مل

قاصد حواں سی آتا تو سترمد میں ہوا
 ہم ایسوں کو بھلا کیا جو ہمارا آئی لیم
 جی گیا میر کا اس لت و لیل میں لیکیں
 کہاں آتے میر تلکو جھ سے خود مالتے
 کہاں لے گل کا ہی کساتا

صیا د دل پر دایہ حدائی تو تک باع
 من نہ رہے الا طلا ہوں جہاں سے
 تیاب جی کو دکھا دل کو کسا دیکھا
 لیتے ہی نام اُس کا سوتے سے جو مک اُٹھے
 گزرا ساکے حرج سے مالہ نگاہ کا
 وصل میں نگ اُڑ گیا میرا
 کھلا ستو میں جو گیلری کا بیچ اُس کے میر
 ماسدِ سمع آتے عم سے بگھل گیا
 ہم حستہ دل ہیں تجھ سے بھی مارک مزاج تر
 یہ چھیر دیکھ نہ ہنس کے رُج ردیر مے
 رخصت سیراع ہنس نہ ہوئی
 ل کی حوا بھی دیکھی دیکھی دعائے مل
 سیر حباب الفت بگھلیں لے گل جیں میں

رہا

راہِ عابد سے دُور بھٹکی بھٹکی
یہ دھڑر رہی جس کو اٹکی اٹکی

کسا بھرتی، میکہ میں مٹکی مٹکی
فاسی کا نہ ڈرنہ محنت کا کاؤ

کلمہ

نئے دس گئے، قلم کہ یہ تیتہ لگ تھا

اتی ہر دل بہ قفل سے اس سب
گماں

اس گل کے دیکھتے ہی ہوا ماع باع دل
تب پر لے کر مونی مل حردار جس
حدا کرے کہ گماں دل مرا سہل حے
لئے یار وہ گماں تہا، مے معلوم نہ تھا

دلت سے مور ہا تھا مراع داغ دل
بیس گل کے بھڑو اب گرم مارا جس
مھے توریت ہی دستار ہو کئی ہوا
نقل کر محکومری محس یہ لولائاتل
گرمیاں

مرحاضی وہیں دہا، ہم
کہ دوست تہجیر رکھا اس بار کھس ایسا

دیکھے تو حے گا ہ بھر کر
شک ہی یہ پڑے کی جی کو دل کرتی ہو
مضمون

صرا یوت کیا گریہ یعقوب کا

ہم لے کیا کیا نہ زری جہیں محو کیا
میرد والندہ رتد

لے لے مصیبت کو بلی، بکری

اتک آنکھ سے دل ہاتھ سو جی تہ سے چلا کا

دل کے گپس یقتس ہو باہر سدا
ماراں ہو ایسے آب یہ دست تصامد

مٹھی میں ہے محکوموں کی ادا ہسور
صویر اس کی کھچ کے مارداوا کو ستہ
محمد تقی مبر

روائیاں طارہ مگر یریدہ ہفت

کیا دن ہو وہ کہیاں بھی دل آرمید تھا

لے سی سے تو تری مرم میں ہم ہر ویسے
 اُس کے کوچیں نہ کرتو رِ قیامت کا ذکر
 اب جہاں آفتاب میں صہم ہیں
 دُڈلے اُچھلے ہر آفتاب ہموں
 ایک دُک کوئی کسے میٹھے سا کرتے ہیں
 ایسے ہنگامے تو یاں رد رہا کرتے ہیں
 یاں کبھی سر دُگل کے ما دُتھے
 کبھی دیکھا تھا سخت کو دریا پر
 حوت رہو بیس مری جاں جہاں رہتے ہو

رباعی

ہر صُح عموں میں تمام کی ہر ہم لے
 یہ مہلت کم احسن کو کہتے ہیں عمر
 جو نہ کستی مداسم کی ہے ہم لے
 مرم کے عرص تمام کی ہر ہم لے

مِسّت

مِسّت ایسے کو دل دبا تو لے
 اے مری جاں کیا کیا لو لے

فحّت

عارض اُس کرتے عوں کیوں سحر بھگے ہوئے
 انک سو مڑکاں ہر دم تھک سہجی میں نگاہ
 جس طرح تنہم سے دو گلہ گ تر بھگے ہوئے
 مالع یروا ہیں طائر کے یر بھگے ہوئے

ممنّا

بُروں میں کس لئے رُحمت سے یار میں کیا تھا
 سہاؤ یارے کس طرح کر دیا یوں
 میں اب حراں کو جو روؤں سار میں کیا تھا
 اور ایسی خاطر امید دار میں کیا تھا
 تری ہی داسطو آئے دم سے ہم یاں تک
 عشق میں عرص تمام مالع دیدار
 میرا ہی دست مامعہ پر مری دیوار
 دگر نہ ہسی مایا نذر میں کیا تھا

ہم لو اسیر کج قص ہو کے مریٹے
 مہر کے بیڑی تھی غل اک تیر کی تب کو
 ہو گا کی دوار کے سایہ میں ٹرا تیر
 مرتے ہیں تیری رگسں سیادیکھ کر
 حاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے یائے کے
 رہی نہ گمہ مری دل میں اتال میری
 اتنا ہی جی میں حال بدایا مھلاکوں
 مارچیں وہی ہی بلل سے گوسراں ہی
 ارجویش رفتہ اکثر ہوتا ہے میرا س
 حمام ترا لیچے تہ جتیم بھرا آئے
 کوئی کاٹا سریرہ کا ہماری خاک یریں ہو
 کام تھے عشق میں سب یر میر
 دم سرج دتوار دی جاں اُس نے
 مر گیا کوہن اسی عنم سے
 کتنا خلاف وعدہ ہوا ہو گا وہ کہ یاں
 وہ کیا حیر ہے آدھس کے لئے
 دکھائی دئے یوں کہ لے جو کیا
 کوئی نا امید نہ کرتے نگاہ

لے اتنی افسوس تیری کیا تیر
 جلس میں بہت وعدہ کی حالت ہی سب کو
 کیا ربط محنت سے اُس آرام طلب کو
 حاتے ہیں جی سے کس قدر آرا دیکھ کر
 اتنا ہے جی بھرا درد و دلہ ار دیکھ کر
 نہ اس بار میں سمجھا کوئی راں میری
 بھرا آپ ہی آپ سوچ کر کہا ہوں کیا کہوں
 ٹہنی حور و دمھی ہر سوسج رعھراں ہو
 کہتے ہومات کس سے وہ آپ میں کہاں ہو
 اس طرح کے رولے کو کہاں سے گلر آئے
 گل و گلر اکیا درکار ہو گو رعیاں کو
 ہم ہیں مانع ہوئے تانی سے
 مگر تیر کو آرد تھی کسی کی
 آکھ اوھل ہیاڑ اوھل ہو
 نو میدی اور اُمید مساوات ہو گئی
 ہر اک حیر سے دل اٹھا کر چلے
 ہمیں آپ سے ہی حسا کر چلے
 سو تم ہم سے مٹھ بھی چھپا کر لے

دلی

یہ میری حسیبے وہ صدا دہ آیا
صمم کے لعل پر وقتِ تحکم
رد کی حاتمیتس پر لیکیں
عجب کچھ لطف کھتا ہے تب علوت میں تہو
لے جاں دلی وعدہ دیدار کو ایسے
ہے جس ترہمیتہ یکساں
آغوش میں آئے کی کمان تاب ہو اُس کو
دستِ

لگا ہی محکوح آج یہ سارا جاں حراب
وفا

حسِ غل یہ لینے نہ پھول اس قدر کہ سیح
دکھ نہ مئے اس قدر وفا کے تین
س کہ لینے انقلابِ بخت ڈرتے ہیں ہم
کل کا وعدہ کر لیا ہے اُس دے لے محرم تو کیا
نہ کتنی یار ہی نہ کہ گئی اپنی نہ دارائی
تسے دور وصل کو روئے کہ عجب دہل ہا
بک رنگ

نہ کہو یہ کہ یار حاتا ہی
مبصرہ قرار حاتا ہی

تائید کہ اُسے حالِ میرا یادہ آیا
رگ یا قوت ہے معِ تنہم
فائدہ کیا اگر مدام بہیں
سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
ڈرتا ہوں مساداکہ دراموش کرے تو
حمت سے ہمار کیوں کہ جاو
کہہ تی ہی مگر جس قدر مارک یہ گرا می

تائید کہ مر گیا ہی کوئی حاماں حراب

واں کے معاملے کی کسی کو حسرتیں
آخرت وہ بھی جاں رکھتا ہی
ستر گل پر بھی لراں ہی قہم جتے ہیں ہم
یاں تو متبانی کی دل کی آج ہی متے ہیں ہم
ہوئی ہیں عرقِ دریا اُس گھڑی جب میں ہا آئی
کبھی ہم ہی یاد کو لطف تھا کبھی مار تھا کبھی سیاق تھا

ماد اُس شوح کی اس دل میں بھری رہتی ہو لوگ کہتے ہیں کہ اس گھر میں پری رہتی ہو

مستحکم محترم کما سیاں کروں تجھ سے اس دل و ہندار کی صورت

مع تک وصل کی ہی یار اُمید ہر مثل ایک دم ہزار اُمید

کناہہ مہاکہ مارا ہر دم کی اس ہستی سے آ کر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

جہاں کا گل سے وہ شوح یارب مجھے تو اُس چمن کا حار و حس کر

وقفہ

اے یک برگہ دیدہ تر ہے درمیت دل ہیں رسالت کے اور دین خطر ہو درمیت
ل حیراں کی مری دیکھے صورت کیا ہو اب تو داں اُمید ہی آٹھ پھر ہے درمیت
دماں دایع حگر رجم مایاں کو تلے جس طرح لالہ کیس ہو گل حنناں کو تلے
تیاں بندی کی تجلیف نہ کر ہم کو ہوں گر رہیں گے کسی دیوار گستاں کے تلے

مردوب

چھوٹے اگر قص سے تو حامتوں مصعیر صیاد نے سایہ تراہ تو ہم رہی
قسمت ہو لیے دل کی مارا رحمت میں جو کوئی صبح اُس کو لے گیا تو تمام لے آیا

حق

اُس کے رُحسار دیکھ جیتا ہوں عارضی میری زندگانی ہے

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سخن سخن مضمون پرور احمد قادیسی کہ رہاں لالی قلم را از سرمہ دودہ ہجتم مقدار
 لعلان مودہ محال دکتہ یرہ راہی گستر تائے صائے کہ جس است ہ مضمون را در اہلیہ
 الفاظ علوہ عروسی دادہ نہ لطر صاحب لطران در آدوہ ابد ہم ست و خیال سچاں اندستہ
 راہوس مژدہ در سر آید لاول لاقوۃ الامان شہیدہ حمدے کہ سر اوار محمدت دست رہاں
 محبوب خود در مودہ، الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین دعوتی بحر معصیت از
 زماں زیاں کار لغت ہجربائی کہ ست دانی کلا مت سلعہ معلقہ را ارق محال فصحاء
 لطفی را تنستہ بچہ و گویا بد محض حرات ست و محال ہیستے کہ در جوہر لیاقت دست تحت اد
 در مودہ و ماہر سناک لا رحمت للعالمین ہایک بعد وایک لستین اوصیائے او کہ ہر یک
 صراط المستقیم اندر زندگان طریق ہدایت را دھن را ہند گشتگان بادیہ صلاحت را اذیت
 اقبال ارجو دہ است کہ غیر ایں مساحت کہ ہدایا الصراط المستقیم صراط المہدین ہست علیہم
 غیر المعصوب علیہم ولا الصالحین آئیں۔ اما بعد ایں پروردہ آخوتیں روح و محسوس را بحر میر
 علام حس اس میر علام میں ہی میر عزیز اندر انمائے آں سد کہ تذکرہ سخن آفریاں ہندی
 رہاں را کہ جس جس گہائے رنگین معانی و گلشن گلشن مارک جیالی در گریاں دیوا ہا ریختہ اند
 دستہ سد صحنہ اوراق مایہ نامہ صاحب لطرے ارماتائے آں بحر صالح حقیقی ذکر شد

حالِ حَیثمِ داورِ دگر کے تیرا
کوئی مسجد گیا کوئی حرامات
رحمی برنگِ گل ہیں تہیدانِ کر ملا
گلزار کی مطہ ہے میاں کر ملا
ادھیر ہو جہاں میں کہ اٹلیوں کا تھ
ہے سرُ مریدہ تہجِ تنستاں کر ملا

یار

حائے سگِ لوحِ تریتِ نصیبِ کچھ آئینہ
تا کوئی حالے کہ یہ حسرتِ کس دیدار تھا
آؤں لے دستِ گتاجِ محنتِ آؤں
یہ گریساں ایک مددِ گلے کا صارت تھا

محمد حبیب الرحمن حائِ سُدائی

{ ۱۶ مر ۱۹۲۷ء
حصہ آمادہ (دکس) }

کوئی کسی ہی میں مجھ ساتھ رہ آیا یرحسے یار تھا اب ہر رہ آیا
 احمد گجراتی ار قدیم ست دگر احوال معلوم میت ہے
 ہوئے دیدار کے طالب خودی سے خود گر بنکے یہ یانی راہ دالت میں جوتناں لے حرکت
 محمد فصل "فصل" تخلص ار قدیم ست کلام ہندو بیچ گویاں مام بود کہ روعا تنق تہ
 حسٹل خود مارہ ماسہ عرف کٹ کٹائی گفہ کہ اکثر کھڑیاں دگیاں مشتاق ادبی ہاتھ
 لے لے فارسی و لے ہندی دار دلیک قولیت ادالہی ست، رولہا اتری کد از دست
 یڑی ہنگ میں میرے یم بھالسی مر ایا ہر اور لوگوں کو ہالسی
 مسارے صھوں لے دل لگایا آھوں لے سب جہم رستے گویا
 آوجی تخلص، ار سیراد ہائے حیدر آباد و اول در شعرو شاعری و آخر سعادت گراید عر اللہ
 دریں سیتی نگاہ کو نائل کو کرو یہ دکھ ایس کے واسطے حاصل کو کرو
 احمد گجراتی دیگر درماں ہسکت دھاکامی گوید کہ تصایف بسیار اردو، حوں معاصر
 شاہ ولی اللہ ولی دودوسہ ریختہ میر گفہ، حدایس ہا مردہ
 تب جھوٹے وعدوں پر خورے ہم ہکٹے کوئی لاکھ مار گھرے اٹھے در تنک گئے
 پوجی تھی کل تاں سے کہیں دل کی میں خبر سو کج لاکے سر سے دو میرے ٹپک گئے
 آجہ بتا میں کیا کروں اب راہ عشق میں سر پر تو سا بچہ پڑ گئی اور یا تو ٹھک گئے
 احمد تخلص سیر تخلص ار قدیم ست، اکثر قوالاں میں عرل اور امی خواہد ہے
 سنتا تھا جسے کفہ دت عاتہ میں آسہر احمد میں اُسے حشرت اسماں میں دیکھا
 ادو احوال سیر و اتلے سلطنت محمد شاہ بادشاہ
 خاں معصرت تاں سرگرد و سخن سجان استاد استادان
 ہندوستان حنت تان جیراع دودمان گنگو سراج الدین علی

لہ ذکرہ تھوئے ہندو ملکہ ڈاکٹر ملین مولوی کریم الدین میں مسلا مصرع اس طرح لکھا ہے یہ
 سب صعیب مہال کی آراء و محکوات ہیں

کہ مصیبت ادیک عروس راہ ہراراں ہراروئے معالی یحیدہ اگر عاتفانہ است سیاہاں سیاہاں
 وحتت دروست وگر مجبوراہ است صفا حفا عمرہ ما دست اگر برمیہ است محفل محفل طاری ست
 وگر برمیہ است میدان میدان حاما زنی ست اگر تعریف حوش حرام ست قمری سر قالی
 تال خندہ لک بر کو ہسار دارد وگر تعریف تیغ حوش آستام ست دم او چمک بر برق طہا
 می رہد غرض ایں حانات می تو دمی الحمد کہ جمیع محبت محمودیستی ست و ما توفیق الی اللہ
 علیہ تو کلفت والیہ تاب پس اردیافت حال حیراں ہر صاحب سخن تتمہ کہ از دوساں حقیقت
 دال مسموع مودہ در دلی اشعار ہر یک لوت و مطابق حروفیاتی نام ہر یک را صط مودتا
 حویائے را تر دہ اُفتد و دعائے حیر حلف و سلف مایہ دعائے فقیر ارد کر جمع کثیر ہیں ست
 دہن ستاید طبع ایں نزرگاں کسے را توفیق در حق ایں جامع آید باشد التوفیق والیہ الکمال
 دکر اول بادشاہ حمماہ سکندریاہ ظل اللہ شاہ عالم مادشاہ ما و خود عمل حماسانی و
 درماں دانی گاہ محبت تعاق رہاں الہام بیان راہ گہن رباعی دینتہ کہ عمارت اراہی
 در ریختہ نیرماست دگلساں می مایہ و آفتاب تخلص او دریں زماں انہر من لہن ست حمد اللہ
 و افاض اللہ ترہ و احسانہ من عنہ

صبح توام سے گرتی ہو شب دلارام سے گرتی ہو
 طاقت کی حرص داحالے اس تو آرام سے گرتی ہو

بعضے از احوال متقدمین | مایدالست کہ ریختہ اول ار رہاں دکھ رواج یافتہ
 حروف الف متقدمین | فقیر اللہ آزاد تخلص از حیدر آباد و در صعرس
 یتیم تہا لہ محمہ عربی داشتند چون متحدہ طبع رسید عشق گل کُشے در دیدہ ماسد عدلیہ
 مالان آہ و فغان لہری نمود و برگ صاسر اسیمہ می تخت یک مقرر نہی گرفت سیاحہ ہمز
 فراتی دکھی در شاہ جہاں آباد آدہ بود طبع در دمدی داشت و سیارہ صفا حرف
 می رہد حدائش میاں مردار دست سے

”اککار“ تخلص سے

یاسیے گریٹ کو یو جو دل کو تھامہ کر دے
 خواجہ زین العابدین آراؤ، تخلص، حواں محمد شاہی لود، اروسٹ سے
 حسی بلبل سے چھوٹے سے تعلقہ آوار کے چیلے
 آترو، غیہ نگزار گھگوار است گرداں سراج الدین علی حال ررو میاں محم الدین عرف
 تہاہ مارک التخلص سے آبرو، میرہ حضرت محمد عورت گوالیار ری اور اللہ مرقدہ ارا ابتدا سے
 حواں متیق سخن می کردست اعرجو تنگو سے در وقت خود لود، خدا ایس یا مرد سے
 دل تو دیکھو آدم لے باک کا
 کچھ ٹھہرتی ہیں کہ کیا ہوگی
 کریں جو مدگی ہوویں گہسگار
 بوسلماں سو دینے کہا کہہ کے پھر گیا
 قول آترو کا تھا کہ نہ جاؤ گا اُس کلی
 متاقِ عدو حواہی ہیں آترو تو کیا ہے
 دُورِ حاموش مٹیہ رہتا ہوں
 اٹھ جیت کیوں عوں بہتی خاطر حیت کی
 لٹک جیلا سجن کا تھوٹا اتک ہیں مجھ کوں
 آبرو کے قتل کو حاضر ہوا کس کر کمر
 کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو پھیل ہی یہ
 کہتا ہوں میں کیا رستو کان دھس سخن
 میاں کے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
 رلف کی ستاں ٹھہا دیر دیکھو
 عشق سے تیلہا ہر ہے مالک کا
 اس دل لے قرار کی صورت
 تاں کی کھجہ برالی ہی حدائی
 بیلا ہر اترا ب کا افسوس گہ گیا
 ہو کر کے سقرا ردیکھو آج پھر گیا
 یہ روٹھ روٹھ علیا حل کے پھر ٹھٹھکنا
 اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
 آئی ہر تھکو حصر ہے ست کی
 طرح وہ یا لوسکے کی مری آنکھوں میں پھی ہے
 حوں کرے کو جیلا عاشق یہ تہمت مادھ کر
 لگ حکا اب جھوٹا مسئل ہی اس کا دل ہی یہ
 حوا درست بلوسگے تو دیکھو گے ہم ہیں
 کہاں ہی کس طرح کی ہی کہہ رہے
 کہ گویا عرس یر لٹکتی ہے

خال آرزو، بعد امیر خسرو دہلوی جیسے صاحب کمال یگر گوشت گو مسامع عالمیاں نہ سہ
 ہمت دیوان دارد کہ ہر کیے ہلو بہ لطیری و فغانی می رمد و دیگر حید تصنیفات دارد
 فکر صائب اور تر لرل در ارکان مصابین متدل انداختہ ساعر فارسی و عالم حاصل سترہ آفاق
 در سخن بھی طاق، استادان ریحۃ نیز شاگرد اوید، رائے تعس طبع دوسہ ریحۃ خود ہم درود
 نور اللہ مرقدہ، ۵

جاں کچھ تھ یہ اعتماد ہیں رد گانی کا کیا بھروسہ ہے
 میچائے بیج خاک ریشے تمام توڑے راہ لے آج لیے دل کے بھیجے بھڑکے
 رکھے سیارہ گل کھول لگے عنایوں جس میں آج گویا بھول ہیں تیسے تہذیب
 آتا ہی صبح اٹھ کر تیسری راہی کو کیا دل لگے ہیں کچھ حور سید حادری کو
 اسدیار خال اتخلص یہ انسان، مرے بود کمال انسانیت و قابلیت در اں رہاں نہ یایہ
 امارت رسیدہ سیار کمر و فرعاش می نمود، حد ایس باہر ردے
 نہ دیکھی اک جھلک بھی آں کرت بیج اندھوں اگر جیہ ہرٹس موسے مدں سارا تنگنا ہے
 رہیں اور آسمان در ہر دمہ سب تھ میں ہیں آں نظر ہر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھنگنا ہے
 سودا جال حال کا سر سوں گر گیا تل مانتے تھے جس میں وہ مکلی ہیں رہی
 مایہ است کہ سخن سچاں آں رہاں دے ریتے صفت ایہام می بود و تلاقی لعل تازہ می نمود
 چوں طر تارہ بود حوت می آمد لیکن اکثرے ایں بحر گوہر تہوار سرد و بعضے سب تلاقی
 لعل حذف ریرہ نہ کف آورد، دیار و دیار رائے یادگار نقلی می مایہ معد و رباید انتساب۔

مجدد اشرف ہمعصر ماں آرو تھیں دوسے
 بے یل میں ہم حوائث ڈرڈٹے گایا اس عم سے خاک عاشقان سسویں ڈالیا
 مرزا اکبر قلی اکبر آبادی سے
 حاکمہ سیم گل سے سرا کا خوف مت کر طلس کے بال دیر سے تو ہی نہا دوست لا

میاں حسن اللہ حسن کھلے درہاں عصر مرے دود کمال خولی طعنت سارا مال
اسام بود دھالیں سایم ردا روست ۛ

ہی مصوں خط ہے حسن اللہ کہ جس جو رویاں عارضی ہے
لام متعلق کا ہے اس نب جوت خط کی رف ہم لوکا فرہوں اگر سد و ہوں اسلام کے
علی حسن حان، حان سامان عہدۃ الملک امیر حان حسن تحصیل ایت سامرہ ازو
دلت ہوئی ہو دل کو وہ دسر کے ساتھ ہے دل تو ہماری باتھ ہیں اس کے ہاتھ ہے
الف حان ۛ لباس فقیری سرمہ ازوست ۛ

بیلے قدم میں حقت کے میرا تو جی گ محوں یہ چدرور بھلا کیوں کہ جی گیا
ہینگ حان متخلص بہ افغان دود سرکار امت الحیب بود موافق نام دسب
خود میگفت ۛ

خروسے ملی تیریں جیتروست کر ہو کہ یتھرے ٹیک سر کو فرہاد دست رویا
نواب امیر حان ار اُمرائے عظام و طرفائے عالی مقام نواب عہدۃ الملک
نوب طبع و سیرس کلام ار مہرماں در گاہ و دوس آرا مگاہ بود، لطائف و طرائف
اد مشہور و معروف ست گاہ گاہ اشم فکر احسب اتفاق در میدان نظم یہ جولان
می نمود، مک حرامی اور ائمورۃ و تسمائن سر سواری، ارون قلعه شاہ جمال آباد
تہید کرد، عمر اللہ اروست ۛ

نکاتے درصت دی کہ درصت ہو جلیں صیاد ہم مدتوں اس باغ کے ساڈ میں تھے آماد ہم
پس لمانی بیٹھیں یہ مجھ سے مادی ہوئی دحتر ر سرم میں آتھر م سے یالی ہوئی
یہ عالی سب والا سب عجم گلش ادکار میر حویں المتخلص بہ افکار ار شاہ جمال
آماد است میتر فکر مقت مکر دار مدتے برلے ریارت مشہد مقدس رمت ار لکھ
عقیدہ درست دامت بر مزار مقدس یہ قرآن خوانی جیافت، نقل المسند

کیا ہوا گو کہ مر گیا مر باد
 بھرتے تھے دست دست دوائے کدہر
 روح بھڑے سر ٹپکتی ہے
 دے عاشقی کے آہ رماے کدہر گئے
 بھڑے گیارے جی کسی کا
 رندگی ہو سراپ کی سی طرح
 کون چاہے گا گھر سی تجھ کو
 تپ سیتی دل کو لے قرار ہی ہو
 جلتا ہوا تپک تپے کھڑے کے ترسک ہو
 مالہ ہمارے دل کے عم کا گواہ اس ہو
 دل کب آوارگی کو بھولا ہے
 شوق سے جس گھر میں ہو تو علوہ گر
 تہا ولی اللہ درویشے نو کمال خونی و احلاق لخلص نہ اشتیاق، ار اولاد محمد
 الف ثانی بصرہ تہا محمد گل مولد او سر نہند بود در کوئلہ فیر در تہا کہ در تہا جہاں باد
 مشہورست مستکن است از حملہ اوسا داں ایام ننداں بود، الحق کہ بے خوش فکر و خوش
 تلاش، ا دوست سے
 چھوڑ کر تجھ کو ہمیں اور سے جولاگ لگی
 تپاں جو بھر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں
 دو مالا ہوس کے محوری عست آکھوں کھلتا ہو
 در وقتیکہ لو اب رو تن الدولہ معفور ارتہا جہاں آباد تا در گاہ قطب صاحب کہ
 سر صہ ہفت گروہ جواہر بود چراغاں کردہ بود در ان اب گفتہ بود سے
 ایسا مرید کیوں نہ دو عالم میں سترے
 میروں کی راہ میں جو کروڑوں پا کرے

کیا کیا گیا میں کیا کہوں اس دل کے ہاتھوں سے
 بیاں میں کیا کروں اس سر کے لگے ایسی ماکامی
 کچھ سوا کوئی حلوہ گرہی ہیں
 دردِ دل چھوڑ جائیے سو کہاں
 تیری اُمید چھٹ ہیں اُمید
 حال میرا یہ یوحئے مجھ سے
 کر دیا کچھ سے کچھ ترے عم لے
 تو سرا دیجے ہے سچا کچھ کو
 وہی میں ہوں اور وہی دل ہو
 کیا کیجے احتیاء ہیں دل کی چاہ میں
 ایسے کے حرج و ادا ہوئے ہم کہ جس کو آہ
 اُتارے کیسے کیا کہ ہر جائے
 کھسو ددستی ہو کھسو دستہ
 اس ہو مار یہ امتحاں کہیں
 ولے غفلت کہ ایک ہی دم میں
 صُرفِ عم ہم نے جو حوالی کی
 یہ فاتحہ سے اس گلا ہی ہیں
 یا خدا یا س یا تاں کے پاس
 دل سو چاہیے سو مادہ ہے
 ہم ہیں سیدل دل ایسے پاس ہیں
 بوجھ مت حالِ دل میرا مجھ سے

یہیتہ کچھ نہ کچھ اس میں حیاں جامِ بہت ہو
 سے یہ طور اور کچھ کو تجھی سے کام نہ ہوتا ہو
 یہ ہمیں آہ کچھ تسہر ہی ہیں
 ایسے ماہر تو یہاں گرہی ہیں
 تیرے در کے سوا کوئی دہری ہیں
 مات میری تو معتر ہی ہیں
 اس خود کیا تو وہ آتہ ہی ہیں
 تم سے کرنی نہ تھی وفا کچھ کو
 اس خدا حالے کیس ہوا کچھ کو
 ہیں سب و گرہ تیری یہ ماتیں نگاہ میں
 مدح ادا ہی میں درق نہ کچھ حرج و ادا میں
 مگر آپ ہی سے گر رہا ہے
 سری کوئی مات یہ حائے
 یا کھلائے اس یہ حاں کہیں
 میں کہیں اور کارواں کہیں
 واہ کیا خوب رہ گئی کی
 تو تو گو یا کہ آستما ہی ہیں
 دل کمی اپا یہاں راہی ہیں
 میں لے والہ کچھ کہا ہی ہیں
 آہ اس کا بھی تھکواں ہیں
 مصطرب ہوں مجھے جو اس ہیں

رورے خادم اور کمال دیگر فقرا و لکڑیہ بہ میر موصوف تو لہ تقسیم کردہ بود و دوزخ
تاریت یافت کہ این عزیز ارسلے ما اہم آمدہ است این را از طبعہ حاصل میدادہ
نشد، حوت ساحل تنجھے کہ امام رہاں سفارش او عائد یک شعر دریں فلا در مدح اروحا
گفتہ فرستادہ است الحق کہ مصوں تارہ یافتہ است حدایت سلامت دارد سہ

علی کا بیادہ ایسا جگہ گاہت تب معراج حس کا رتھکا تھا
فیہر حسن مطلع رساییدہ اگر قول اقتدر ہے طالع سہ

وہ متعلقہ طور کا حوت تھا سو اس رات متال شمع تحوتوں پر لگا تھا

قرنیات حال اُمید تخلص مرتے بود تارہ ولایت، دیوان فارسی اور مشہور
سیار جون معاش دیار ماس بودا مردم ہندوستان سبارا احتلاطاد تب و اسحت
این مردم علی الزعم رقم خود حوت بود حدایتس میا مردم، ازوست سہ

در دیوار سے اب سخت ہی یارس گھر میں عجب صحت ہی

از حروف الف بعضے از احوال اگر سلک متاخرین اترا فصاحت ملار و صلحائے کامگار توں

اوقات و یک سیر حرف مجھ میرا تخلص
متاخرین ہا اترا، درویشیے است موقر و صاحب

سجے است موثر عالم و حاصل رتہ قدرش بعایت بلند گو ہر صدرش ہمایہ ارجمند
برادر حور و خواجہ میر درد دام انصا لہ ترح رالہ اداد را مشامہ تواریکمال قوسٹ رو
لوتہ در خدمت برادر بر گوار جو گوتہ لیتی اختیار کردہ و قدم مرحدہ سرگاہ
خود مادہ لہ رمی برد، حق تعالی سلامت دارد سہ

سابقہ ایک گاہ مرا کام ہو گیا بس ریح اس جہاں و دھام ہو گیا

پر دل کے ساتھ صفت میں بد نام ہو گیا میرے تیں تو کام نہ تھا کچھ مہوں سے آہ
اسی حالت میں لیکر صبح سو تا نام رہتا ہی کچھ دن رور و دل ایسا سخت آرام رہتا ہی

ہوگا تھا کہتے کہتے اس دلوں میں ہوتیار
یہر جو کل دیکھا میں اچل کو وہی دیوانہ تھا
ہاں عالی شاں محمد یار خاں التخلص نہ امیر لد علی محمد ہاں روہیلہ سیار طیق
وہو ہر ساس طبع موردوں داردار محمد قایم متورہ شعر دارد، حد ا قایم دارد اروست سے
اس مہ سے الہ کچھ نہ نکلا تر مالہ و آد کچھ نہ نکلا
دیکھی جو میں مروت ایسی تر رو بر سیاہ کچھ نہ نکلا
میر سعد علی اسد تخلص سید عالی سب در کمال و عاہت ارتا گرداں مرار مع سودا
اصل ارتا ہماں آماد است الحال ارب سب یریانی رو رگا رطف مرشد آماد و مہ
صدائق سلامت دارد ہجو گچھ خوب گفتہ و سے دُر ہائے معانی سقتہ طبع رسائے
دارد، اروست سے

کس جگہ کی صبح کو مائیں نکالیاں ماہم صاحبیں ہیں اُلھتی میں ڈالیاں
جیوں توں اسد کولائی تھے اُس کی نگلی سو ہم حساہ حزاب راہ میں یہر بھر محیل گیا
میر طفر علی آزاد، تخلص درد مدد عاتق مزاج اصل شے شاہماں آماد است در
مرشد آماد یتیم است متیر فکر فارسی می مائد نقل است کہ یکے ار کیراں تھیں یا سگم
نزاکت نام برا و عاتق شد ہر جید کہ عدم ملاقات نو دیکس ہماں ہماں اراں شعلہ
آتش رول داشت ارا تہ آہش طرف تانی را یہر گرمی ہم رسید رو سے صاحبہ او یہر
کہ چرا جیں حال داری آں دل مردانہ گفت ہر جید خواہی مکن ہر ملا سے عاتق صاحبہ در
عصب شدہ بریر چوب کتید و قد کرد، میر بہ کو راس حر شیدہ لیاہر گریست و گفت سے
معتوق در سوئی مں عاہ لیش تہ ایں لود مر لے مگر لے ادبہ ما
عرص کہ سخن میر عالی ارا راکت یست سلامت ماتد سے

بو جھتے کیا ہو کہ پیدا کروں یا نہ کروں یہ تو فرماؤ کہ دریا کروں یا نہ کروں
وعدہ وصل تو کرتے ہو مگر سچ کہیو دل کو اس وعدے میں تا کروں یا نہ کروں

یو مایتری کچھ ہیں لفظیہ
مچکو میری دعا ہی بس ہیں
لوں خدا کی حدائی رحمت ہے
یراتر کی ہیں تو آس ہیں
میں کہاں تو کہاں یہ کہتے ہیں
کہ بہ آس میں دوہوں رہتے ہیں
عاشقی اور عشق کی باتیں
سب جہاں سے اتر کے ساتھ گئیں
آہ کے ساتھ جی بکل نہ گیا
آہ اسے آہ یہ حل نہ گیا
”الم“ مع اتفاق و کرم میاں صاحب میر المتخلص بہ الم، برگ، برگ رادہ
عالی لب والا حسب حلفت خواجہ میر درد، جدے نہ فیض آیا و تشریف آورد
لوالحال میں یہ برگوار استقامت دارد گاہ گاہی فکر دوسہ بیت ہم مومناں حد
سلامت دارد دوست ہے

نہ دل کو قرار سقاری کے سب
نہ جیتم کو جواب استخاری کے سب
رافعہ نہ تھی ہم تو ان ملاؤں کو کبھی
یہ دیکھا سو تیری یاری کے سب
محمد اجل اجل سخلص الہ آمادی است، ارور رہا ستا، جواب اللہ کمال مصلحت
و آدمیت تحصیل علم، تربیت و خدمت برادر برگوار جو روتا، علام قطب الدین
المتخلص بہ مصیبت یا ممتنا، فارسی است، جد کتاب تصنیف مودودہ، دواے دوسہ
ملاقات کردہ و کلامت تنیدہ الحقی کہ کست فکرش دریں جولابی و رشتہ سخن چوں لب
گلبرغاں طولانی، گاہ گاہ ریحتم ہم میگویا، چوں محاورہ ایس رماں خداست جو دار کم
متقی جو اظہار عمر دارد بسیار مصف مراح است الحال مدلس حضرت تاجہ جول اللہ
دوست حق تعالیٰ بسیار سلامت دارد، دوست ہے

ہو گیا حوں باب آنکھوں میں
بھا جہاں تک کہ آب آنکھوں میں
شب فرقت میں میری لے عالم
و گیا جواب جواب آنکھوں میں
تا قاتل طرقت میں جہاں نہ تھا
ای گیتی اب تھی جس رات وہ بھا نہ تھا

مجھے محاذِ حیاں ریلوں کا سودہ حوٹید روایا حد لے عم کی راتوں میں عتی کا دل نکھایا ہی
 میسر مانی ولد میرا بھی حوالے بود کمال حوالی طبع مورولے دانت باقیر سپا آتسا
 بود متیر فکر مرتیہ می بود اریا جالس یریتیانی رورگار لطیف مرت آما وقت لعل
 وفات ادعیت عریب است رورے درجائے تجھے مجلس امام مقرر بود میرد کورنہاد
 خود بر سر مرتیہ مرخو ادلصعے بخوادہ بود کہ بر مردم رقت گردید بیابا بچہ خود ہم کرب
 دلت بر دیوار سر داده ما مد تصویر ساکت گردیا مردم گھاں مرد مد کہ حال اسد دیگر
 خواہد خواہد چوں حاموتی لطلول اسکا مید اکثر اتصا ص بر حاستہ دید مد کہ حاں حیاں آویں
 سیرد حوٹا حیاں کہے کہ در عم امام علیہ اسلام حاں بھی تسلیم کرد و متق شعرت نہ یکنگی
 برسدہ ارسکے مصروف مرتیہ بود حدایت سایہ مردے

شور بر کوہ و نام کرتا ہے دل ٹری دھوم دھام کرتا ہی
 نہ وہ سننا ہی رہا مانی حال نہ تو قصہ تمام کرتا ہے
 رائے یریم ناتھ حلف رائے کس ماتھ ارقوم کھری است قائم در مد کہہ خود دوتہ
 کہ طاہر حالت چوں طبع حلیس موروں و موروں طعن ارقوئی طاہر فردوں اخطا ط
 لے بطور کما دار دلسر میزل فارسی لسا رجوئی مگو مد گاہ گاہی فکر بیختہ ہم میکد ازو
 آن بولاسن کا مٹھائے لگے ہے دل کو حاموتی اُن لہوں کی گت چٹ کی ہی مٹھائی
 آتنا خلص تجھے تمیدہ ام بقیہ آتسا بیت ارقلا مس معلوم بشود کہ فی الحمد آتسا لی
 ماسح دار، معلوم تند کہ کجاست ہر جا کہ ماتد سلامت ماتد ازومت سے

حو کوئی حیت تم تر ہیں رکھا درد دل سے حر ہیں رکھتا
 کس طرح دل میں جا کروں اُسکے مالہ میرا تر ہیں رکھتا
 کھو تو مہراں ہو ہم پر لے س کہ آخر ہم بھی ہیں مدے حدائے
 آتنا کیا سے گی آسہ کو تجھ سے جاہ خراب کی صورت

حاجہ اکرم کے لئے سہل یہ ماسدِ حجاب متجرب ہوں کہ مبیا د کروں یا نہ کروں
مُرجِ دل تیری حدائی سے بڑا تر بیسے ہو اس کو کیا حکم ہے اراد کروں یا نہ کروں
خواجہ امین الدین ابین کھلے سا کس مرشد آما داس دکر احوالِ معلوم میت
سلامت مانند از دوست سے

عمر کئے کو کٹی پر کیا ہی حواری میں کٹی دں کٹا دیا دیں اور رات راری میں کٹی
میرِ علام علی اظہر تخلص متوطن شاہجاں آما داس گزراں میر تمس الدین فقیر
طالب علم در فنی شاعری مروط دیواں فارسی مُرمصا میں دار دلحال مائل رنجتہ
سرگردیدہ یوں سرستہ سخن معلوم است حو ہا دگفت طعنِ وقت پسند
اُفتادہ است حدایت سلامت دار دہ از دوست سے

سانی سار آئی میرا یاع حالی الصاف بھی ہے عالم مسکرو دباع حالی
اتو ہر یک سے طلب کرے لگے چاہی ہو یہ آئیں وفا میں تمس سے راہی
ہیں نہ مرد ہا جیم ساتھ آسو کے گل کے دباع گلہ حم رہا ہے آنکھوں میں
میرِ عاصمی آب حو بہار تشراف و سر دوساں باد گل گلزار ہاتھی میر بہاں لیں
عاصمی اتا بر رنجتہ گو و مرتیہ گو و متوطن شاہجاں آما د در ہما دریرہ انتقامت دشت
در علم تاریخ و تہمت ساسی و لطیفہ گوئی دستے ہم رسا میدہ لودا ریدے نہ رحمت الہی
یوسف حدایت یا مرد سے

جس کے تحت یحسب تہ گل کا تحمل عیا ہزاروں مللوں کی فوج تھی اور تو تھا عل تھا
حراں کے دن حو دیکھا کچھ نہ تھا حو خار گلشن میں تاتا اماں رو رو دیاں عجب بہاں گل تھا
مثال آئیم ہم سے سہی نقشِ ہاں دیکھا ہماں دیکھا ہر صورت تحو قالب میں حال دیکھا
قیامت کی عقوبت ماری ہجر یا میں گری دہاں تھا دیکھا کچھ سو سب ہم فی ہاں دیکھا
لے لے میکتوں کے کیا فلک بر سر اٹھایا ہو کہ مادل بھی سیمت ہو چس پر چھوم آیا ہو

مخدوم ہم ہوں محرم اسرار ہو کوئی
راتوں کو اُس کے کوچ میں جاتا تو ہوں دل
عشق کی آتش جلے ہو یوں دل مایوس میں
سجدہ گہ ہو خاک احس اتو ساری خلق کی
یہی جس وقت مجھے اس کی حرارت کی
تم تو دل مانگو ہو بیاں جاں ملک حاضری
دل کو نہ رکھوں سیسے میں تو کیا کروں احس
جو اس میں جو روح تہ سے عم سے یوں میں جت ہو
دل ہو دیدار سے مایوس تو مسرور ہو
اس طرح سے ملے آپس میں لبِ رحم جگر
برم میں اُس کی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
ہمیں کیوں کر سوئے آہ و راری متیر
نہ رہ بھراں ہی میں تھا کچھ میں ملے ہیں ہم
نہ رومارتے مرتے تک می تیری خوف ہو احس
فلک میں ہو کی یوں ہم یا رہ نہ کھولے رہی
دل کو جو اہستہ یہ کس کی تیر کی یا رہ کہ اب
سخت مشکل ہو وہ جو گر نہ یہ رکھی سے تھا

عجرب کو سیم لے اور یار نہ کھولے رہی
لڑھکے دودیاں اور دھار نہ کھولے رہی
ازدہا کی طرح وہ ملو از نہ کھولے رہی

ق حامی ساقی کے آگے لائی توں مجلس کے بیچ
اکر دے پی اور اکثر قطرہ کو ترسا کے
توں احس کا نہ چاٹے صفا تک ہو پیام

آسا وہ ہو دے گا میرا یاد رکھو تو عاتقوں کی بات
خواجہ اکرم مرنے سے پہلے بود در تہا ہماں آماد، معلوم میست کہ الحال کجاست در گفتن
یابج چلے ہمارت داشت، ہر جہے دسجے کہ میگفت واد کے تاثل میسکہ و ماریح
رمی آمد از دوست سے

ایکبار مرے دیر میں راہ اگر آوے میں حاووں خوشی کی طرف بھر پڑا ہے
مرزا حسن علی چراغ برم سحر مطہر اطلاق حسن مرزا حسن علی المتخلص بہ حسن اختر فکرت
دراوج و احصر طعنت بر موج، حواہیت خوش طلق دیکھو اصل اربع است لتو و سما
دیر یا فتمتہ ارنتمو سلاطین محمدیوس حاں اوائل اسفادہ ارمیر صیاً حاصل کردہ الحال
شجر خود را بیت مرزا راجع میگرداند، قصیدہ و غزل جو بہ میگوید و وسیلہ رتاعوی
در سرکار ثواب شجاع الدولہ سرور ارست، طالب علم اسب دوسہ خط ہم جو بہ
موسیدہ اسلامت دارد از دوست سے

حاکم جس میں کس کی ملی آروے دل جو عجب یہاں کھلے ہی تو آتی ہوئے دل
خول اُدھر گیا سودہ ماٹی میں مل گیا پیری گلی میں حاکم کریں جستجوئے دل
ہو مجھ میں رقی دیدہ تھے مانگراں ہے حوں تنیع مرا مار گئے رستہ حاں ہے
کوں کر یہ کردوں مالہ و فریادیں جس ماسدہ حرس دل مرا البریر معاں ہے
یارو وہ صہم کیوں کے کرے کام خدا کا رام اس کا خدا ہے وہ ہیں رام خدا کا
صح کا نکلا وہ گھر سے حب سے آیات ام کو تنگ یا یا جی یہ میں کیا عرصہ آرام کو
سہرا ہے کو حوں لگے ہم اُس کو قدم تک ہجا دیا ٹھوکر لے دو ہیں ملک عدم تک
لطف کیے ۱۱ ہر بھی تو گاہ ہے گاہ ہے ناد ہر لحظہ میں کرتے تو گاہی گاہ ہے
دل بھرے یسے کو کس طرح کیسے حالی اس کی غیرت نہ دی رخصت آہی گاہ ہے
اتو حمار دل لے وہ مات بھی کھو دی یارو گھیر کر سیٹھتے تھے جو سہرا ہے گاہی

حسّان کر گئے تھکاتا ہوں میں اب کہہ کیسے تو کتا ہی ہیں سمجھائیں پھر کیوں دراپنے
اسی منہ سے تمہیں دعویٰ نیواری ہر لے آتے ہوا طرف آب کا معاوم دہی جام میں بکے

دلہ

ہوس لے آئی تھی اُس سگم کو کے یاس مجھے نگہ لڑی تو رہے پھر نہ کچھ خواہ مجھے
میرا نشاء اللہ ار حواں ہماں و حوش سکر اں رہاں سخن آگاہ میرا نشاء اللہ
طبع تارہ و دوق لے امدارہ تراب معانی و دوق حوالی فرج کحت و مسرت اور است
حلف حکیم الحکما میرا نشاء اللہ دام اتصالہ افتا تخلص می مایا حواست حوش طاہر
حوش طبع، اقلہ گا ہی دوست دلی است و متق است اکثر طر او لطر، ہیر سو زیماہ
اصل سے ار بجھ است و بولد او لطر سگالہ حدائق سلامت دارد، از دوست

گالی سہی حساسی چیں حسین سہی یہ سب سہی پر ایک ہیں کی ہیں سہی
مسطور ہم کو دل کا لگا ناہی حب ہو ا کیا آب کا احارہ ہو اس میں کہیں سہی
سدہ اُسے حب لطر بڑا ہے بولا ہی چل اٹھ کدھر بڑا ہے
نالہ ہی تجھے بوی کیسیج لایا رو لے کا اثر امھی بڑا ہے
یوں سے بڈل کما تو بولا بڑا ہی تو مجھ کو بڑا ہے
جی سہی ایسی جاں کے صدقے یعنی اس بوجواں کے صدقے
کھا قسم جھوٹ بولے ہی کتا جیب ہو پپس وراں کو صدقے
ہوئی ہیں حاک میرا اُس کے ہم نشاء بڑا عصمت ہی سو یہ جی ملک نہ دیکھ سکے

نور خاں حواست ار شاگرداں شاہ واقف آگاہ تخلص مسکد جدیدیہ ار میر صیا
بیرا صلی گرفتہ است بوسیله قصہ حوالی لہری مرد، دریں میں شاگرد میرا جرم مجرم است
کہ نہ قصہ حوالی مشہور بود عرض حواں حوش طاہر اس حدائق سلامت دارد، از دوست
سد دیکھو ایسا سیکھو ابھی رسم چاہ کی باتیں ماسا کے نہ کیسے ساہ کی

ہاتھ سی تیرے لے ملک جاں دھگر کتاب ہی
 تھری سے اُس کو مصل رُئے رس کا ہر د
 رحم لگا کے سیکڑوں کر لے لگا تھار وہ
 طے بڑا حکر دلا ہو دے ہی سکھ اُس کو تو
 کیجئے ناک حیتیم جو د سیر دل پر آ ملہ
 حوں حکر سے رور و سب کیجی رقم بھان ملک
 اس لے کر کے مختصر تھوڑا سا کیجئے بھان
 مامہ ٹیک کے ہاتھ سے آئیہ دیکھے لگا
 یاد دے اس ادبوں کس لے ہمیں ٹھلا دیا

ولہ

دھمکائے جاؤں کو جو مرگ سے ڈرتے ہیں
 ہم غیر کے ہاتھوں سے واں جام چڑھاتی ہو
 دوست لہو عالم کب لیں سمن میسر
 چھٹتا ہو کوئی مالہ ہم سے دم آخر تک
 کھلتے ہیں ایسٹن کے صد عقدہ عم دل سے
 بھر فصل ہمار آئی جو ہوئے سو ہوا جس

ولہ

کما حوس لے کر کُج کو تے مس لگا
 ہی حوت میں مری جاں اک رقی ماتی
 اسی لئے توں تجھ سے بھاؤں ای جس

لہ۔ سہراصل لہہ میں اسی طرح لکھا ہی رام پور کے سجد میں یہ شعر ہیں ہی۔

ریاضی

ہر مل آہم حسہ تہ کہ جالاک دے مادہ تریر کے ساء میساک ہوئے
 موبوہ ریست تک یہ سب کچھ راہ سہ جاک ہوئے تو سب طرح پاک ہوئے
 مہر تیر علی المخلص بہ افسوس اس میر علی طعراں رار عہ لو کما مہ علیجادہ ارسا گرداں
 مہ حمد علی حیراں درنگا لیا تر دت رقت الیال درمہ کالرا سہ اللہ مال مادہ سرور است
 سوارے است مامرو مائل آراستہ حکم و حایہ است، دہن مایہ طبع دہم دارہ مایہ ار میر سورہ فائد
 مردست مایہ ار سب بھمی صحت لہ اکثر تہ تود ہر سہ کہ یہ سہم ار سہ مہی رست میدہ
 فلک ائل راتم شمسہ الحال سنتہ ورمہ یگوید وطن برگا ناس مارول است ملاءت ماسدا رست
 حسب ملک نہ عشق یار دہہ دل با کام بھا ایسے میں کیا ہیں ہمارے لو کما آرام تھا
 سخت و محکوم تھے لو کا ہی میں لے بھول کر درد دل تیری اہم وہ برا سام تھا
 وہ میرا تو مجھ سے ملک ایک آج مل گیا میرا یہ احتیاریہ افسوس مل گیا
 اُس قصے کو تو ہمد کا ہیکو ستا تا ہی وہ بھولی ہوئی مائیں کیوں یاد دلاتا ہی
 کوئی دل سے مرد یو پچھ گیا ہی وہ ادا صبح گو تھکو نہ حوس آیا پر بھکو تو مھسا تا ہی
 ہما میرا مطلق میں ماستا ہی توھیانا تا ہے جی حاتا ہی
 جس کو تیر گمہ لگا ہو گا ایک دم میں رہ مر گیا ہو گا
 اُس کے اُٹھتے ہی جی یہ آں سی دیکھے آگے آگے کیا ہو گا
 ایک میں ہی ہیں اس کو جویں جو حاتے ہیں دیاں کو ہو رہتی ہیں گھرایے سے دو چارے ہیں
 کوچہ مائیں رہتے تو میں اب لیکس بھولے بھٹکے کھی اس آہی ہو حاتے ہیں
 برم میں اس کی نہ ہستے ہیں نہ رو سکتے ہیں چپکے ٹھٹھے ہوؤ ایک اکا کا مہ بکتے ہیں
 اُس شلہ دس کو دیکھنے مینا ہو گیا یارو یہ تھا تو دل ہمارے میما ہو گیا
 بھرا ہر سے وہی دہی دل ہے ہمارا سا وصل صم تو راب کو اک برا ہو گیا
 صبح سے کرنا ہے یہ دل انکساری تیر ہوسحر کو حاسہ ماتم میں راری تیر

لے اختیار سیکڑوں دتار گر پڑیں حب میری کھلا لے ٹھک کھکا د کی
 عباد گاہ ہو محراب کتبہ ہر سماں کی ہماری مسجد گد محراب ہی ایسے گریباں کی
 برعل میاں حسرت متورہ تباہ واقع گھٹتہ -

ہاں یاویں جو تھے ایک نظر دیکھیں تو تو بھی سڑے سے کل پورہ نظر دیکھیں پو
 بچھیں تو، در مصرع تابی لے لے میگوید کہ حیثیت الہیہ حائے نال است
 حلقہ ختم میں کیوں آج ہو دم یا سر کا ہی کہاں کا ہیں دین میں سسر بچھیں تر
 میں ٹکس کر لین مفت یہ س عاتش سے ایسے کوچ میں بھی کر خاک سسر بچھیں تو
 ر راگر سسر ولاد ہی سرم تنو د آپ سے آتے ہیں گر ہاتھ میں ری بچھیں پو
 آتشا کی حلی میرا علی علی، ارادات عالیاں سہر مکاں اس میر ولایب اللہ
 ہاں نور اللہ مرقدہ، مرید حلیق و متواضع در محسن مودوں عل دستے ہم رسا سیدہ است
 نصیب خوب خوب راد و مستقیم مرید میر میگوید و معجزات ہم ار فکر اور رعیت مشہور است
 چاہیہ اکثر گدایاں و فقیراں میجو اسد مولد اور شاہماں آما د است، وطن آما و احداہ لطف
 نوران، میں است حق تعالیٰ سلامت دارد، اس حیدریت اراں سرگوار اس سے

کیا ہی تیری آنکھوں لے نہ کچھ مجھیر سخم حالی ہوئی ہیں حال سے برگس کے قالب یک قلم حالی
 چمکنا برق کا میہ کا سرا کیا کرے دیکھیں نہ مجھے سہی وہ چپ ہتا ہی سنے سے نہ ہم حالی
 تو اللہ کی سوں دل مرا جب تک حاصر ہو نظر آتا ہی آنکھوں میں مری در و حرم حالی
 لگا دیں مہ نہ ہر گر دیکھ کر لے کیفیت اس کو فلک گرد و زمین ای ہیں دے عام حرم حالی
 سحائے دل سستی اعلیٰ علی کے اُلفت ساقی ہو اس مری سے یہ تمتہ الہی ایک دم حالی
 کوئی مانی کو صدق ہو کوئی ہر اد کے صدقے تری صورت لکھی جس ہم اس استاد کے صدقے
 تو زینت راہ لے کیوں مسجد یہ سجا یا کیا تب تو اک صورت بھی تھی ای صاف پیرا کیا
 نہ چھوڑا میں جھلکا کے تار گریباں رہی تا نہ گردن میں مار گریباں
 خوا تھ اُس کے سدقہ کھولے تھے سو متوں ہیں اب کھا گریباں

حرف الباء

اول ارتقیدین | بیچارہ تخلص تھے بودار ملک دکھیاں بیتیں عالمگیر ہدایت
یامرد، اردست ۵

نی سے جدا ہونا نہ تھا یا ہا جدا کایوں ہوا
حر صر کچھ چارہ میں بیچارہ ہو رہا ہٹا

میرا عبد القادر بیدل، شاعر اردست و صاحب طر فاری، تعریف او در
تذکرہ ہائے فارسی مسطور است مدہ راچہ مارا کہ تمہ اراحوال آں عارف باللہ رقم کا مدہ
۵ و سر ہدی اراں زر کو اس موع شدہ نور اللہ مر قہ

مست یو چھ دل کی بس ڈل کہاں ہر ہمیں اس نجمے شتاں کا حاصل کہاں ہر ہمیں
حب دل کے آساں عریق آں کر بکارا بردے سے یار بولا سیدل کہاں ہر ہمیں
سمل "تخلص تھے بود، احوال معلوم نیست لیکن ایں قدر میدا تم کہ ارتقیدین است اردست
توینی رہ گس بسمل و گرہ ملاتا اسے میں وہ خاک و حوں میں
ذکر متوسطین | دلا در خاں تھے بودار شاگرداں ساں یکریگ، در عبد محمد شاہ محمد
لہ اول ہر یک تخلص داتس بعد اداں تیر یک بود، حالس یامرد، اردست ۵

حط مرا اُس نگارے نہ پڑھا کما لکھا تھا کہ مارے نہ پڑھا
محمد انجیل "پیشاب" تخلص درویش، در مدرسہ بود شاگرد میان یکریگ ارتقیدین
اقتاد باری دست داد، آج حال بحق تسلیم سر، صدائش یامرد، ۵
ہوتا اگر کسی سے آتسا دل تو کیا آرام سے رہا ہر اول
نہ حالوں کس پر پرو کی طر سونی اسی تو تھا مرا حٹکا بھلاں
میٹوا۔ تخلص در اوائل سلطنت محمد شاہ درشا، بھان آباد آمد، طریف طبع بود، ساکن

دل تری بھی آسانی کا ہیں کچھ استار یوں فادوں سے رہی ہے تنھو ماری ستر
 مہر ابو الحسن دلیر عبداللہ ارادہ دسدہ ہوا گیارہ چوں قبلہ گاہ ایس فقیر ارمیہ ہائے
 مدہ ہوا رہا میں یک تہ داری ماہم مادی است مولد تن تہر کہہ کہ درنا ہماں آنا دستور است در
 غلہ لا پانگہ از قصص صحب جان حالتاں حال عالم جاں صاحب گاہ کاہی شعر و دیتے موردن کی
 آن غالی سلا دار داس تک قطعہ کہ نہ نگارتن می آبد الخی کہ مصموم تارہ یا متہ است ارمیہ
 ماکاں فلک لے کچھ تنہا سہرت اس جس کی ہیں ڈال

مہ نہ لوجہ ہجوم احسم سے بھرتی ہوا آسماں پر بحالی
 علی نبی جان التماس انتظار لطف عظیم آنا دستقامت داردار احوال معلوم میت ملکہ اللہ تعالیٰ
 صد رہا ساق ہیں درماں ای میاں گوہر کے یہ میری چشم بھیکے ہیں بحر ہر حواں گوہر کے
 انگری لکس شمعے بود روقت احمد شاہ عجیب عرب ہر کس کہ میں او تعریف حواں دوست
 حواہ رماعی دہرہ ہندی فاری عربی موافق العاطفائے انبی الہ یہ لے معنی موردن میگرد
 پہنچ تامل بیکرہ چوں مگہ ہند کہ مار حواں مہتو است حواں مگر بطور دیگرہ

آتش تخلص بھجی است چچک رود در قدم در سحر کی گرتہ اسب یوج رہے معنی دامر رہا
 میکوید مرماں جدہ میکسد ملکہ حیرت بخند میگوید چوں کو توں کرہ است سود ہم مسجد در مزم را جدہ
 میاں اردار دست ۵

در عشق تری جوڑی یہ سب محیا ع یہ بھر کی وہ دنا یہ عجب و عجیب عجب
 میرا دلا دلی اولا تخلص حواں است ہند و سماں را سرگازن ارسا داسارہ ۵
 طبع موردن دارد سلامات مات اار دست ۵

نشان ہر جہد ہلا لے ہیں میری دل کو یارولا ادا کس طرح چھکواں بری رصا کی ٹھوٹے
 چہرہ اشرف شخصہ است ارموم مرشد آنا دہ دارو علی احار فرگی جاں برتو صاحب سر دار ہب
 طبع موردن دارد دیکھا بیٹرمہ گھستہ است مکتہ ہندی و ستر فاری میگوید حالات سلامت دارد ۵
 اہمٹھو بود و ماہن کر سنم سے میاں ہم بھر دیکھے اکدم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اسے ہی میرے سخت خواستے تھے مدد کے
 کس قدر کچھ سے دل چھا رہا
 جنگی رولگ جس کا لڑو
 کوئی کسی کا میاں آسٹھا سسر دیکھا
 نہ لوگ مسخ جو کرے ہیں عس سے محلو
 سیرت کے ہم علام ہیں صورت نہ ہوئی گنا
 رد کر اس سے میں کہا قرا جو یہ سیا آج
 مری ساط رے آگے یا رہے مودود
 ہمارا حصہ نصارت ہے مایع دیدار
 ادھر تو کھوں ہوں مہ ایما اور ڈھنچ مار
 یکساں روح عم کی پڑی مجھ یہ ٹوٹ کر
 لینا اگر ہے دل کو تو لے بھی اسے کس
 کر آب کہ اس قدر دامنوں
 گو سب لے مجھے ٹھلا دیا ہو
 کیا اسے سے در و دل کو کہنے
 جہاں روؤں ماس تری اوجع فرما کر
 قمار عش کی ماری بھی کھدسا دیا ہے
 آسودن تک یہ پوچھنے کی میر کے مدد ہے
 جرح کی رہبری سے یہ جھپٹیاں
 تھ دیاں کی دہشت و جان غاتی ؟
 کیا ہے حجرے میری اس پرچیاں سرد

جواب : ہم سے کا ہی کو محکوم کا دیا
 کہ مرا سکودہ سسر کا ہنگام
 صلح میں اس کی کیا ماسو کا
 سوا نے اس سے کہاں اداں ڈا میں دیکھا
 اچھوں نے ارا دھڑ سہے ما میں دیکھا
 سرج سفید مائی کی صورت نہ ہرئی دیکھا
 مسکرا کر وہ لاکھ کسے کہ اس کا کیا علاج
 دل ملکتا تھا ہر راز رہے مودود
 وکر نہ ماسے المیوں کے یار و جو
 پیاں نہ غرقہ حلال و ہمارا دود
 لنگی قرار و صبر و دل و ہوس لوٹ کر
 سینے میں اپنا لکھ تو رکھا مار کر
 ہوا دے یا دوسر دامنوں
 یہ تو تو مجھے نہ کہ ڈراتا
 ایدھر تو سنا اود ہر دامنوں
 آگیاں اس فکر میں جس حیرتیں لالہ نگار کی
 اُسے کہتے ہیں سنا کوئی ناں نہ جان ہمار
 محبت اسامی میں کہ آکھ کو اسے لیلی ہو
 لیلی ہو کہ اب اکھ بھڑ ہو
 ہی ہے جس سے رٹہ نہ ہاں مائی ہر
 مری دھاتا سے جو رہا سکھائی ہے

فہم سام رہے در کھائے مایاں آرو، ملاقات کرد او ساں کم التفات کردید گشت کہ
اے ساں آرو اگر تماں ستم تہل مہداسیوں اہ ساں مک جٹم راسمد ایل طہ
سیار ساسا افتاد مرد ماں سمدہ در آئید، عرض محبت طے بود حداس سیامرد
اروست ۵

بیٹو! ہوں رکڑاٹس کی دے اوہ ساں مالدار کی صورت
ارستعداں رودگا، لالہ ٹیکچد السخلص نہ بہار تانوارسی بودار اصطلاح فارسی سار
حرم اسب از ماں سراج الدلی عی ساں صاحب بود، قصایف سارے داست ،
اس جہست اروست ۵

وہی اک رسیاں ہے جس کو ہم ماکرتو ہیں کہیں تسع کارتہ کس رمار کہتے ہیں
سہی کرتے ہیں دعوی ہوں کا قسم کھنق صف محسوس ہوگا کس کے دہاں ہاتھ پاؤں کا
ہیں حلوم کا حکم، رشح اس آئرس میں ہم الساح اناقی کرا عسکو ساجاتی
محبت کی قلم دس جو حاد گھا تو دیکھیگا کوئی آئے تلے حراکسی کو کوہ ریٹکا
میاں بیان تانوعدب الیاں ار جس کو ماں زباں خواہ جس اللہ جاں السام نہ
بیان ار ملائہ میرا سلمہاں حاماں مولش سا جہاں آکاد، الحال معلوم نیست کہ کاست حیمامہ
اروشوہ راست، بسیار حب گفہ، رما عیات دل ریر دار دہ کلاس یوں تہم گلہاں عکس نیاس
یوں قدر دلراں میریں، مدہ ار فلکوب یار خطوط است ہر جا کہ ماتہ سلامت ماہدار اروست ۵

وہ بھی گناہوں تھے کہ ہم آغوش ہم نہ تھا در کے باہر مدنی حوں صورہ دہارھا
اس تجاہل بر ثرا میں دیکھا ہوں گرس وہ کہ حرا کی حیم کامں عمر بھر عیار تھا
دیکھ کر تابوت کو سار داروں سے دے یو جیسے اٹھا کہ اس مردے کو کہا ارا تھا
قالم کو تاج دگو ہر دمب ورا دیا تلاء اے فلک کہ مجھے تو نے کیا دا
نہ دس مطلق نہ دسا کی کسر اس سوں عرص میں سب کچھ بھلا دا

حاکم کوئے یار میں کوئی
 وہ بھی کہا اب بھی کہ سوتا تھا
 کیوں سیاں سیراب کی حسب
 حادثہ کی سحر تھی ملا ہی
 کید ہر ہر کہاں ہی جوسدلی بڑ
 مارا ہی سیاں کو جس کو اس طرح
 رسوا بھی ہو کرتی ہر اسے تم تر مجھے
 آیا ہوں اس گلی میں بھی دم بین لیا
 کج قص سوامی قیمت میں حاسہ بھی
 تھا علم تر مرقع عشق کہ ہر گرہ رپو یاں ^{قطعہ}
 مھر عمر ہم سے صط کیا لیک ف برع
 مست آتوا و وعدہ داپوش تو اب بھی
 آخر تو تسکاب سے مجھے سع کرے اور
 اب بحر میں کسا ہو کہ تھا وصل میں آرام
 جھگڑتے تھے سے لوبیا سے حجاب آنا ہے
 یہ تو تراب تو الو کہ موسم ٹل ہے
 سچ چہرہ اس کی ساں پر آئی
 کیسے ہوس حال کو کچھ سمجھ
 چیر کے آگے دل کی تیاں
 اے دل تو بھی عاوب ہو گئی ہر اب مجھے
 اس سرو قد کا مجھ سا حریف ارکوں ہی

مرگنا انتظار میں کوئی
 سر رکھے اس کہا میں کہ کوئی
 ہمیں دینا ہمارے کوئی
 ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
 ہم سے کبھی تو آستیا تھی
 جٹا حاسے کو سی ادا بھی
 آنا ہی اس کی روم میں بڑا کر سے
 بھر لیجلا ہو پیل جی ابو ہر مجھے
 لو کوں دے تلک بے سیاں لانیر مجھے
 گلو صط کرہ سے نہ ترے جی کو کل ترے
 بے اختیار آنکھوں سے آنسوں بکل ترے
 جس طرح کٹا دور گردہ عایگی سب ہی
 سی دیکھو ٹمک باجھ سے اے رومے لب بھی
 مالاں ہی پیاں میں سے تو کچھ آتھو سبھی
 وگرہ مات کا تری جواب آنا ہے
 ہمیں بھی مادہ عمد شباب آنا ہے
 دیکھیں کس کس کی حاسہ آئی
 ہنس رہتی رماں سر آئی
 آہ میری رماں سر آئی
 دتیں حاسی ہے میرا کوئی حاسہ نہ ہے
 آزادگی کا ایسی گرفتار کوں ہے

عشق میں لگے غسل گے بیش ہر
ست بیاباں ماحصر ادیش ہے
صدا کسی کو گزرا رہا کاتہ کرے
نصیب میں کسی کا رکے نہ ملائے کرے
ریاعی

یاں آکے ہم اپنے مدعا کو بھولے
مل، مل عیروں سے آشا کو بھولے
دیبا کی تلاش میں گواہی سب عمر
اس میں کی طلب میں کمیہ کو بھولے
میاں محمد علی اخلص بہ پیدار، حواں محمد ساہی است ارتکار اس مرقعی ملی سبیک کہ
ساحر فارسی کو بود و آق تخلص محمود، قریب یہارہ سال شدہ ماسد کہ فیہر ادرادر لباس
دروستی در تنہا ہاں آماد دیدہ بود، طبع در مدد اثر ت، ماریک صحنی، سرور، علم ر حیا
آناستہ، معلوم سب کہ الحال کجاست، ارو ملت، ۵

صفا الماس و کوہ سے زوں ہر تیرے دراز کج
کما ہے لبے ہر گج حالت لعل دریاں کو
دیچہ تچہ کا کل تسکیں کی ادائیں، تنہا نہ
دروں ہوں سی لیا ہے ملا میں شاہ
چھوڑ کر کہئے تباں حاتا ہے تو کعبہ کو
ہمار بھر پو تھے پیدار ہر حد کو سو بنا
ار احوال متاخرین | فاصل کے کمال و عالم سب مال نصیب ماس شاہ علیہم السلام
الہ آبادی اخلص، طیب، حال ادرعہ، اشارہ یو، ساع فارسی سب، ار راسے خاطر
رمیہ گو مال کا ہے روسہ سب یکوید، ار کلاترہ دیبا سب ہوا ہر مدد سر رگ است، ام
احوالہ

دل چھیں یا میرا رس کے حوں مے
۳۱ دت میں ہوا ہے مے اللہ کمال
حب قرص نکا، نہ لانی ہے حالی
صرب کسی کی ماہ دلاقی، ہوا مدیا،
نگس کی طر یہ کیا سخت محک بھاتی، ہر
کہ ایک نام کی خاطر نگہ کھدانی ہر
عمیرہ لو تباں و فار و موروں، ارع صفا سب محمد تھا اللہ اخلص بہ پچھاں جاد اللطیف اللہ
کہ در لکھنؤ مشہور اد، ہوا است کمال جوی، خوش دکر خوش ادریہ، در شر فارسی ار سا، ال

موطر سے یہ عشق لکھا ہے مجھے سر حیر میں آہلہ دکھا ہے مجھے
کس ماہ کا یہ عکس یہ ٹرا ہے اس ہر جاہ میں یہ مصداق ہے مجھے

دیگر

دیباے بیاں جلاہوں روتے روتے گرمی میں تپ عمر سوتے سوتے
طلحات میں تھا آب نقایہ اصوس دوس یہ ہوا سحر ہے ہوتے ہوتے

دیگر

کتابوں سے حق میں ڈرتے ڈرتے مدت گرمی دعا ہی کرے کرتے
ہے اس کو نہ لذت کہ بیاں سامعوں میرے یار کا دیکھ لیوے رتے رتے
معتوق کھرا ہے بتیاں ار نہ کہہ فاکم معلوم تند کہ کم دل و دلوں و دست
بود، معلوم نیست کہ الحال کماست، دریاں زباں زور طعس سرور ما سدا بال در
ترقی بود در لطف کلام راجوب می نمید، حدایتس رده دارد، اروست ۵

ہر پہلو سے ہمارے میں کبھی آرام ہے ہم ہمیں گو تو قدس میں جو چہ دم سے ہم
اپنے درہ میں ہر اک شرط و تالیف کچھ عرصہ کفر سے رکھتے ہیں سلام کر ہم
صحب کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا تو ہم نشین ہیں کہ جو بایوں ہیں دکھ دیں ہم اہل کو اس طرح نیاب
اد ہر مالہ کیا اد ہر وہ مصطر ہو حلا آ شب دل تھے وہ جس روزوں میں تھی نہیں رہا
سرے یہ اس کے خطے نہ مارا گناہاں اہل گل میں میں کھیت ہر اردوں حوال ہے
جی میں ہے اس کی بات میں اب پھر نہ سوتے لیکن کسی طرح جو یہ کار درماں سے
محنت اب تلک رکھتی ہے یہ تا تیر محلوں کی کہ میں یلی کہیں کھجتی ہیں تصویر محلوں کی
میں کیا حلال نہ اٹھائے ملک کے کیسے سے کسی کو کام نہ آئے حدایت سے
واینا دل سامرادل نہ سمجھو سیرحم کہ سنگت محبت کو کیا است آگے سے

تھا جو قالیجہ مثل گل لا لا اس سے ہتر ہے لکڑی کا کالا
 نہ سم ہے کہ ایک تھی یو تاک ہنس بات وہ ہنس گے کیا خاک
در تعذی و نیوک میگوید

دیکھ لو تم بھی اتنا کر کے سُر اع مہ کے پیسے میں دھوکوں کا دال
 دڑے کے دام میں ہنس جو رستید دھوکوں نے اُسے کیا ہے جھد
 آگے اب اس سے کیا کئے سہل عسی دھوک سے اُسیہ ہے مشکل
 ڈرے دھوک سے وہ عجیبے تال یاں تو اس کے حصیوں پر ہی بال
 لنگ کے ریر و لنگ کے مالا لے غنیم درد دے غم کا لا

حرف الباء فارسی

از سلاک متوطنین اتر ف الدین علی حاں پیام، شاعر فارسی لود، صاحب دیوان،
 در عہد محمد شاہ عمر اللہ۔ رحمتہ سیر طور ایہام کہ راج آں وقت لود میگفت اصل ار اکبر آباد
 اس ار بدست وفات اود بحالے رحمت کما د اروسٹ ۵
 مات مصور کی مصولی ہی ورہ عاشق کو آہ سولی ہی

قطعہ

دلی کے کچھ کلاہ لڑکوں نے کام عشانی کا سام کیا
 کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتل عام کیا
 شاہ سچھا آراد حقیر سے خود شاہ جہاں آباد، کا بعد قلم ہمراہ داست ہر جا کمی
 نکت دمی نوشت، ہم فارسی وہم ہندی ۵
 دل مرا گریہ دایا کے مٹلا نا ہے یہ تکر جوروہ متکر چھوڑ کماں عاش ہے

میرا فخر کہیں سلمہ اللہ تعالیٰ، لیکن تون رنجتہ پیر دار دانا میر صحتا گرم داستہ است خدا
سلامت دارد۔

یاد میں تڑپے ہو دل کس اردو حمار کی آج کچھ ماحس مل ہوا اس سیار کی
کیا تنکو لکھوں حطام تھ سیرکت گم ہے حامہ بھی مرے ہاتھ میں انگشت ششم ہے
کل دست محبت سے تون مجھ چھڑایا تیتوی میرے، خاطر ایسا گلاسدا یا
یہ گل ادا م حور سے نکاک مار کریں کام لیں رلف سے کاکل کو یں مار کریں
دیکھئے صفت محول یہ لیلیٰ صفائ حاک میں ہم کو ملا کس کو سر دار کریں
بہستل تخلص گدا علی بیگ سیاہی یتیم ہوا ہے است اللہ رہ سک جو در میں آباد
انتقامت دارد۔ د سوکس مامہ اردو متھورا است، دیگر سر ملدش سمع برسیدہ حدایت
سلامت دارد۔

از دیوک نامہ

حب کہ دیوک کی فوج عیلتی ہو رلہ سے میں دہلی ہے
دہم دیوک مارواہ کے سال ہیں ستارے بھی آسمان کو روال
درد دیوار گلس و محفل ہنگے دیوک کی حاک و کھل
ہنگے اک ہر ماں عالیساں سنے اب ماحوے کا اں کیماں
کہیں دیوک سے یہ کیا ہو حلل جیسے کچھ اں کے گھر میں کو کھل
دیکھئے ہن تھی کی اگر صورت تو لڑا آئے حاک کی صورت
متر و مجھ دی ماتوں کے تھاں کرس ہیں اس تدر ہم کیماں
کسے گراں کے نقش کی تھیل سے یک عار کا مدی قدیل
اں کی سد کی کیا کر دی تھیر نقش ہے ررے حاک بر بحریر
چاندنی کو اگرچہ سمجھو آس بھرو معلوم ہو تو سکے سراپ

کیا کہوں کسی قیام مجھ اویلائی پر صبح
 میں کرے ہی ساری رات ہو جانی پر صبح
 کہاں نہ میں اور کہاں آسیا
 ادھر اب کہاں دھڑکھول جا
 جس کو دکھا سولے مطلب کا
 وہ اس دم ہوا ہے سرے جی کا
 الٹی دل لگا ہوا کس گھڑی کا
 میرا اگر صبح کو نوں ہم سے کہا
 تم لے آکھو کہیں مت بھوٹا
 کہ روماتاں اور کچھ نہ کہت
 جدا جاے جس گے مارے گئے ہم میاں
 لکھا صحت کا کوئی ہی ٹاٹا ہے کیا قدرت
 دل مرا گم ہوا ہے ہاتھوں ہاتھ
 میں ہوں اور ہاتھ پر اور میرا گریبان آج
 تم لو ہوئے ہو جدا لکس ہمارا کس علاج
 کوئی مرے کوئی جیسے تیری ملا سے شمع
 کہ اُس کو دیکھ آتا ہے جدا یا د
 سارے عبادت کرے ہمارے کی کیونکر
 پر جو کچھ جی چاہتا ہے ہائے وہ ہوتا ہے
 ملک تم کو دکھ لیں ہم جلدی سے جاں پہنچو
 آہ یہ چاہتا ہے ایسا ہی ہوا ہوتا ہے

دیکھ اسکو حوا میں سنا کچھ کھلتی پر صبح
 یاں تو سوا ہے چیل پر گئے لگسا ہیں
 حواں مک تو رہے لے صا دہم کو
 ترے غم سے لیاں ہر باں مک نے نکو
 آستما ہو چکا ہوں میں سب کا
 لہا تھا دوستی سے جس لے جی آہ
 میں اک لمحہ متانی سے دھب
 ہمتہ رات کو عبور کے رہتا
 حوا را یا تو میں دو لگا رکھا نی
 عجب احوال ہے تانیاں کا تیرے
 لہاے بحر میں رہتا ہے ہم کو غم میاں
 مرا لے ہو تو ہر گز خط نہ لے دوں مرے لیکر
 ہاتھ میں اس کے ہاتھ تھا ہمتہ
 فیر کے ہاتھ میں اس شمع کا دانا ہے آج
 ہم کو غم میں ایک دم اسے حواں صا ہے حال
 شکوں عرصہ نہیں کسی آستما سے شمع
 تان کے عشق میں ہیں کیوں ہوں ساد
 لے دل کی حرم مرے یار کی کیونکر
 آستما تو مجھ سے ایسا ہے کہ عیا چاہیے
 مرتے ہیں آرد میں اس وقت آں بھیج
 بھلی مات سے بھی میری چھا ہوتا ہے

حرف التاء

اول ذکر متقدمین | مرعہ اللہ تجرد کھلے ارتقا گرداں سید عمدہ الواسع است قدیم
است، احوالش معلوم نیست، دوست

تھوڑی لطف و سہولت کو چاہیں خورسید کیا ہو اسکی ملک کو چاہیں
ذکر متوسطین | اوالحسن تانا شاہ رحمۃ اللہ، اریادساہاں دکن لودہ

کمال بیانی سرور این مطلع ایں سسہ شدہ برماں دکن
کس ہر کون کاں دُن میں مجھ دلیہل پیر
میاں صلاح الدین اتعلیٰ نہ تھیں، درویشے نوہ ذوق فردوس آرا نگاہ، نہ کے
کارہ اشت، شروع ادھاب سرمی رُدا، ایں مطلع اوگوش خوردہ

خس اور عشق کو جس رو کو ایجاد کیا محکوم دوا کہ کما حقہ کو یریراد کیا
میاں عبدالحی اتعلیٰ بہ تاہاں در وقت محمد شاہ داد شاہ مشہور و معروف
درد و کس حلیش نظرے مدانت سداوہ بود کمال جس دو حاست تمام عالم در لبتہ خس او
نود لکہ گرم باراری ریجہ ایاں شعلہ روہ دو مالاست اکثر اسخاص ایں راد سلہ ساحتہ ذیل
صحت او میتد، ساعر مامرہ در گلیں طبع نوہ چہرہ کلاش ناخس یوسعی داس نقص سیاست
ماگرمی صیق یعقوبی عاشق معنوق مراح نہ یک طلے سلیمان مام عشق دانت شراب لیاہ
میخوردیوں بہت بہت دورا ریاب اوانی ماد توہ کردار لکہ کتب استعمال شراب
مراح ادسہ لودا اگر اشتی اوار جو ذکر تہ اغرض ادھاب تاہاں غرادر شروع سب
حوالی یہاں گردیدہ حد است بیامرد

حاکم کو عیار لکھ میں دیکھ کے سمجھا تاہاں بوسہ چاک بھی ملنا ہی پہنچا
حب نامہ را اگر خطائے سے ایتا ناں سب کو میں اسکے گریا دہشت دیا

ترے عمار سے کس نے رنگ دے اڑا کہ مرغِ ریح مرا اُس کے دودھ دے اڑا
مرے ادسے رکھا کھوکیاں تلک محرم کہ بعد نکل بھی داس طرف لہو اڑا
رباعی

تجھ بحر میں لے لے کر جواں کے شاہ سے یہ مرے عمر کی یہ حالت آہ
جیسے رکتی ہے پُل یہ دریا کے ہیٹر پیچھے کو نہ پھر سکے نہ آگے کو راہ

حرف الثاء

دریں فصل ارتو سطن ثاقب تخلص مردے دیو س گزستہ است، ایشا گزداں
میاں آبرو، دراد احتر جو دیش خال آرزو مگر راہد اردست ۵
ثاقب کی سن او پر قاتل لے آئے دھیا یہ کون مرگائے کس کا ہے نہ حمار
شجاعت اللہ خاں است گرداں میاں حسرت است ثابت تخلص داردار
متاخرین است مدیہ نواب شیر افغان سرہ نواب دل درخاں، اصل ایشاں پاشی
کہ قصہ است متصل شاہجہاں آما دیتیر گاہ گاہے فکر تعدا تنبہ الحال اردستے
راعب مایکار سے شود خداست سلامت دارد ۵

یہ سچ کہو کہ کما کس لے مدگ لے مکو عمار سری طرف ہے لے تاں تمکو
ہم آہی جاتے سو اُس سے عرص کر لیتے ہمارا حال نہ کما عمار دوسماں مکو
میں ہو اکل حویار سے رحمت ہوا احتار سے رحمت
مثل بلبل کے مر گیا ثابت ہوئے ہی گلعدا سے رحمت
کیا ہی لے اصحا روتا ہوں جس گھڑی کھو یا داتی ہو
آئے ہو دل میں تم تو کئی بار اس طرف بر دکھے ہن کھی لے بار اس طرف
رینا تھہ شکھ مخرب دلیریو دوتیج میطیر صاحب کمال ہن ہمتا دسال ارتعداں

کھو لگا نچھ سے حسرتوں دیکھ تو سہی
 سے یا یا تری نہ ایسی ہی کچھ کہی
 جو سودے تو مردوس بھی ہم ہے
 تھے بے مردّت مرد کہاں ہے
 مجھے مات کسے کی طاق کہاں ہے
 اتر دکھا تری دریا دس دل ہم سنا
 گیت ماحس سے بھلا کوئی خدا ہو یا ہے
 ترا ہیوش ہو جا ہمارا ہو س کھو یا ہے
 گرماں ایسے مدوں کی خدا مراد کو ہیجے
 دلکس مقالے کی من نقد بریجی ہی
 مری آنکھوں کی ٹیلی میں بری بصویر ہوئی
 اکدن بھی نہ مارا اردتے ہی کٹیں راس
 عیسے کا رہ ٹھکرا ادا دیار کی وہ لاتس
 یا اُنکے تیں کسی نے مل کیا ہے سلا

عاشق نے وقت مرگ کہا مار سے ہی
 تا پاں لے نکو نکتے ہی ایسا جی دیا
 کہا میں مرص کہ محتر کے تنکں مجھے کس
 ترے یاس عاشق کی عرب کہاں ہے
 بیاں کیا کردن ما توانی میں ایسی
 گئے مارے سے برادماں جس حبیب رہ
 ترے ارد کوہ جھوٹے گا مراد دل ہر گر
 تو نے بی اس قدر ظالم کہ حجاب کیف کم ہوئے
 تیں کے تہہ لرساں میں کس کوئی داد کو ہیجے
 ہر اردن مار صاحب ہوس کی مد سر بھری ہو
 سلیمان کیا ہو اگر لوط آما میں محکو
 کہے ہیں اتر بیگا گریہ میں نہ ہیں ماس
 کر یا د تری ظالم رہا ہوں میں ہر صاحب
 ہوٹوں یہ تیرے ظالم مستی کی یہ دھڑی ہے

رباعی

ہوتا ہوں ترا جواشتیا قی سانی
 سجد ہو یکار تا ہوں سانی سانی
 ہے محکو چار سب کا لاصح ہوئی
 سببے میں جو کچھ کہے ہو ماتی سانی
 سید نجیب الطرمیں ارمزہ گویاں حضرت ابا عبد اللہ محمد بن سید محمد تقی
 سرگھاسی فقر دادا دیدہ لکس اکثر اوصاف آں برگر کو ارتیدہ مول تن تاجہاں آباد
 الحال طرف مرج آماد استقامت دارد، گاہ گاہے فکر تعرم میکہ اروست
 تو ہوا دراع ہوا در مر مکر بالمل یزی دریا سے ضیا ہوں نہ مر بالمل

اس مثنوی اروست

سولے طوطی روحانی بن
نہ کر الفت نہ رگیں بھرہ تن
نہ تو یاں سے نہ یہ سحر ہو گیا
لگا کر لال تحسک کو گئے گے گا
جعفر ہوسان ہماں دم عیبت است
تا دی نصیب اگر نشو و نم عیبت است
خان عالیشان جعفر علی خاں ولد مرزا موسیٰ بیگ خواں احمد شاہی
ارم تو سلاں اب عمدة الملک امیر خاں لودپا دتلاہ عالیجاہ محمد شاہ رحمۃ اللہ بہ
منصب سہ ہراری سرافراز رمودہ لود در دیل امرا یاں مشہور لود، دہس و دکا و طبع
رسا داشت، سوالی نام راہ بروقتن داشت چنانچہ ایں مثنوی و عشق او گفتہ
مشہور راست -

الہی بتوق سے دل کو حلائے
برہ کی آگ تن میں لگا دے
حلا جوں ٹھٹھری مجھ ماتواں کو
شرر لرر کہ ہر استخوان کو
دعا کہ عشق میں یوں حلاں مہاں
کہ حوں آتش میں کھپ حلا ہی سپا
وحد کی آتش سے دلی کو
کر س ہے ایک جیگا ری روئی کو
مختدماعت ایجاد ایمیاں
کہ جس کے واسطے آیا ہر قراں
مقر ہے کہ سراہ دکا مدار
دکھاے جس اول آحو کار
اسی سے حلاں ارجع آسکا یا یا
علی ہر تاہ اور ماگ ولایت
ہوا کئے سے نور اس کا کماں
کیا معراج پرستیرا یہ دھاوا
رسالت کی کرد اب سرگھ کا
نصا کے راج کی صغری ویکہ
کہ سب پیغمروں کے بعد آیا
سرعب کا معین دیں کا عانت
یہاں ظلمات سستی آسجواں
لایا اہلاک پر چڑھکر چڑھاوا
سلسلے رو را یواں پارچہ درکا
سی کے گھر کی یہ مارہ دری دیکھ

سواح میر درو اس ، در علم تاریخ جہاں فکرش رسا ہے کہ اکثر قصائد دار کہ در ہر مصرع
تاریخ مدوح رمی آبدہ و فراتس یاراں تاریخاں مار گفتمہ است مافقر یا راسا
سلامت ماتہ تاریخ چاہ گفتمہ مصرع

آب اربن چاہ لے لطر بر آر
تقیہ آب سار رسا اندادہ کہ ہر رے تقیہ گردیدہ -

حرف الجیم

چتون تخلص اکرا تاوی از قدیم است دیگر احوال بگوئیں رسدہ اردو

یہا کوئی کسے سے کہئی دیکھو ہیا
تھی جس یہ نہی ہر وہی حیرت ہیا
جہوں کا ماں تلک ہو گرم مارا
کہ تھیر بھی ہیں سر کا حریا

از احوال متوسطین امیر حقیقہ زلی مادہ رہاں داخو نہ دوراں بوداں

داد لے ہمہ کس اردو ملاحظہ مکرہ دہ دار سکہ دریاں رہا عالم عرب داسپ چہرے
مداد دوراں مس مدہ مکرہ ودا الحال اگر کسے درجو کسے گوید مدح خودی شمار
عصیکہ میر مدکور درج ودرج طور خود خوب میگفت - در مدح اعظم ساہ گفتمہ
بگئیں سماں کہ تاسدہ بود
ہیں اسم اعظم در وک ہ بود

نقل ست کہ دورے میں مرزا پیدل رفت مرزا در فکر مصرعے مصروف
بود نہ گفت ست مدبر سید کہ صاحب قلعہ کد ام مصرعے فرمودہ اند گفتمے لے داں
ایں مصرعہ بود ع لالہ بر سینہ دلایوں دارد -

مصرعہ گفتمہ دریں تا مل جیست ع

چونکے پیر ریکوں دارد

مرزا ایں معنی ہم بر آند زود تیرے دادہ جہت با وداست با مرزا

مولد سے تاجہاں آماد، طبع بوروں دانت، اگر فارسی میگت لگ رہیں غل زنجیر
 یہ یادگار ماند کہ قلی خواہد نہ، میگہ نیک ماسیکے ار آست مایاں او حاسے حاد جنگی رو
 داداں حرت سیدہ و مدھر کہ رآمد رسہ راکست و خود سرکتہ تد عرصہ کہ ناہاں ار

یا راں درج کرد، حدایتس میا مردار دست ۷

آتش دہ جیں ہو مار قی آستہاں ہو لے مرغ مالہ کیجہ ہر کیتس یوتہاں ہو
 تباد کہ بیجے تجھ یک داماندہ کوئی ہم سا آوارہ سماں لے گرد کارواں ہو
 کر ہو سکے ہے تجھ سے اٹھ لے عمارتوں مائے کے ساتھ قہ بھی اک دو قلم داں ہو
 اتالک دوہاں جو حیر ہو عاتسی مں مہر تو ہوئے مالہ اور ریلہاں ہو
 میر مستقیم سید راوہ عالی بہت المخلص ررات، ارواں محمد سہی اس
 مدہ ادب و صبریں بہ تاجہاں آماد دیدہ ام، السیار حوسر و بود کہ لے احتیازل
 مائے بود دعالا شمشیدہ ام کہ بطرف یوسہ یہ لباس رویشی سر می برد، سلامت ہا

روست ۷

ہر بے موسے سے تعلق سماں کرے دل تو حلا ہے پر اسے و حوالاں کرے
 ماڈل صحرائیں دہاں میں می عورت لینے ہاتھوں سے مرا حاک گریاں کرے
 دن گلشن میں بہ بونٹ کی لے آئی ہو کہتے ہیں لکے کوچے میں صا حالی ہی
 میاں رمضان جولاں تخلص، حواں محمد تہا ہی کما ہمارے بطرود دگر حواں

علوم میت ۷

بہتے ہیں رات دن حوا تجھ مں حہ مں گے ہم سے تھیں کیا تجھ مں
 از احوال متاخرین اسر علی ہمد، شگرد شاہ صبح، حہاں کھلیں ار مٹا رہیں
 دانش معلوم بہت کلاست مں کھلی یافتہ ۷
 بونٹ گھروں میں سے بکوں ہ سوچ جاتا، لڑوں کر فیروں سے یہی اٹ لیں آنا ہے

ہی کی آل سے دارحاما اسی مارہیلی سے یارحاما
 حدانک اس پہچا کیا ہے مشکل کہ بارہ کوس کی ہی ایک مرل
 اگر ہمید حکم آستما ہے اسی سے میں چودہ مذا ہے
 صعالے کے ساگو تنوں کی دیکھ آں حالت سے ہے مونی پکڑ کاں
 دس گلرگ لب میں مار کی ہے کٹوے میں بیٹے ہی پھول کی ہے
 گولانگر ہوں کا رہوں ہے لتاں لکر اہل حوں ہے
 اپنی قنوی حقہ نہ فرایت مردوس آرمگاہ اول حیدرست لغتہ و بعدہ
 سال حاتم باتام رسا مدرہ ایست۔

تاکو کو کا لو کیا سب ہے ملا سے گڑے اور کو کر طلہ ہے
 طلب گڑ کی اُسے ہے اس سے ملا سے گڑے اُسے یاے کے سے

اراعتار دوست

ملل کو ماعاں سے ہے سب کھٹاٹی تاصح کیوں ہو دے میں میں چٹاٹی
 آجھ میں میں کس کہ ماسے ترے لے یہ جہمہ سیاہ دسمہ سیٹا بی
 خاک رسی پر یہ کر مودی کی سرگر اعتا حواک مانی میں ملے تو مٹی لہو می ہے
 عشق میں مل کو کا بستی پر دلے کی ساتھ وصل مرحاے وہ بہ بحر میں صبی رہے
 پردے کیو نہ ہر اک مات میں تی وہ تھنسی صفا داتوں کی رہتیں ہی تپ سی تپسی
 سو کھوجی کھو کے کاروان دمرل درہنہ حد اعلیٰ کے صرہ لے سر دیا حائیکے بہکے

مرزا احمد علی "یو راج بریم آسمانی وسیع انجس آرائی مع شجاعت راجہ ہر کاں
 مروت راجہ مرزا احمد علی المخلص بہ جوہر، مردے لود در بہاست حل و اطلاق در
 صحب داری دارباشی جالاک وحیت و درکار آست مائہا دست، ارماں ستیج
 اسراری سلمہ اللہ تبدم کہ اکثر مجمع سمرادر حاہ اومیت، وصلش ایراں لود،

میوہ درعرل تخلص ہی آرد و محاج تہرت میت قائل و قائل دوست، حدائق سلامت
اکرامت دارد اردوست ۷

لگا حواہی لوحط سے یہ طے گھسیٹا پھر مجھے کاٹوں میں لے
جھوڑ غار میں دل ڈھیر لعل تکس کو صبح کا بھولا ہمیت ہی جو ہیے تمام کو
مباہ قلندر بخش تخلص یہ جرأت، ار ساگر داں میاں حسرت، حواست
جھک رو حوتن خلق و نیکو، کاشش بیکس و بیاس تریں، دستگاہ سعورتن جوں دل
صاحب ہماں مزاج و گھر ارمعایت جوں میوہ آرد و محاج در شاح، اہل تہا ہماں
آباد، لتو و سواد صفا آما دیافہ، سوں تھرا حد ریاد دارد اگر جہ یارہ در علم موسیقی و سار
نوازی میرتے ہم رساید بیکس اچھ گوید دیوانہ تن تھراست کہ گاہے سیکریم یاد
سیار در دوسہ و گدار است، تنوی ہجو بر ساس بکٹل مامہ ہم گتہ دریں و حوائی سیا
حلم و حیا سرمی نرد، حدائق سلامت دارد ۷

کیا سحر کہا ہے یار دل کو تجھے جھیں قسار دل کو
آئے کی حیرت اسکی لکس آتا ہیں اعسا ر دل کو
تہم تھرا کے بھرے یادیں تھ صبر ہو اس نگار دل کو
مالہ و آہ و فغاں مرا ہی دم بھرتے ہیں آب کا حال کے سب محبہ کر م کرتے ہیں
ہے جس بحر ہی میں متر و صالی دوست اس کچھ حال دل میں ہیں حریج حال دوست
سے ملتا ہے وہ اک ہم سے عاتق اس آہ کا کیجے دم مائے کی بات ہمیں
وصل کی راس مرا جی ہی کل حاما ہے حکم آوارہ آتی ہے کہ اس بات میں
اُس کے کوئے میں گئے مانگے او ہم ہم ہی مسادات ہمیں دل کو مسادات ہیں
اینا میں مرد دل اس طور جتا رہتا ہوں حسب حال اس کو کئی شعر سار ہتا ہوں
بات میں کس کی سوں آہ کہ امیرج جس تھو میں لیے ہی مالوں کے سدا ہتا ہوں

حمار آلودہ باتا یند کابے غیر صحبتیں صر سکا رات تو جاگا ہی کیوں باتیں سا ماہری
میاں تلکین حالہ را دہ تیرا لگھاں، دعوئے تاگر دی منہی سے سادارتا ہیراں
بیت حد اس سلامت را رد ۵

ایدل مرلیں عشق کو آرا ہے بھلا جیگا ہو لوسم ہے یہ بیمار ہے بھلا
میر منظر علی التحصیۃ حذب در عظیم آما د استقامت دار دگاہ گاہے فکر رکتہ ہمتا
سلامت بائد ۵

ہے جنوں کا رور طو فال ابدوں میں ہوں اور میرا گریاں ابدوں
میاں محمد روتن التحصیۃ بہ جوشش - مردست ساکن عظم آما د جوتن طہیت
ویک اعتقاد ست عینیرین کلام صاحب دیواں، ار خاصاں آل و مارا سب پند
ماوسے ملا تاں کمرہ ار سب لغا اتعاریتس سرہ فقیہہ رسدہ مگر جید میاں ار
رمانی مراد دی سلمہ اللہ سیدہ لودم - لگارتس می آید متے تموہ ار حو دار سے،
حدایت سلامت وارد ۵

و امائی جدا کرتی ہر اب آعوت سے محکو کرامت دیکھو لے ماوا لانی دوتس سے محکو
دل میں ہر اب قوس میں آیدہ ساید اکڑن وہ مجھے دیکھا کرے اور میں سے دیکھا کرن
جوں آئسہ بہ رستم رسدہ رہا ہے مدام آب دیدہ
ہیں دل امرے حرو دل جوں رطاؤں مخلوق ہوں اس دہر میں ہم یکم رطاؤں
گھاتس با عراہ اس سے میگھت کہ اور رالیف مکرہ معول است -

حالی غالب نشان ملد مکان را در زادہ واسا روتس الدولہ معفور ولہ مقتر الدلہ
حال عالم حار، بخود حار طعنتس ارگو ہر تر و ظلم لہر زوا عکا بر صدف معایس جوں بد
عانی خواہر چیز ارگو ہر طعنتس رحیمہ حور سید آب حور دہ شہیل طعنتس ار زلف کویاں
ردہ شمش سحاب و شمع ترس جوں دُور یتیم بایاب، در اوائل مسی سخن ار میر سحر

ہجر کی زندگی سے یہ کھلی
 تو نہیں لو کچھ تہائی میں ہے
 حاتم تکیں کا تجھ میں کون ہے
 سس لے یاد کر نامہ لکھا او ہم ہی رائل
 سس سے ترے میں حاتہوں پھر نہ کہو تو
 کوئی دتا میں ہے داد سارا د
 تہ سے سری لکھتی ہے جھلک
 اک دہا تھ لگیا ہاترے دامن کو
 سنا کچھ رلف میں رسا رو لکھا
 سہد حاتم علی حاتم خلص ایہم اسکا کہ وسط است مولہ ش حیویر ساگر
 بیان مہمون لودہ است حدایتیں یا مرد ۵

باید محبت لکے رٹے میں دس گئی
 شمت، عالی ہب و لہ فطاسیت تم علماں المتخلص یہ شمت، ولد مرقاتی،
 سیاہی میںہ عمدہ دورگار لود۔ برادر دمر دلا ریت حان، رکتہ و فارسی ہمہ میگمت، فہیدہ
 دسمدہ منوا صغ مؤدب، آخر دورگار برک لودہ عاہ لتیں لود ماگاہ دم یا دوس ستد

اردست ۵

لکست گل لے چکا کسی رنداں کے بیچ
 لسا رآئی دوا لوں کی حیر لو
 پھر یہ بھر کی جھنکار پڑی کاں کے بیچ
 اگر رخسہ کر ماہیے تو کر لو
 ہیں واسوحت از سہو رست ۵

کہوں رے دل جا ہی بیسایں نہ تجھے گستاخا

مددوم این سدہ را حوس آمد ۵

آئے اور بادشاہ سے ہم دیکھ کر
 کمر بولے اور دربار میں یہ ملواریں
 ہم کچھ ایسے ہونے ہی عاموسٹ ہو گئے
 جیں اس دل کو ایک آن سے سنا
 صاف دے ہا تو یہ ادب اور کی
 جرأت دلی ہو چکا مارا ہی جائیگا
 کون کرتا ہے جو کچھ ٹھانی ہے تو دلیں
 جلال الدولہ خاں الدین وکل مرہٹہ متروا اب عباد الملک، اروسٹ سے
 ماہر و مند پہنچا سے دل میاں سب
 جادہ کی کے مرستیں یہ کیا عالم ہوتا ہے
 دیکھتا ہوں سے ماں رہم دیکھ کر
 ہم سر سے کہا تاکہ وہ ہم دیکھ کر
 سب کچھ جیسے کے راموسٹ ہو گئے
 دیکھتا ہوں اب ہوئی راب گئی دل آیا
 یہ میرے کاٹے اور سی فریاد اور کی
 اس کے حواس بے پھر کیں فریاد اور کی
 سب مرے جی پر عیاں ہوئے معلوم ہیں

حروف الحاء

اول احوال متقدمین | عیب جس تخلص ارجا کی دکن بود اکثر اتعاز ہوا
 در حرکت مطر آمدہ چون العاطش رطوبتیکہ مگر مد استمد تعلم مآورد،
 حیا، تخلص ہم کے گستاخ اس جید شعر و سلک متوسطین دیدہ سدا علی کہ
 دل ماسد احوال میں معلوم عیب و سرے، لطمہ گد، اروسٹ سے
 حیا کی تلخ کامی کا یہ قصہ عقل جا کہو تیریں سحر کو
احوال متوسطین | استیج محمد قائم المتخلص بہ حاتم، تا عیلت صاحب کمال
 السدیہ افعال، عالی فطرت و دل بہت، معاصر ماں آکرو، دودیواں تربیت اؤ
 پئے رہاں ہم بطور ایام، و دو م رہاں حال ادائے، شہرہ اشعار میں بسیار است
 اکثر تر لہاسے اور انتم سرایاں ہند متواحد، تا حال در شاہجہاں آما و معیم اسب اڑو
 مثال محرم جیں مارا ہے کیا ہے جسے اس حاکم کرا

اروست ۛ

یہ کس طرح کا دم لگا بھاحسٹ کے ایک نئے ہے جس جس دل کے گھاؤ سے
از احوال متاخرین | جس جس اخلص جس در نکال جونی و اخلافی طاہر جاسٹس طاس
دنا داری آراسہ و ماٹل سر پور قمری پیراستہ، مدتے دجھت بولس حال سر رڈگا
گا ہے دوسرے میت مگوید حدایتی سلامب دارد ااروست ۛ

تقی میں سیر کوئی دل اسی میا سکی اب حرسے نہ صراحی کی پیما سکی
تبع اروسے تو مارا ہی بھاجور لہا ہو غیر نہ خیر حمر کوں لے دیوا سکی
آئے جس آپ کو بچھے گا تو کس جیہ سر حق ہے یہیں مات تریا سکی
تو اچہ جس گشت بوستاں آشنائی دسر و گشتاں رعنائی خوش مکر دوسرے جس
متخلص جس اس حواہ ابراہیم میرہ حصر حواہ کھاری قدس اللہ سرہ اروسے مدلب
حواہ مؤذرتی، حواہ است در ولت صالح متقی و متواضع، موردب، در ص طلیم دتعمد
باری سراہر است مدتے لطف بریلی اقامب داتمب چوں اخلص مقرر و اتف مؤ
سارین جس، تخلص نمود الحال نہ فص آما داسفا مت دارد و حالس سلامت دارد

اروست ۛ

دل دلا سوں سے کہے ہی مقرر ہی میر حانہ ماتم میں ہو پڑے سے مداری میتر
صحت سگیں دلاں سے کیوں ہو جو برئیس سگ سے تمیر کو ہے آمداری میتر
کب میں کہا ہوں کہ مری حال طے سے رہے یڑٹک ایسا ہو کہہ دل تلمائے سے ہے
ہے ایسی بھی تو کچھ چوری نہ کی بھی آپ کی لے سب حواہ اب امدھر کے آئے کو ہے
آہ کس کس یوفانی کاماں کیجیے تمہار اور تو سب کی طرب منہ بھی دکھائے کو ہے
اے کس کس طرح لے دے ٹالا ہم کو یہ دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس لے کو ہے
حجام تخلص تھے اس حجام درست اچھاں آبا و مفضل مدرسہ عاری الدین ہاں

حاسداں تم کو جدا مٹھ کے رکھاتے ہیں ہم سے دل توڑ پھڑکائے کو وہ ہلاتے ہیں
 کیا ہوا تم کو کبھی اس گریہ دہی بھاتی ہیں آج کل جو پھٹا ہے سے وہ سب جاتے ہیں
 پھر دہی تم ہو دہی ہم ہیں دہی مائیں ہیں پھر دہی عیتیں ہی دل میں دہی راتیں ہیں
 بار مرد است کہ رقبہ تو دور دستم میں ہاں عاشق دیرینہ کہ لودم تم
 میر محمد باقر مردیت ارسلک متوسطیں متخلص نہ حریں ارادات اکرا با دینا ہی
 بیشہ مت گرد مراد مہر ارمد تے لطف رنگا کہ رست، خداست سلامت دار دہ
 اس یو مانے حسن میں کچھ محکوس ہیں یاؤں تلک بھی ہائے مجھے دسترس ہیں
 و ہوا ہے باع حواں سے ہاں تلک یا ہیں کہ حل مرں تو کس خار دس ہیں
 حسن میں سایہ کی آخ ہوئی سار اُس دل سے جھوٹے کی مجھے کچھ ہوس ہیں
 کیا کیا گرتی ہوئے کی آئیر جیس کے بچ اں مللوں کا ہائے کوئی دادرس نہیں
 کس کس مے سے دھوم چائی ہی تیکے تے جاتی ہے بول سار حریں ہائے س نہیں
 کہا میرا اگر وہ شمع مائے تو غیر دل کو مد لو اُس پاس جے
 حریں اکدم نہ جیتا تھا سحر میں سویلوں گرے خدا کی کے رہائے
 وہ کہ ہے ملک مسلم سے مکتائی کا خوب لگتا ہے مرہ عالم تہائی کا
 میں توندہ پڑتے حورو جھاکا لیکس سخت دھڑکا ہے مجھے اُس لہجہ دہائی
 محمد علی حشمت تخلص ارثا گرداں محمد علی بیگ قبول مخلص، مردم کتمیر یو دانتا
 عبدالحی تابان تا عزم روط گو و دقت یسود ہوا قطب تارہ مہلک شہنشاہ حدائش
 بیا مرد دہ

حسب آخاں میں ہوئی آتشائے گل تبا عذیب رو کے یکاری کہ ہائے گل
 خطے راس سناٹا یا یہ سر قدم کساں سو آ یا
 مہر اس جلیق تخلص مراد جعفر علی حال، ایں ملت در مرتبہ امام علیہ اسلام

کئی تنگ کس نوع پر ہماری جین سے چراں
 اتنے حاکم نہ واں دکھو سے نہ راس کو ڈھب
 اس آیا دم میں کیا دل و پاں باتوں میں گٹھا
 دیکھے کسی سے آں پڑی مات کو ڈھب
 یار پس آئی ہی ایسی ہیٹا اوقات کو ڈھب
 کل مستر ہوئی حیران کو ملا راس کو ڈھب
 ٹٹری فوج سے لوٹا پڑا اکا ریڑتی ہی
 نظر تیری ادھر کو اس طرح لے اریڑتی ہی

قطعہ

کل کہا میں بے مرے گھر چلیے
 اس میں کچھ کم ہوگی محوئی
 س کے تیوری بدل کے کہنے لگا
 رسم و راہ ادب کو ساڈولی
 مجھے کہا میں بے مرے گھر چلیے
 دیکھیے احتلاط کی حویلی
 کچھ اٹھ گیا کتک کر گئے ہاؤں بدو
 اٹھوں میں ہی جھانے لگا پٹھاؤں بدو
 ارتعولے و وراں و فصولے رماں عجب نگہیں محبت میاں
 جھپٹتی جھپٹتی جھپٹتی جھپٹتی جھپٹتی جھپٹتی
 طعن ارجیں حویلی شکل طوے برحاستہ و درج فطرت
 رستہ سجدانی ادحوہر معانی
 آراستہ مترتہ عدب سالتس را قوم عالی و گوہر طبع
 رواستس راظم متوالی، حلف
 میاں ابوالخیر کہ نہ بیتہ عطاری در لکھو متصل اکری
 در دارہ سرمی نرد، حوالہ فی طعن
 ارحدہ گرتہ قصیدہ ہا در میں مشک مشک گفہ، مگر ہر کس
 نقد بہت اوسب، حالا
 دسلہ میں ساعری در سرکار جس علماں ہا در سردار اسب، مدتے
 اصداہ
 سحر ار رنے سرب سگہ گرتہ الحال محوہ است عرص متل اوید
 امیت حلیق
 سلامت دار و کسرت شاگرد دانش جیاست کہ در صورت
 ستاسی خود ہم پیر اسب بہ
 کس کا ہے مجھ جس پیید او کر دے
 نودل تھیں ہم دیتے ہیں کیا یا کر دے
 برگ آملہ لے لے یکا رنگاں ہے
 کہ جس کے پاؤں پڑے ہیں اسی کو گزرتی
 جہتک سیسے میں دل تھا دراع بھی جلتا رہا
 یجرع اس گھر ہوا مالک حو تھا جلتا رہا

دو کال جس را کرم دانتہ معصوم تراستی سے شاید لکس ارس شعرا و معلوم ستد کہ کلامس

لے اصلاح است در موتنگانی معانی قصر دارد شعراست ۛ

کام کیا رہ جھٹام سے شیخ کی ڈاڑھی کو قصر کہ گیا

میر جلالہ نصیری در دست گوتہ تنس بکمال صلاح و تقویٰ مواضع و مؤوض

ارمید الی حضرت یحییٰ (ع) انصالح کہ الحال حالتیں حضرت خواجہ محمد ماسط لور اللہ مرقدہ ہستند

ۛ صہ ہما کا کہ درواریہ سرحدار سرعقا و سرمی نرد، شوق سرعمرتہ دارد کہ درگشت

نی آند اسعایار تیغ نردہ حوں م اولت اکثر شعرو جس دارد گاہ گاہے بعد ارسال

و ماہے تے یار مانی موردن مسکد حدائق سلام دارد، رماغی اروست ۛ

دیناے دلی کو جو کہ فانی سمجھے اور قصہ عمر کو کہانی سمجھے

در ماہ تحقیق کو وہی حافیہ پیر جو مثل حباب رہا گانی سمجھے

حضور کھنکھ تھے ہمدرد شاہماں آماد طلب دیاس بسیار دارد ۛ

رباں تیغ سے روس ہوا۔ اہل مجلس یہ کہ یاں خود مگر دہاوی ترمی ہے تسرل میں

میر حبیب علی گل ہوتاں سادات و سروہ نثار شرافت ارحمائے رماں مہر حقیقا

المخلص بہ جہراں، حواسے است تگتہ رو سکو، سلفہ و شمش ہماست حوس و فکر دلیزیر

لے مرغوب اصل دے ارتشاہماں آماد اسب الحال در کھو استقامت دارد و ارتشاہماں

لالہ سرب سکھ کہ شاعر اسی اسب و دواہ تخلص دارد، یا فقیر مسیار و دوسنی دارد،

سلام باشد۔ ۛ

کسے ہی ہوتی بکادل کہاں حواس کہاں

تیس اب آہی کی فرصت ہمارے پاس کہاں

کرینگے رست کا کیا یاد ہم سے زشت نصیب

لم فراق سے کب کا ہوا بہشت نصیب

نکھ اس سے کون کے ماں تاس کہاں

ہوئے ابونئے دوستوں سے رطوٹے

ہوا۔ ہم کو کبھی سرباع و کینت نصیب

دل ستم زدہ کا آج یو جیتے ہو حال

رباعی

دل دردناں سے آہ کیو کر کرے بڑا آہ تو تے کرے حواں سے بڑے
وہ تنہا ہے جیسے دسموں میں گھل دم لیوے تو سر کٹے نہ دم (تو مے)

پارہ از احوال فقیر مؤلف کتاب

بوستہ یہ سادہ کہ اصل میں فقیرانِ عالم ہیں دلہ سرورِ اللہ میں سرا ماحی ہر دی
اب ہر ات است مہ امانی پور اللہ مرقدہ ہفت قلم و فاضل متحر و مدہ سب فصیلت در شاہما
آباد آہ میں الا حواں متاگر دہد گاہ گاہ سحریم معرود مدیس اس عاجز سخن راستہ
ساعی اجدادی است راہ و رہی، حاصل کہ از صغیر میں ملال طبعیت اس فقیر لطیف
نہ سحر و راہ سے حق حاصلے درں میں کم و بیش مواضع طرف استعداد قبولت کسید
اصلاح میں از مہر صیاسہ اند گزشتہ ام لکس طریا و ساں از میں کما حقہ سرا سجام سافت
بر دم دغا سرگن مثل حواحد سرور و دود مرار ربع سودا و مرقی پیری مودم -
تسویع خوانی اگر کہ دین رو رگایہ بد بھار کہ ہر گرہ کسے وفا کر وہ است لطیف لکھو و
فیض آما در سیدم - مارے کم و بیش از قدر دانی بواسطہ فلک جناب سالار جنگ ہمار
دام امانہ طلب مال رسدہ در حدیب مرار الوار شعلہاں ہمار صحت گریہ کہ حلف
از محمد دست حمایتہ ما حال ہر بوع گراں مے مایم اکثر نصرتیں بواسطہ علی القاب
مریہ امام علیہ السلام ہر گفتن می آبدار کہ طبع عالی آں رر گوارد در ہمہ میں ملکہ سادہ
اسب علی الخصوص در علم موسیقی کہ از حصر دیں سیر و لب، سور ہاسے مرتبہ طرح می تھا
و اس حسہ بر لے آخرت است، آخرہ اسے اند و سرور جنگ ہمار ہر ہر ہر طور دریں
فں وہیں رسادگوئیں شہوار و در حقیقتی اعمردو ست التاں را ما جالسہ مع وردہاں
فانم دارد - فقر درں مدت قریب ہفت ہفت ہر ار میت گفہ ما شد و مک ترکیب سد و یک

جھے تبرگہ سے دل اگروں ہو تو ہتر ہے
کے وہ ایسے مہ سے دل حسرت کو کہیں
سرتک گرم تیں محروے سے بکے
تمام دل نئے خدا آہ منع ویردا نہ
رقیب نے ہیں لوام ہو حطرط مادام
سے حوال کی صورت مگروں ہو تو ہتر ہے
مرے مرے کی عالم میں تریوں ہو تو ہتر ہے
حباب ہو کے وہیں اسیر آئے بکے
بے دست کو آئیں کے لب لکے بکے
حو توڑا اس سے لودوں کے دل بے بکے

تم جو کہے ہو کد حسرت کو ق
آہ و مر پادیاں کیا کرے
در دل کی کوئی دوا کرے
کی تو لے دل یہ لاکھ سیرا ہ دستر
تات ہے تیرے ہاتھ یہ دالت دستر
اب عارت اس یار میں ہو خواہ دستر
کچھ بھی یہ عشق سے سرا ہو کچھ ہو
مجھے کچھ درد دل اہل ہو کچھ ہو
کچھ سرا کام بھی درکار ہو کچھ ہو
میری صورت سے وہ سرا ہو کچھ ہو
ہماری ساعت آہ بھی ہوا عاموت ہو کی
کہ کیفیت ہیسنے کی نہ کچھ لذت ہے رو سکی
دہد وستان زخم است کہ برائے ویدل یستاں اکثر ماں دامن را گرماں
میکشد وراں مقدمہ مگوید
نشا پداس دامن میں مائے حوں نے تعمیر ہے
تیرا دامن آج کوں سرا گریساں گہر ہے

اتی ماگہ نہ لے اور کہیں مجھ کو کیا
 میں ہوں آئندہ تو ایسا ہے تماشائی آب
 گواہ رہا تو کیا ہے براک رو رہا بیگا
 کرتے تو قتل محکوم کیا ہے پر اس حس
 وہ ملک دل کہ ایسا آما دھا کھو کا
 حرات تک ملل اب ہیں گل تاحار پر
 وصل بھی ہو گا جس تو تک تداستلال کر
 لے گرداد طرف میں ملک گزار کر
 لے حیر تو جس یہ جس اس گلی میں دور
 جس طرح ہو کوئی حیراں رے حیراں دکھ کر
 دامن صحرا سے اٹھے کو جس کا جی ہیں
 نہ رہا گل نہ حار ہی آہر
 اب جو چھوٹے جی ہم قس سے لوکا
 اس شمع لے بھیکا ہے مگر تیر ہو اور
 ملک کھو حد رماہ حال سور سے سرے
 آباد سہر دل تھا اسی شہر یار تک
 ہمتی دور اس ہے پھیکا ہمیں کلم
 دکھا حوراں نہ محکوم گماں سو طرف گیا
 آکر عم کردہ دہر میں جو ٹیٹے سم
 آرزوئی کی رانی نہ جس وصل میں دور
 حیا کی مرضی ہے کہ اس گل کی ہوتی ہیں

تری خاطر سے میں آتا ہوں نہیں محکوم کیا
 میری آنکھں جو ٹیٹے دکھ نہ ہیں محکوم کیا
 محسوس دیا مس ایک نہ اکٹوں تو لا بیگا
 کیا کیا نہ ایسے جی سے وہ ماتیں سا بیگا
 سو ہو گیا ہے تجھ میں اب وہ مقام ہو کا
 کیا اُدس پر لگئی ہے جس میں سار پر
 حال ایسا ہم سے کہ ہم کو مت سجال کر
 ملل کے پر پڑے ہیں گلوں کے تار کر
 حاکم کے مات کر نی ہراک سے بکار کر
 دل رستاں ہو گیا رہا پرستاں دیکھ کر
 یادوں دیو لے لے بھلائے سیا ماں دیکھ کر
 اکے با جس یا رہی آہر
 ہو چکی واں سا رہی آہر
 حاتمہ جو دل کا مرے نچر ہو اور
 ہے مرے کے ماسد یہ شمشیر ہو اور
 اب کوئی آئینہ ہے نہ اس احرار دیار تک
 پھر جیسے جی بیج نہ سکے ایسے یار تک
 لے نہ ہوتے کا شک ہم کو لے یار تک
 تنع ساں ایسے تیں آب ہی روٹھے ہم
 لہجہ سحر کو بھی معصیت میں کوٹھے ہم
 مالے نہ کریں معر گر فدا رقص میں

رمزِ العارفین گفتمہ است کہ مقبولِ دلہا گر دمدہ مشہور شدہ است دوسرہ سداود را و احر
تقلی خواہند، اول حید اتعاز برے ما دگا رد در دیل اس بر گان مسطور می نماید
کہ مقبول دلہا انت

گرچہ از رنگاں ہم جو دراہ سکاں رستہ ام
مطلع سر دیوان فقیر حسن نخلص

تو چاہیے حامی بھی اُسے ایک رباں کا
کہ نام و نال پر چھو ہو بے نام و نال کا
اسرار کھلے گا صحنی اس ستر ہماں کا
ادب کا کم کر چکیاں نہ اضطرابِ حال کا
اتوقس میں بھولے اقسے بھی گلستاں کا
راکھ تو میں ہو چکا کا حاک اب سلگا نہ گا
گلے لگتے ہی نفس میں بھی مرا لگ جائیگا
کبھی غصے گا لہاں مہ پر کھی لب بر تسم تھا
لگا کھئے صاحبِ کرم آپ کا
کچھ آپ ہی آپ لیے دل پر ٹال نہ گا
روئے ہی روئے جسیں رو پر وصال گزارا
ادھر کو لگ رہا ہے حسن گوشتِ نفس یا
اور شام سے صبحِ غم درد میں کھیا
جیسے کہ فی محوے ہوئے پھرتا ہو کھیا
تم لے لیا بھی اب اس دل سے نہاں چھوڑا
ہم نے مہ میں ری کوں مکاں چھوڑا

گر کیجیے رقم کچھ تری وحدتِ کربیاں کا
لکھے ہیں نہ کچھ نام ہی ایسا نہ تاں ہم
سر دیوان کا دل تو حسن تیغ کو اُس کی
چھوٹا نہ واں بحال اس ایسے ہرماں کا
وہ دل گئے کہ گمشدہ بود و ماں ایسا
عشق کب تک لگ سینے میں مے پھر کاٹنگا
لو گرفتاری کے باعث مضطرب صنادھوں
قیامتِ جمیع شب اُسکا ترنم اور تلخ نصا
کہاں میں کہ بھرا ہوں دم آپ کا
کیا جائے لکے جی پر کیا کچھ حاصل نہ گا
ایسی ہی آہ ماتیں اُس میں ہاں چھوڑیں
کچھ تو صد آہ نہ حاک بھی کہ جو
لے صبح سے تا شام اُسی نام کو صبا
اس تیغ کے حانے سے غمِ حال ہی مرا
جسے ملنے میں بھائے دو جہاں چھوڑ دیا
چھوڑے کوئی کسی کے لئے جس طرح سے کچھ

اٹھ لگا کوں یاں سے مرے
 تو بھر تری ہی محنت کا حق آتا ہے
 اے عشق پرہ کی تری راہ میں پڑے
 مکتے ہیں راہ تری سر راہ میں سے
 لو کھ نہ کہہ کہ ہم عسرا کو تری لگے
 یہ ماں بھی کہیں نہ خدا کو تری لگے
 حان لب ہوں لیے اُس عجمہ میں واسطے
 سکرادوں ستا ہوں باتیں اس سہی واسطے
 جی تو گر ٹھہا ہے بہت ایسا حس کو واسطے
 تو ہی کہیں ہو سچا میں لوں میں جا ہوتا ہوں
 لیک ترے ہر اک سے یہ طور کچھ ہیں
 یہ سب بگاڑ جاہ کا ہے اور کھبہ ہیں
 ماقہ یلی کی حب مانگ جس آتی ہے
 میں بھی جی رکھا ہوں جگا پھیلتی ہے
 فصل گل حنیوں کو پھر اگلے برس آتی ہے
 اس جہیں میں ہیں تو پھر ماقہ آتی ہے
 کیا عصب کر لے ہوا دھڑکھو
 سام دیکھو نہ تم سحر دیکھو
 دل ٹھکائے ہو تو سب کچھ ہو سکے
 یہ ایک حال تو ہے جس میں نہیں رنی
 اس میں ہیں گر دلی اس میں ہیں گزنی

حال و دل میں اُداس سے مبرے ،
 کبھی کبھی جو مرے دل میں ہوش آتا ہے
 دریا میں ڈوب جائے کہ ماہا میں پڑے
 آجائیں تمام کہ ماسد نقشب یا
 یوں غیر کچھ کس لولا کو تری لگے
 اس بُت کی سدگی سے نہ آرا د جو جس
 سبکی محکوم ہر گلاب کے واسطے
 کچھ سنا حاضری میں لیے اکدن تجھ کو جس
 نے گلہ عاشق ہوا ہر کس کچھ جس میں
 کہا ہے لو کہہ تجھے میں ہیں نہ ہوتا ہوں
 مجھ پر تو یہ تیرا اسم و جو رکھیں ہیں
 روٹھا کرے نہ کہوں وہ کسی دوسے جس
 حال میں ماں تھی قفس کے سلاتی ہو
 ساٹھ دیکھوں ہوں کہے جو کسی دوسر کو
 رہدگی ہو تو حراں کے بھی گرجائیں گے
 جب قفس میں تھے تو تھی یاد میں ہوا جس
 عیسر کو تم نہ آکھ پھر دیکھو
 دیکھا رلف و سچ نہیں ہر وقت
 کہا ہے اس کوئی اود کا رو سکے
 کہے کی ہیں یہ باتیں کس ہیں نہیں گزنی
 کچھ ہو ہو دے ہو تیرا حال ہر دم

کہے وغم تھے آگے کہوں ملک ایک یہاں ہیں ہی ماسے رل میں رکھوں لے یہاں
 اول بحر ہرج معاعیل ہشت مار، دوم بحر مل متیں محوں قلات ہس بار سوم
 بحر سخت محوں معاعل قلات چہا بار

رباعی

ہر آں میں آپ کو دکھا حائے تھے متناق کو نکس دلا حائے تھے
 کہوں دیر لگی ہے کس لے رو کا تم کو ایک تو کئی مار تم آحائے تھے

دیگر

دبا داری میں اور نہ دنداری ہیں جامت میں کسی کی ہیں نہ بیری میں
 صرگدہ دہر میں تصویر کی طرح سویا کرے ہیں عین مباری میں

بند اول ترکیب بند

ہر ایک سرم میں ہے اُس کا ذکر صبا ہر ایک ملک میں ہی اُس کے جس کا تہرا
 ہر ایک جیم میں ہر دل میں ہے اُسکی جا ہر ایک لب و مذہب میں اُس کا ہی جو چا
 ہر ایک جان کو ملل صعب ہے اُسکی ہوا اگرچہ اور بھی گل ہیں ہمت یہ نام خدا

ندائیں آں گل حداں یہ رنگ لودار
 کہ مربع ہر چہ گم گئے اد دارد

مقطع دیگر از عرف قیرانسا رجوش آمدہ لودا ملی مے سادہ
 یہیچہ جس منزل مقصود کو ہم اور آخر ہوئے سست کے ایام فرس

روایف الحاء

اول احوال متقدین | اس بیت اول لطیفی تمنا و ترنگا ارکلام ہجر نظام

نہ سم ہوش میں نے یہی سے گرے
 نہ ٹھرا دراقا ملہ اس سر اس
 رہے جس میں حشرہ سداستی کا
 آنکھوں کو اسکی دیکھا تو سی لطر لٹری
 سارا جہاں حراست تھا آنکھوں میں تجھ پر
 سوچا ہمیں شیب و درارِ رما نہ تب
 وصل کا عین گماں رعم ہجراں نے ہے
 آرزو اور تو کچھ ہم کو نہیں دسا میں
 حال کیا پوچھے ہے حیرت نگہ دہر کا دیکھ
 حوچا ہے آپ کو تو اُسے کیا نہ جا ہیے
 مجھ سے لے چکو گیا ہاں بوجا ہاں عجب میں
 نہ تو آہ والہ ہی نکلے یہ اُنٹے کل سے صد دل

ہوئے جبکہ ہوس میں مسی سے گرے
 لیے حشر میں یاں کی ہستی سے گرے
 میں نے رمدگی اسی ہستی سے گرے
 بھرا مجھ اسکے مادہ ہستی لطر لٹری
 مارے تو لے آیا تو سستی لطر لٹری
 حب عشق کی ملبہ دی و سستی لطر لٹری
 لب حراں تو ہیں دیدہ گریاں نے ہے
 ہاں مگر ایک برے ملے کا اٹاں ہے
 آئینہ یا بکا ہر اک دیدہ حراں ہے
 انصاف کر تو جا ہے یہ یا سجا ہیے
 نچے ساو چکو جا ہیے تو بھر کیا سجا ہیے
 تو حشر تو ہے جس کس جیل سا ہو جائے دل

چند اشعار بطور قدماے ایہام بن دان گفتہ شد

سخن جل و لگا میں روک سے مت دیکھا
 فرگاں سے ہمارے ہیں حواس گلی کر تیکے
 اکہ میں بھوک میں وہ اکہ میں میں ہستی
 لیا ڈھنگ دیں اس کے کہیں خوشی کے
 سر کے تیرے حلقے آنے کی دھوم ڈالی
 غزلے گھتے بودم کہ درہ بحر خواندہ سے شد آتش کہ سخا نہ اھا و سوختہ شد
 یک مطلع قلمی سے سادہ

دکھاتے غیر کو منہ آرسی تجھ کو بھی آبی
 رہتے ہیں ہم دو اسے دور ازل سے
 ہم آشا ہوئے ہیں دو چاروں سے
 صحرا کو بھر نہ نکلا مجھوں کے حال تر
 حشری جبر اٹھی ہے تحقیق ہو کے آ

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر یہ مگر ہم کو یسا رکھتا ہے
 کتاب حاصل تھی مصلح مصلحت سے سمجھائیں آہوں تیغ ہی راحت مجھے چلایے میں
 قیامت بھی ہوگی تو مسرتی ملائے مجھے داد خواہی کی طاف کہاں ہے
 رننے سے خاکسار کے روتا نہیں کوئی اس حاسن حرا کو جیکا خدا کرے
 عموۃ و مادر کو رے میاں رے نہ نرا خاکسار جانے ہے
 سہ آہستہ کیجیو حیاتِ م تار اس رلف کا رگ جان ہے
 بدر النسا ربکم، دختر لواب قمر الدس حان ویر بند و سماں، چوں حالہ لواب
 عماد الملک بود مشہور کہ حالہ سلیم گردید ماما در لواب غالب جنگ احمد حان مرحوم
 در درج آباد بسرنی مرد ہما سخا کو ار رحمہ اروی بیوست اس شعر مام اوستیہ

کما تھا سارباں کے کاں میں لیل لے آہستہ کہ مچنوں کی حرا کی کا کہیں مد کو رب کیجیو
 از جملہ متاخرین گھاسی رام خوش دل، تخلص نے سادہ ار شاہماں آباد
 است در فیض آباد لکار صرانی مشغول اس طعش مور دست ار قافیہ ورد لفا
 واقف است - ۵

توجو جیا ہے کہ رہے جس یہ معروردا بہ غلط ہے ہیں تھے کا یہ دسوردا
 تار طسور دئے دین وعدہ کا طر ہر ماں میں ہے صم نرا ہی مد کو ردا

روایت الدال

دیں سلک ار مقصد میں کئے گزشتہ ماتہ مرقر رسیدہ مگر ار متوسطن مررا
 داؤد یگ داؤد تخلص در عہد مردوس آرا مگاہ بود ار دست ۵

حضرت امیر خسرو دہلوی سرہ برہم نے شاید احوالِ آلِ برہگوار مشہور معروف ہے
 رحالِ سکس کیں تعاملِ دورے یہاں سائے تیاں

جو تابِ حراں، ارمِ ایحان لہو کا ہے لگاؤ تھیاں

نخستہ نمود تخلصِ مردِ دکھی لود احوالِ معلومِ مست اور است
 سب سے چاہئے سچ پر تو بھی سخن آیا ہے حجبِ جھکے دکھی ماٹیں دیں دکھایاں
 خاکی تخلصِ مرے لود رویتیں اس باہماں آما دورِ عہدِ ہماگیر احوالِ معلومِ مست
 اور یکدیرے اس تعریضِ گوشِ حور، اور دست

ٹھالی سے لہے میں اتو ہی سہیں تجھ ہم کی گلی میں خاکی کو خاک ہوا
احوالِ منوطین | اچھے راعِ کرمب و دوارِ فخر مارِ لخلص بہ خاکسار، حورے
 لود حادِ درگاہِ قدمِ شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اچھے مرتضیٰ در تارِ کبرہ حور دستہ
 اس کے حور را لسیار دورِ میکہ غالب کہ اس حرفِ راست ساند و بر تقدیر اگر دورِ کشید
 نہ سر دیک اس فقیر کا است، تجھے کہ حاد میں درگاہِ ما شد اگر راعِ ہر دلک رساد
 رواست، دیگر دلیل بر لطلال ایہا امکہ اگر تجھیں نے لود "خاکسار" تخلص ہی نمود
 مگر در مراجع متاے حواہد لود بدتے تہ کہ حالِ سجاں آفریں سیر، حد استس سار

ۛ

سری رخصت سے اسے یارے مجھ کو اک سر ہر ار سودا ہے
 خاکسار اس کی تو آنکھوں کے گئے مت لگو محکواں حاد حراؤں ہی لے بیمار کیا
 میری تنہی مگو مدکہ اگر بجائے بیمار کیا "گر دہا کیا تہ ہترے لود لکس در عقل فقیر
 جیہیں مگر مدکہ اگر ختم حورے لود گر تہا رسا لود جوں ایحاسم مقتوی است بیمار
 صحت دارد۔

ۛ

یتیم قائل سے ہے حورم نے تقصیر ہم رور محنت کو اٹھس گئے گور سے دگر ہم

تجھے وعدہ کر بھول جائے کسوں تجھے اسے سو گند کھائے کسوں
تب عید کی جکو حادوں کسوں تجھے اپنے منہ کیے یاؤں کسوں

دعوتِ اہلِ حنین

لظرو کرو ملک چس کی طرف سگو نے کومسی سے آئے ہیں کف
ہوا کے لتے نے کیا سکے دور یڑا اس مستی سے گر رہا ہے شور

درشتیاق گوید

ارے ظالموں صفت ہے یہ ہمار کہاں یہ لتہ خیر کہاں رہسار
بیٹ لفتش برآ ہے ہر جاں ٹک اک مروج میں ہم کہاں کہاں
ہے یہ سے نہ مار رہ جائے گا نہ ملے کا اک ۱۰ ارع رہ جائے گا

حکایتِ جبریل تمثیل

گلں میں یڑا اک یروا نہ رات نہ کسا عا ارباب مجلس کے ساتھ
کہ اس نے یرواں کی عرص ہی کہ اطلاع اُس کا تھیں فرض ہی
مرا منع سے نہ سد با گھو اسے جو سمجھا کے اتنا گھو
یہی تھا لکھا مری صمب کا جاں فنامب ملک ہجو وصل ابک آں
جو تھکو مرا حوتیج آما ہے حال تو تھکو تھکات کی تک ہے تھال
سرا مارا گر تہ آفتں میں ہے سعادت مری تری خواہش ہی ہے
دہی کر تو حس میں ترا کام ہو ولس نہ اتنا کہ بد نام ہو
یہ کہہ کر کیا کام ایسا سام ہوا رہ گالی کا رو راستی نام

دلِ دلمت محکوسو دل ہے حلق کسی ہے تجھ کو سودا ہے
تہا فتح محمد التعلیٰ یہ دل متوکل اگر آنا داس ارسینہ محمد عوت گوالہاری
ہم عصر ماں آر دتلاستیں لعل مارہ روضہ قدیم دارد در کمال تجرید و سلسلہ طاس
دھیس آنا دسری برد سلاما تہ ۛ

کیا کیلی سر تر دکھی ہیں مژگن یار کی ہمے سو بیاں بھی ہیں دیکھیں کھنکھی سا رکی
مارگہ سنگاہ و اماست آستامیاں نعل علی التعلیٰ ۛ دانا، حواں محمد سہا ہی سیہ
قام رست بل ارقوم افعال بود ماہمہ معاصرین خود مطلع داستان حوٰی ورتی
اگر کسای سیاحتی پوشد، نارای روضہ اوحده نکرد، و خود ہم قسم مصرمود عرصہ
رہدہ دل بود اہم تے لطیف سنگاہ رف حرق مس اروس ۛ

ۛ ہر صورت حد کو دیکھا حواں ہی مرا بی لوحہ میں مصرع سہ ۛ یواں ہی میرا
تجھ انتظار میں پیارے مثال آئینہ تمام عمر ایک سے مری لگی ۛ ایک
دل میں ہر ایک کے سودا ہی حواری دوسرا مہر اگر ہو ہی ہے اک یا عر ۛ
محمد فقیہ التعلیٰ ۛ در و مند، حواں محمد تہا ہی بود نظر کردہ مژگن مظهر عا کمال
سولے ہیں سانی مامہ دیگر شعار سہ نظر برسدہ، عرصہ کہ سیار مامک گفتمہ و گہر

معانی سقہ، مس سانی مامہ ۛ

اے سانی ایجاں فصل سہا بہی بھتا ہمارا اور تیرا قرار
ستم سے گر کہچہ بوالصاف کہ حدایتی ڈر کہچہ بوالصاف کہ
تال سے ٹک دیکھ گل کایت کوہ کہ لریر ہی باغ تادشت و کوہ
اس آتش میں میرا ۛ کہ دل کسب بکوسری طاقت کے رہری کو آب
کہ میں جاں ملتیں پیالے کی طرح لگی ہے مجھے آگ لالے کی طرح
در صمنہ مگوید ۛ

حسرت و ہر لیلیاں شریعت دل آگاہ دے محروں اسرارِ حنائی معائے طہس محرا
 کعبہ کسریا کی حسرت و اقلیم حال و حال جامع صفا حلال و حال حلف حسرت حواصا
 داس سرہ اہلس تاجہاں آما دسا عارفارسی دہدی استے لے عطایاں یہ لائیں است
 مل تفرکس دوں مرتبہ دوست، اکثرے ارد سبب حسرت یرشاں تہہ لطرے رعبہ
 لیکن آں تاب قدم مکیہ سر لوکل محمود دم ار حاریداشت تا حال در شاہماں آما مقیم
 اسب، دیو اسس اگرچہ محض اسب لکس حوں کلام حافظ سرایا اسباب دام انفصالہ

مقا در ہمیں کنتی جھولوں کے رقم کا
 ماہ حجاب اکھو لے در دھلی تھی
 اکسریہ یوں اسانہ مار کر ما
 ہم ہیں جاتے ہیں لے در دیکھا ہے کعبہ
 آما مے کبھی ہی نہ اکا رسو گئے
 حواہ عدم سچو کے بھی ہم تیرے واسطے
 مارے مجھے تا تو سہی کاسب ہوا
 عاشق سیدل سراپا نیک جی سر تھا
 کی تھی تا تیرا آہ آتشیں لے اس کو بھی
 رنج کعبہ ہو کے بھیجا ہم کشت دل میں ہو
 ہر نہ مادہ رکھ بھایا سب بھایا
 دلے نادانی کہ وقت مرگت تاب ہوا
 ہو گا ہمارے کرب مہموم آہ
 بھول جا حوس رہ عمت وہ ساقی مت یاد کر
 جاگ میں اگر اُدھر اُدھر دیکھا

حاکر حداد مہے توج و قلم کا
 کھینچا یہ سیراس بحر میں عرصہ کوئی دم کا
 سر ہے کیا سے دل کا گدا کر کرنا
 حمد حریفے دو ابرو ہم کو سار کرنا
 ایسے ہمارے طالع مدد ہو گئے
 آخر کو جاگ جاگ کے مایا ہو گئے
 بھر رہے یہ مہرماں ہوا تو عصب ہوا
 رہ گئی کا ہو اُسے دم تھا دم تیر تھا
 حشاک بھیجی ہی بیچے رکھ کا یاں تھا
 درد میں ایک تھی ٹک اہی کا پھر تھا
 ہم بھی ہماں تھے واق ہی صحت تھا
 حواہ بھاو کچھ کہ دیکھا حوصا ادا تھا
 وہ دل حالی کہ سراجا ص حلو تھا تھا
 در وہ مد کو کیا ہی آسا بھایا تھا
 نہ ہی آیا لطف حد صر دیکھا

حکوئی عشق میں اس دستِ مرے جدا مانا اُس پر رحمت کرے

۵ شعر

قفسِ پاک بھی نہ پہچے اور ٹپے دورِ نیا سے عجب ساعب میں کھڑی تھو جس کے آستان سے
 دوسراں حلاوت و گلستاں طراوت و درِ مرہ دردمداں فردِ گرم الدخان
 در و ہمتِ رادۂ لوابِ عمدۃ الملک، حواں محمدؐ ستا ہی بودہ طوطی طبعش اکنتہ پر دیا
 دہلِ فکرش ما بعدِ لبِ ہم آوارِ طرستِ عاتقاہ و شمسِ دردمداہ و قنکدہ درسا ہما
 ہنگامہ مرہٹہ بر ماگر دیدِ حید کا حواں سے عارت بر ماموس سعد علی عسکر کرے رکھد
 ایں حواں خدایرست لہد سے ماموس مرمد کو را در دستِ مقموراں شہدِ صدِ حداث

یا مرد، اردست ۵

آتشِ عشق سے رشتہ ہی مری جاں کے سج سجِ ماں علی کے اٹھو لگا بھی اک کس کے سج
 سامے ہوتے ہی بھر عشق نہ مانے دل کے مٹا گیا لوک ساں پر صدفِ مژگاں کے سج
 اگر وہ نت کسی صورت سے مسرا رام ہو جائے تو پوچھوں اس عقد سے کہ کھرا سلام ہو جائے
 ہر اک دم سانس ہو کر بھی اس محمدؐ کو کٹائی ہو اگر جی کی جلیش بکھے لو کیا آرام ہو جائے
 تری رچی لگا ہوں بے رکھا ہے تم سہل کر اگر بھر کر بظرد کھئے تو مسرا کام ہو جائے
 تھل آتشِ غم میں دلِ مہتاب کما جائے ٹھہرا اکدم بھی آگ پر سیاہ کیا جائے
 کمار سے کمارہ کب ملا ہے کھو کیا رو ملک لگے گی لہد و مدہ پر آگ کیا جائے

ساکِ مساکِ ہکا کتافِ دہی و باجِ مہاراجِ مہاداتِ یقینی ارعفا سے عالمقام
 دنہما سے دومی الاحترام بر آساں سخن ماسدِ حورست و مردِ حصرت خواجہ میرِ مخلص
 نہ ورد، ارعماں حوس داب وار درویناں کو صفا، طوطہ بصل و کمال و ددیہ
 حاہ رحلاں اولعک رسدہ و طبابِ حیمہ فکرِ عالمست چوں شعاعِ مہرارِ مشرقِ عالمست
 کتبیہ در بحرِ صبرست ہمہ گوہرِ ماسدہ و برگشتہ او عقل آفرینا لغت، مرستہ وادی

نگہم بخت سہ سبہ وار رکھے ہیں
 نثار کے جبر اٹھائے ہرار ہاں سیکس
 ہم کس ہوس کی تجھے فلک ستحو کر س
 نہ نکل کوئے نثار نہ ہم کو ہے اعتبار
 مٹ جائیں ایک دم میں یہ کتر ہاں
 تیرے سوا میں کوئی دلوں ہاں میں
 اندھ بھی اہل رم تو نہ ضرور ہے
 نہ طے یارے تو دل کو گرام ہوتا ہے
 یہیں دھو تل چھنئے اس میں کچھ ہوگا
 کیا دن دل و گل میں اگر گل میں بو ہو
 اس دہاں کماں تری وسعت کو کیا ہے
 اسے سروں یہ جو کچھ جا ہو سویدا کرو
 اہل نا کو نام سے ہستی کے سگ ہے
 اس ہستی خراب سے کیا کام بھار میں
 رست زندگی ہست کم ہے
 درد کا حال کچھ نہ پوچھو تم
 مرا جی ہے حدکری سو ہے
 تباہ تیری اگر ہے تباہ

یہی باط میں ہم حاکم رکھتے ہیں
 حواس یہ بھی نہ میں اعتبار رکھتے ہیں
 دل ہی میں رہا ہے جو کچھ آرو کرین
 کس ماتیر میں ہو سیں بگڑ کرین
 گرائے کے ساتھ ہم ایک ہو کرین
 موجود ہم جو ہیں بھی بولے گاں میں
 کچھ کچھ کہے ہے تیغ جی اپنی نثار میں
 دکر طے تو مشکل ہے کہ وہ مدام ہوتا ہے
 یہاں دلوں کے الجھیر میں مرا کام ہوتا ہے
 کس کام کا دھول ہے کہ جس دلیں تو ہو
 میرا ہی دل ہے کہ جہاں تو ساس کے
 یہ نہ آحالے کھی جی میں کہ آء اذ کرو
 لوں مرا بھی مری جاتی پہ سگ ہے
 اے لہر ملو یہ تیری رنگ ہے
 معصم ہے نہ دیدو دم ہے
 وہی روم ہے بت وہی عم ہے
 رہاں جب تک ہے یہی گفتگو ہے
 تری آواز دے اگر آواز دے

جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
 آپ سے ہوسکا سو کر دیکھا
 ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
 نو اک دل مرا جی ہی حمار ہینگا
 مری ما دتھ کو دلاتا رہینگا
 حسرت کی ہم کو سنا رہینگا
 میں یہیوں گا حتک - آ مار ہینگا
 کہا تک عم ایبا جیسا تا رہینگا
 ہم رو ساہ چالے ہے مار رہینگا
 عم رہینگا کھی کھی آ رام رہینگا
 مایا رہو کے ہم نے ہی اودھر سر کیا
 سے سے سدا گئے مرے گر کیا
 برا رہے دیا کو دیکھا نہ دیکھا
 ادھر روئے نکس نہ دیکھا نہ دیکھا
 میں ہجوم ماس جی گھبرا گیا
 بروہ کیا کچھ تھا کہ دل کو بھا گیا
 بر مری نظروں کے ڈھب سے یا گیا
 سال نہ دگی پھرے ہیں ایسا آپ یسا
 دل لے کے ہاتھ دو بیٹھے جسے حاما نہ بچا
 درہ ہیں معلوم ہو کو سب بھونکی جودن
 درہ کچھ طاعت کی خاطر کم سے کم کر دنا

حاس سے ہو گئے دل حالی
 مالہ مریدا آہ اور نہ اری
 اُن لموں نے نہ کی مسخائی
 اگر تو ہی نہ دل سنا رہینگا
 میں حاما ہوں دل کو تیرے ماس جی سے
 بھلا کوئی تم میں سے لے ہم ضرور
 گلی سے ترس دل کو لے لو حاما ہوں
 حاما ہو کے لے در در مروت چلا تو
 مثل لگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
 یارب یہ دل ہی یا کوئی مہاسر لے کر
 ہم نے تو ایک دل ہی نہ ایدھر کر کیا
 پیکار و دل کے ساتھ ہوا جیبا و صہ
 تھی کچھیاں جلوہ نماں دیکھا
 تعامل لے تیرے یہ کچھ دل دکھا
 سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
 تجھ سے کچھ دیکھا نہ ہم نے حاما
 میں تو کچھ طاہرہ کی تھی دل کی تا
 کہا کا ساتی اودھیا گدھر کا حام و میجا
 کسی سے کیا سیاں کچھے اس لیے حال تیرا
 دل کو لچھاتی ہیں محو لوں کی جوں سلوہیا
 در و دل کو اسطے پیدا کیا اسل کو

ہم جی ایسے دے دے چلے
تو ایسا ہے کہ وہ ہم کہ چلے

بندش از غزل کلیم

کئی قیمت میں لے کے یا سہ دن کو لے
کئی سودا کھائے س کہ وہ الوہی سہ
مجھے نہ سوچو وہ دوزخ میں دیدہ راکھ
نہ رہے ادب و باریم نہ نہ وہ ماسہ

دس لے داریم وادو ہے سر سے داریم وادو

رباعیات

اے درویدہ روحی سے کھو معلوم
حوں لالہ عکسے دارع دھوا معلوم
گھر ارہاں ہر ارہیوے لکس
مسکے جی کات گتہ ہو با معلوم
لے ورتوہ کوں سر کوٹ گیا
ووں ضبط حوتھے مک سنگھٹ گیا
کیا ایسی نصیت پڑی تجھے یرطالم
کہہ تو سہی می ڈاکہ دل ٹوٹ گیا
لے ورتوہ مت کیا یرکھا ہم نے
دکھا تو عجب ماں کا سکھا ہم نے
بیانی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
حس آنکھ ٹھلی نہ کہیہ نہ دکھا ہم نے
پیری جلی اور گئی حوالی اینی
اے دروہاں ہتہ رہد گانی اینی
کل اور کوئی ساں کرے گا اسکو
کہتے ہیں ہم آسپاس کمالی اینی
ہریت کے لئے کس نص مرتے یہیے
کب تک یہ کہہ دل میں لکھے یہیے
لے ورتوہ کچھ کہہ گاتی ہے
اندک لے یاد کرتے رہیے

رے سرب سکھ لکھن پہ دوا نہ نہ ورتوہ دست فارسی اسب تضرعیار

دور ویسے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
 دوسو گئی ہے رستہ تسبیح کا حصول
 رومے ہے نفسِ یاقی طرحِ حق یاں مجھے
 نہ وہ مالوں کی سورت ہی وہ آہوئی ہی سونی
 تس عاتش کہی معوق تے کچھ درہنسا
 ذکر سرا ہی دہ کرتا حاضرِ سچا سکس
 شبِ گری و آفتاب نکلا
 ایدھ کو جو سکر کے دیکھا
 کچھ لائے نہ مجھے کہ کھو گئے ہم
 حوں آئید جس یہ یاں نظر کی

قطعہ

یہی یہ پیامِ درد کا کس
 کو سی رات آں سے لے گا
 کھو خوشی کی یاد دل کی رہِ سترا کی
 میں آیا دردِ دل جا کہوں نہ علم میں
 یار و مرانا ہی بھلا کیجئے اُس سے
 حوں ہوں دکھ کی پوئی آئے ہی میں
 کہتے نہ مجھے ہم دردِ ہماں چھوڑ نہ ماتیں
 گر کوئی کوئے یار میں گرے
 دل بہت اسطرح میں گرے
 بھڑا رہے سے مہ سانی سمارا اور گلا کی
 ساں کرے لگا قصہ وہ اسی ہی حرائی کا
 مدکور کسی طرح سے حاکم کیجئے اُس سے
 میر جھپٹے اور میں سنا کیجئے اُس سے
 یانی نہ سرا اور وفا کیجئے اُس سے

حرف الزال

ذاکر تخلص تنیدہ ام لکن اشعار تس یاد میت ۔

حرف الراء

یارہ اراحوال متوسطن، ارتقد من کسے بضر یادہ۔ رنگین تخلص مرزا مال
 مردیہ سیاہی میتہ حوش اوقات و سک دات، جوان چڑتا ہی، خط تعلیق حوش
 دیو لیسہ ارطار ماں نواب افتخار الدولہ مرزا علیجاں بہادر است، اریاراں میاں
 غریب، فتح قدیم دارد، ایام سداست، حد استس سلام داردار و سدا
 رات کی ماسنس کسے کانیری بیاے گولیں آن مرے سر یہ ہر ادوں آئے
 اک، امور لب کانگین کوتانی بھیجا بعد مدت کے کیا ماد صم لے ماسے
 آفتاب رلے رسووا تخلص ارسلک موسطیں، ہمد و میرے بود، در تو بجاہ
 نوکری داشت، ارچندے رک روزگار، بودہ بریک سیر گمواہ متوام تفتی یہا کردہ
 بود، راتق طعظ میاں فیار است ما بود، ماہر کہ سخی مگلب ماں مگلب و میگربیت ۔
 لکھتس عالی اردو میت غراں میگبت، آجہماں حالہ فرد اردو ست
 رسوا اگر کر ماتا عالم میں یوں مھے ایسی گاو مارے دکھا سھا کیہ لے مھے
 مھسے وں گئے ہم اور میں، مھسے وں گئے ہم اور میں، مھسے وں گئے ہم اور میں
 واصل میں خود ہے اور مھر میں ساہوگر ایں دولے دل کو رسوا کس طرح مھسے

گفتہ است اسناد و ریختہ گویاں لکھو: خانیہ ماں حسرت و میر حیدر علی حیراں داکتر
 ، یگر ایں شاگرد ادوارہ در آکھا شہر و معروف اسب، در اوائل متی مکر ریختہ ہم مکر و
 عجب شہسہ است خدا سلا متس دار دار و سب۔

رباعی

وے لوگ کہاں کہ یار ماشی کہیے وے دق کہاں کہ خوش معاشی کیجیے
 اک گوسے میں بٹھکر دو الے تنہا، اب ماحی عم سے دلچسپی کیجیے
 دل ہے کہ تبری تیغ کے لگے ٹل چکے شعر رستم کا کیا حکم ہے کہ رہا بگھل نکلے
 محمد عابد جولے است مربوط کو فائل التخلص سول در سلک متاخرین ارجو
 ارال ساکن عظیم آباد، مراد میاں روشن علی جویش تخلص، ارجو ہاں آں دیا دار،
 سلامت ماتہ اروسہ۔

وہ کا درہماری سب تار ہے جسے صبح کا دکھا غار ہے
 لہاے در یہ جو دریاں و آتیں کٹی رنگِ نقش نام ہے بھی میں کڑی
 میرزا منکو میاں التخلص۔ در نشان سیاہ نام چچک رو مرد تو قس لود، مرثہ
 و عزل و تنہوی ہمہ میگفت، بسیار سادہ وضع لود، مدنے آدرکت سیدار جیدے رطب
 کہ در ہدستس بیامرد سہ

ہاں ہاں و داغ ٹکڑے بھراں کی رات ہے نامد شمع مہری سحر کو و فات ہے
 مٹی در اسے مائتہ لیلی کی ہر دم یہ صدا آہ محمول یا ستکتہ رنگیا نخل سے دور

دکھا ہیں رات جا کر احوالِ حتمِ راقم
برسا کی اور ہری سبلی کی تھی سہا سہی
کئے کیا در و دل بسببِ گلوں سے
اٹا رہے ہیں اس کی ماسہ ہر اٹھ
کام عاشقوں کا کچھ تجھے مسطور ہی ہیں
کہے کہ ہے نہ ماسہ کہ مقدر ہی ہندیا
اعلم کہ اس سحر بے اصلح باسچرا کہ اراقاؤں میں ماموروں میتود و دریتا
س میں انت میں خطاس، درد اس بقیر حین ہتر میہ و

”میرا تو کام کچھ تجھے مسطور ہی ہیں“

از سبکِ ماسخِ رن لالہ ہلاس رلے المتخلص بہ رنگین حلفِ راحہاں رلے
یواں مدارا لہام لیر محمد علی زہلہ اس طع مور و لے دار دہر حاکہ ماتہ سلامت
ماندار و ست

اس مصیبت کے جو لوگوں سے لکے ہی مجھے
تو سلا میں بھلا جاؤں گدھر آخرب
خواجہ صاحبِ خواجہ حسن علی سلمہ الدلہ حص بہ روشن، طع مور و لے دار دہر
اصلت ارتا سجاں آما داس، خوا لے است کمال اسامہ حص علی حیدرے
’طرب سلطانوریر لیر مردہ الحال در سر کار بواب فلک حاس آصف الدولہ
مادر سجا مات قریم سر مرار اس، حدالیش سلامہ رادار و ست

رسم اٹھ حمار میں آیا
کباہی کا قریب میں آیا
جی میں نہ بھا کہ حاں کیے سار
اکدم بھی وہ لے فار ہا
تا ہ لاسم بھی دل سے اٹھائے روشن
ح لہا لے کہ میں باہریوں کی بکا بکا
آتما لے یا صفا مرام علی رضا المتخلص بہ رصا، ا ماراں لالہ سرب سکھ، اکتہ
متوبیا لکھ اس حسبِ حال جو دہ سے وہب علی نام، مروا مل است، احوالِ شقی

وہ کوئی دہس ہے جو اسلوں سے ہم ہیں رُسوا بھی اس مائے محسوس سے کم ہیں
نقل است کہ روئے معسوقی اورں در گردن اداسہ مسکنت آگاہ تہمے ذکر
طریق رسد اور ہم ارارہ خوا رآن کر قاری سال گرداب در آد قسار سو ایہ سہ
حال این شعر خواند ۵

دگرے را در گرد قاری تہ یک ماکن مدعا گر سہرت میں اس یک رمواں آہ
مہر جہرہ علی التخلّص نہ رندا اصلتں رشا جہاں آماد اس، خواں جھڑ سہی آہ
ار حیرے لطیف بقالہ رفت، الحال اکرا رماں ماراں معلوم شد کہ در رندا د ترک
لہاس بود حدائق سلامت را در، از دست ۵

سے سے داہ عسویہ بنایا یا جانگنا ہم سے تو یہ چراغ بکھا ماہ جانگنا
بند را بن را قہم تخلّص ہند وار قوم کھتری سیاریت در مد فک اسب، ار
شاگرداں مر را محمد یثیع سودا سلمہ اللہ، در قصص بودں خمس دس ہم رسا ہندہ سیا
کھولی مگو یہ معلوم بہت کہ لکھا سب -

ماںک قبول خاطر کچھے تری جھا کو ماںسب کس کہ را قہم جہت تری و نا کو
ہیچا نہ آہ درد کو میرے کوئی طبیب یارب عجب طرح کا کچھ آرا رہے تھے
سنے ہیں ہم کہ ہونی ہے حکمیں دوام صبح ہوگی کبھی اسے چرخ ہماری بھی ستام صبح

قطعہ

اے اعمال ہیں نئے نقش سے کچھ عرص ہم کو قہم حو توڑیں زبے رنگ و برکیں
انٹا ہی چاہتے ہیں کہ ہم اور عدل سب آپس میں درد دل کیں ٹک ٹٹیکر کہیں

حروف الزاء

معل یگ زار تخلص حوالے بہت ارسلک متوسطیں، معلوم میت کہ کجاست ار
باراں مرتقی میر بہت سلامت باشد از دست ۵

مہور تھے حوالے میرے گلی ہیں اس کی کوئی اور بھی حور و ما سمجھا کہ زار ہو گا
دیگر میر مظهر علی زار تخلص، ارمنا حریں ست، لقاء و دو ماں سیادت و لو مادہ
نوشاں شرافت پاکیزہ سرت و سک تعار حوالے بہت تعلم و عمل آراستہ و صلاح و
تقویٰ میرا ستہ کلامش عاتقانہ و فکرش در و منہ اسے استفادہ سخن ارساہ جعظہ الصدا
کہ در دیار لکھنؤ عالم و فاضل و قوی و ان مشہور اند حاصل مودہ اصلحت از سا جہاں آباد
الحال در میں آما و در رفعت لو اب مزرا علی جاں بہادر سمری نزد گاہ گاہے فکر می نماید
لیکن بسیار نظر میگوید حدالین سلامت دارد ۵

جھوٹ حادیں غم سے ہر دم کے جوٹھے دم ہیں
ایک دل آگے ہی دیا سے آٹھا ماہم کو
بتری ہی قسم تھیں گر کچھ بھی خوش آتا ہو
دل کو اس کو یے میں کھوٹھے ہیں ہم
سر ہو یا جاؤ اب در پر ترے
مید ترے ہوتے آوے ہے محال
اسے تیش اس ررم سے کیا کام ہے
حسن طرح درما گئے تھے مار تم
کری جو کہی مجھ سے گھٹا سویتھ
گری ہی تڑپتے یاں محادیں ہی ہیں سکے
حاک ہر یہ زندگی جو تم کہیں اور ہم کس
شب حوت تو اکیس نہ دکھا ماہم کو
کار ہو اگر اس میں کوئی مات ساتا ہو
اس لئے معوم ہوٹھے ہیں ہم
خو کچھ ہوئی ہو سو ہوٹھے ہیں ہم
یار تو چاہے تو سوٹھے ہیں ہم
حب تلک تم ٹٹھے ہو تم ٹٹھے ہیں ہم
اس طرح سے دیکھ لو ٹٹھے ہیں ہم
سب تیرے لئے دمن تو یا سویتھ
دل کی تو یہ حالت ہی دلدار سویتھ

خود مستحق اولیاء رکنی در متوسل سال مودہ دوست

دشمن کوئی تیرہ ستمگار نہیں ہے یہ رحم دھنایتہ و جو کوا نہیں ہے
 سب خلی ہوئی دشمن حال محقق میں تیرے اس میں کہ لیسر نومرا یا رہنما ہے
 ممکن رہتا تو نظر آتا ہے سب کا جہل کہیں دل ڈال دیتا ہے
 ہر حال خالی حال مدد میں تعین ماسراں اتلص بہ رہد، دوسرا رہا اس کا
 رنگ ہمارہ درج آما و کھمبہ روالی مہار لور نکمال سکامی اوقات سرسودہ طے نہیں
 دیرے ارم تر نہیں داشت ہر صادرے دوارو کے رالعددا صمد فویرہ جصلہ اونی
 نواست، ماہل سب ہمیشہ سرگرم تھی و صاحب ہر سچوں روح درس محنت بحسن اخلق
 درش موسیقی و شاعری ہمدی کہ عارستہ ارگنتہاے ماتہ طاقی امارت طاہرہ قیام مرتبہ
 رسیدہ کہ انہا میں ساقی و حال میں جس گریہ دیدہ ارتاگرداں میں دور و دورا رفیع متدیر
 اس، در تصایف نصیب ہم دستہ پیدا کروہ جیا کچھ اکثر اہل عبادت را معہ دل دین
 اونی برمد و ہناری کلا متس را چوں کل مہودا و مسرتوز سر لوج فوہواں خود می نگارند
 در علم تیرا داری اصلاح ارمیر سورگرتہ ارہمہ ترا مداراں آں دما رگوے سقہ رلودہ
 داورو گیر میر شل سترست ماسی دلدب شاسی دندہ دانی الساں ارجیتہ مسر مطور حال
 مودہ عرصہ کہ معتابہ روزگار است سلامت ماتہ دوست

حلفت تمام گردش اظہاک سے ہی مائی ہرادرنگ کی اس چاک سے ہی
 مجھ ساتھ بری دوستی حب ہو گئی تیرے دُیا کی مرے دل سے طلب ہو گئی تیرے
 حاصل تو ہوا وصل ہیں رات پراسوں اک یل میں شب عیش و طرب ہو گئی تیرے

سالک تخلص دکھی است جی دستار او در تذکرہ میر تقی دیدہ شدیوں رلطک دیگر
نداشتہ تعلم یاورد۔

سعدی دکھی، بعضے ایں را سعدی شیرازی قرار دادہ اند و بعضے سعدی دیگر
یعنی دکھی و اللہ اعلم

ہمسا تم کو دل دامت نے لیا اور دکھ دیا تم یہ کیا ہم وہ کیا ایسی بھلی نہ رست ہے
دوہیں کے کھڑکروں درو کے اکھوئل دل بھڑو یس گ کویت دھروں ییا سا کھانے بیت ہے
سعدی غول اگیتہ تیر و ست کر آجیتہ در ریجیتہ در ریجیتہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے
حوں رہاں فارسی دریں سائل ست اعلیٰ کہ سعدی شیرازی ست۔

از احوال متوسطین اسرنا صرا و خودے سرو سامانی سامان تخلص دست متوطن
خونور اوائل سلطنت محمد شاہ بادشاہ در شاہجہاں آباد

آمدہ سعدیت حان آرزو استفادہ حاصل نمودہ از دست سے
اٹھس کو کر کہ اس دل سے کھو کے کھو تھے ہمتا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح ملتے ہیں ہیں دیکھ گویا رشتے میں ہیں استسج رو کے

میاں سلیمان معشوق عبدالحی تاماں است، چوں آں ماو تاماں در پردہ ارمایہاں
گر بردایں عریب ماو استے کہ دانت ماسد گل گریاں چاک کردہ گریاں گریاں ار گوتہ
دیاعلت گریہ حدے بر تالاب فرید آباد مادل یر غم و حینم یرم در ویتا نہ لسترد
عدہ لطف الہ آماد رفت تا حال ملکس فقیری لسترد حدالین سلامت دارد
از دست سے

تجھے سے عالم سے ملا دکھ تو طاری ل کچھ بھی دھڑکا نہ کیا ملے حقداری دل
میاں نجم الدین التخلص بہ سلام حلف میاں شرف الدن علی خاں پیام در عہد
مرد دس آرام گاہ لود کمال خلق و اطلاق لسترد حدالین مافررد از دست سے

کہتا تھا کل اُدنگا سواچ تک آتا ہے
 اب زارہاں بھی تو جھٹ مار دیکھ
 لگا کہنے کہ کہ احوال مرقت مختصر کر کے
 ہیں تو درت سے اور تکتہ محل سے ہتر ہے
 کیا ہولی ہوئے زارہ کہ تو حاحہ لسن ہے
 کہتا تھا جو تیل آیا ہے یہ اسے حج ستمگار
 کیا تجھے زارہ اب کہہ درود دکھ کٹھن ہے
 یجاؤ گے تم اس کی گلی سے جہاں مجھے
 فصل مار تھکو مارک ہو عذیب
 رہتی نہیں ہے ذکر کئے س تو یار کا
 مدس کہا اس لے اقرار سو یہ تجھے
 صحرا ہی کو روستے تھے گلزار سو یہ تجھے
 دکھایا آسو دس حوں کے میں داماں کو بھر کے
 گلی میں اس کی ٹیر رہنا سربائے ہاتھ کودھر کے
 اور اس کو تو حوں رن کہیں جس میں ہے
 عاشق کہیں مٹیاب ہے معشوق کہیں ہے
 حوت ہے اور رونا اور یہ اٹاڑیں ہے
 آرام جو یہاں ہے ہوگا دماں مجھے
 س یا ر ایک سی ہے ہمار و حراں مجھے
 رسوا کر گئی زارہ تیری رماں مجھے

حروف لسن

پارہ از احوال | سراج تخلص از مردم اور گ آما در وقت عالمگیر اول
 لودار شاگرداں سید حمزہ علی دکنی روش طبع معلوم فی تنوید
 متقدمین | حدایتش یا مرد از دوست

اُس من مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کما کی
 ہیں ہر تاب مجھے ترے سلسے حاما
 تعلقہ حوص سے لظ آتا ہیں
 مدت سے گم ہوا دل بیگم لے سراج
 دوطالم محکوم تھا دیکھ کر اتنا ہنس کہتا
 جس رات یاد ہنس ہے ساروں کی کہا کی
 کہاں سراج کہاں آفتاب عالمات
 لوٹا ہے تپ سے انگاروں یہ دل
 سادہ کہ حال گاہے کسی آستما کے ہاتھ
 کہ کیا تات قدم ہی کو، ہو آخر ہیراج آیا

لے وہ | لے کو اصل نسخہ میں ملاوں لکھا ہوا ہے

گر تیرے گل کے آئے لے کھوٹے نہیں جو اس
 غم نہیں گرم ہوا مالوں میں تیرے گل کے دل
 تنکولے سجاد عیر از حجر سیداد کے
 تباں تو جانتے سجاد و تنگہ کون
 توں کی بھی یہ چاہ دور رہے
 حاں و دل سب قبول ہے حاما
 میں لے حاما تھا قلمسدا کر گیا وہ حرف
 تیری ستم ترے جدا ہو کر
 سجاد مہراں کرے کوئی اس کو کس طرح
 اس فصل گل میں جویش حوں کا ہوا تیر
 ہوتی ہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ
 تجھے عمر سے صحت اب اسی

لطا اے دوستی زمان قدیم ست لعی رائے ہیں
 ماد صا سے رلف معطر کی سم تاک
 گلی میں تری میٹھتے ہیں سخی
 حب ہم آغوشیں یار ہوتے رہ
 ماحدائی تاک اکس کر مہا تہ
 اب تو ہم نے کیا گریاں تاک
 کس طرح کوہ کس رگر رسیگی
 دکھوں طبیب ورینے دار وہیں کس ہیں
 نور در وصل ہیں لے شمعیاں کس کس کو

دیت ہوئی کہ تہی ہیں کچھ حر عطر
 اس آنکھوں سے اُسے ہر اسوگل
 سہا سہ در کسار ہوتے ہیں
 اکس کستی میں مار ہوتے ہیں
 تیرے دامن کو کس طرح چھوڑیں
 ہجر کی یہ یساڑسی راتیں
 مرقا ہوں میں تو عشق میں جتا ہوں تنہا
 ہر راتیں ہجر کی کلائی تھیں کیا اسی دن کو

حدمتِ زلفِ حیتیم یار سے یوچھ دراری رات کی ہمیں سے یوچھ
 میر سعاد علی، سعادتِ مخلص ارسادات اہروہہ مرد سلیم الطبع کم سخن بود
 فی الحکمہ یکتی در ولتی سیر دانت ار مردیان ستاہ ولایب میل اسام ہدی سار دانت یک
 تنوی در عشق بسلی و سخنوں کہ دو عاشق و محسوس گرسہ اند لکھہ دام او سیر سخا سہ
 لعلی عوں سلی سخنوں گزاشتہ، اکثر صاف ار سیر مشہور ست جیاچہ سواری ہونی
 امیر المومنین کی اروسیت حدایت نامہ رد اس حدمت ارنست
 بسکہ ہوں کم طرف دیپالوں میں قاتا ہوں ہوش کھودی ہیں سیر اس کی اکھیں مے سیر
 مارے حور قہر لڑتے ہیں نہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں
 مت دکھا اس طرح کی آں مجھے جتنے دے کوئی دم تو حاکم مجھے
 پیچھے کی طرح دارو کے سیتے ران مال سے کہتے ہیں بی بی
 مطلع سردیوان او نیست

والد حوسر لوح ترا م ہوتا ہر گر کسی آغا رکا اسام ہوتا
 سلالہ دودمان مصطفوی تھا وہ خاندان مرتضوی موصوف ماوصاف حمدہ مخلوق
 ماحلاق سجدہ شہرہ العس و آفاق در لطمہ گویاں و ایہام ہداں طاق، سیاد و شرافت
 سک رب و خوش اعتقاد میر محمد سجاد ہم تخلص نہ سجاد حلف الصدق میر محمد عظیم اس میر محمد اکرم
 حاکم مرحوم سر متاء ملتیاں یاد ساہی مصحح را میں شاہتہا ہی ہمراہی یحییٰ حاکم سر متی وطن
 آما و اعداد الیال بعد آمدن ار ولایت آدرما حاکم اگر آمد بود و معاشرت الیال شاہتہا
 در ہر امور کہ دخل بودہ آں را کمال رساندہ علم طب ہم حاصل بودہ در اکثر آداب
 قدیم استقامت دارد و شوق طلسمات و الشا و نحو تنویری و شعر فہمی را امرات اعلیٰ
 رسانیدہ ام، حد اسلام داردار و ست
 ساتی بعیر جام کے جی کا سکاؤ ہیں حوں میل مست آوے ہے ار سہ یلا

ہجوید بیبا دارد، قصائد عدب و دلا و رویاں ہجو ملد لطمں طرب انگیز، مردیت ار
 از معنات رورگار، خوش خلق و یک خودیار ماش، مولدق تاجہاں آماد ،
 سن ترغین نہ ہفتاد رسیدہ ماتد، لوکری میتہ، الحال در سرکار لوہ شجاع الدولہ ہادہ
 بسیلہ من ستاعری سر فرارست، در علم موسیقی سیر ماہر است و قصائف بسیار دلنہسم
 دارد و تاحال مثل او در ہندوستان حلتان کسے نہ نچاستہ، اکثر فہرہ در خدمت آں
 نزرگواریں سد بسیار کرم میفرماید۔ اگرچہ سیدہ راہہ ماراست کہ اتحاب دیواں او نماید
 دربارا مکورہ میتوان کرد۔ آں سکہ استہار دار و محتاج لوتش کسے میت حق تعالیٰ
 بسیار سلامت ماکرامت دارد کہ رمدگی سخن و استہ دات دوست دام افصالہ۔ آں روت
 مقدور ہیں اُس کی تعلی کے سیاں کا
 اس ہستی گلست میں عجب دید ہے لکں
 میکں کوئی فرے تو حلقے اسے دل مرا
 سرم تماں میں حس دم وہ رتک مہ گیا تھا
 کسی دیدار و کامر کو خیال اتنا ہنس آتا
 قالوں ہوں میں تیرے گواہ حیا تو بھر گیا
 سودا ہوئے عشق کیا ماس آرو کا
 ٹوٹے اگر گم سے تری دل حاس کا
 موج بسم گرد سے آلودہ ہے بیٹ
 سو یا تھا کیا حوں لے گریان کو مرے
 میں دتمن حان ڈھوڑھ کے ابا حو کالہ
 مانگا حوں دل کو تو کماں ہی اک دل
 سودا قمار عشق میں تیریں سے کوہ کں

حوں تنع سرا یا ہو اگر صرف رماں کا
 حب اکٹھ کھلی گل کی تو موسم ہجران کا
 گویا یہ ہجیراع غریبوں کے گور کا
 آیں میں ہریری رومہ دیکھ رہ گیا تھا
 سحر کیا ہو چکی سودا کی سریریتام کیا ہوگا
 حمرتنے کسی لے ٹک دم لیا تو بھر گیا
 سنا ہلے دوائے حبل دیا تو بھر گیا
 یانی بھی سیٹے تو مرا ہو سراپ کا
 دل حاک ہو گیا ہے کسی لے قرار کا
 لیا ہے اب حساب حوہ مار تار کا
 سو حشرت دل سلمہ اللہ تعالیٰ
 اے تو مرے کو یہ میں کتنے ہیں اٹھالہ
 ماری اگر حیب یا نہ سکا سر تو کھوسکا

لب تیریں بہ اُس کے مڑا ہوں
 مار کا حایہ ہوں ہیگا عسیر
 ہاتھ ہی میں رہے ہے طعلوں کے
 سکتوں ماری کس سخی لٹائے
 جہ تک ہیں تھکتے ترے آستانِ تلک
 کچھ یہ سجاوہی کے دل کی عجیب حالت ہے
 ماہروں یہ شمع مجلس میں
 ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لیجائے اسے
 مرے دیکھ کر حالِ دامان کا
 کیوں مستِ گل بھی دل کے نہ ہونے میں گئی
 تیری ان کالی کالی ریلوں پر
 کیسے گلِ آٹار کو دیکھیں
 سُرخِ لب ہر آں میں کچھ ہے
 اس زمانے کی دوستی کا رنگ
 یعموم کے عشقِ پُر اسرہ ٹوٹ کر
 کما گھٹ کی طرح رستی ہے
 بہ ہی "سجاوہ" دل میں لستی ہے
 یوں کچھ اور رنگ یاں میں کچھ ہے
 آں میں کچھ ہے آں میں کچھ ہے
 آنکھوں نے اُس کی دودیا آ کر کھوٹ کر

مرزا محمد رفیع المتخلص بہ سودا، استادِ استادانِ کامل و قادرِ سرآمد
 شعرائے زماں در میدانِ برکتِ سیاں فکرش حوں مہرِ گرمِ تارست، و در عرصۂ لطافت
 و قدرت و مناسبت سخی ماروئے فطرت او چوں تر رہا امدارست، فلک ار علور تہ
 فکرِ نکستِ ہلالِ مددِ یزدیں گرمستہ و جورِ تیدارست و نزلتِ خاکِ قدمِ طعش را بجا رستہ
 مرقاں رفتہ، اُستادِ شعرائے عصر و مقتداے ملخائے دہر، میدانِ سیاں او وسیع و طرر
 معالی او مدیع سپاہِ دانش شاہ و بر آسمانِ ہدایت ماہِ در قصبہ و

ٹک جاگ لے تو جھوڑ کر عامل بیگ خواب
 کیا کیا لڑائیاں تھیں سرک سوئے میں ہم
 ہندو ہیں مت پرست مسلمان حد پرست
 سوداگر رفتہ دل کو نہ لاؤں جس کے بیچ
 گل رحمت ہمار تھی تنہم صفت میں رو
 سودا کا تو لے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا
 قاتل کے دل سے آہ نہ بھلی ہو بس تمام
 نہ بچے گل کے کھلتے ہیں نہ رگس کی کھلیں کیا
 حیر کے ماس نہ ایسا گماں ہے کہ بس
 دل کے ٹکڑوں کو نعل بیچ لئے پھرتا ہوں
 ہمار و باغ ہو میا ہو عام صہا ہو
 رد ہے کہ تو بھلا اسے سیہرما الصاف
 اسے لالہ گو فلک لے دئے تھکویا رداغ
 بدلہ رہے ستم کا کوئی تجھے کیا کرے
 فکر معاش و عشق تیاں یاد رفتگاں
 گر ہو مراد و حلوت و معشوق جو برو
 عترت سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھوئے
 لگ میں شراب حواری کی تستیر کے لئے
 میں کہتا ہوں دل لیسے سے کہ لگ مام سے گرے
 ماریے نہڑا مو تو اک مات کہوں میں
 لڑھکیے کہیں تھکو ردا دیکھ رہوں میں

آخر کو پھر ہی ہے کہ چھاتی نہ گئے خواب
 مانگئے پھر بھی سخت کہ ہو گاجاگ خواب
 لڑھکیوں میں اُس کسی کو نہ ہوا سنا پرست
 حوں عجب حور ماں ہی اس کے دہن کے بیچ
 رومہ اک گل کے گلے لگ جس کے بیچ
 آئیہ لیکے آپ کو دیکھے سے تو ہو ر
 دڑہ بھی ہم ترپے پیائے کہ کس تمام
 جس میں لیکے حیارہ کسی لے اکھڑاں ملنا
 علوہ گریا مراد نہ کہاں ہے کہ میں
 کچھ علاج ان کا بھی لے تیتہ گراں ہے کہ میں
 ہوائے ابر ہو ساقی ہو اور دہا ہو
 رمانے رہ چھپے رار عشق رسوا ہو
 چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہر رداغ
 ایسا ہی تو فریختہ ہووے عدا کرے
 دودیں کی زندگی میں اب کوئی کیا کرے
 رام بچے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
 تیرے قدم کو جھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے
 سودا جو مختب ہو تو راہ کو حرکت کرے
 ہوں گراں میں نہ مابین لو گیا آرام سے گرے
 کس لطف کی امید یہ نہ حور سہوں میں
 ہر ایک تجھے آکے سٹاما ہی کہوں میں

کس مہ سے پھر تو آئی کہتا ہر عسقا
اے رویا تھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
کس گلی دیکھ کے میں آس کو پکارا نہ کیا
مڑ کے ٹک دیکھنے کا رنگ گوارا نہ کیا
کسی کا دیں کیا حق سے کسی کی دیا
سب کا سب کچھ کیا ہر چکر ہمارا نہ کیا
نہ کچھ لے نہ دے ہاں دلوں کو یاں سودا کا دل اٹکا

اسیرا تو اں ہی رہے نہ دے رکھ کر کو جھٹکا
میرے رہ برق حار استیاں لینے سے کتنا ہوں

اڑ گنا دھتھیاں ہو کر حویاں داس ترا اٹکا

موج آتن ہے سل آنکھوں میں
تسا داس دل کا آملہ بیوٹا
نہ جا تیری حتم کا مارا
نہ تری رلف کا سدھا چھوٹا
مادا ہو کوئی ظالم ترا اگر ساں گیر
مرے لہو کو تو داس سے دھو ہوا سو ہوا
ترا جی مجھ سے نہیں ملتا مراحہ رہ نہیں سکتا
عص ایسی مصیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
سودا سے یوں کہا میں دل اس قدر کوٹھا
کے لگا کہ ماداں کیا یو جھینسا ہے ہوا
تیرے کویجے سے حوں آپ کو چلتے دیکھا
کسی کی تیس سے نہ اس طرح سکتے دیکھا
سو جی تدرہ تقدیر کو ہلائے کی
تو مجھے قتل پر عاس کے چلتے دیکھا
دل مت ٹیک نظر سے کہ یا یا نہ جائے گا
حوں اتک پھر میں سے اٹھایا نہ جائے گا
درست ہو ماعاں کہ مارا دیکھ لیں جمن
جائے ہیں داں جہاں سے پھر آیا نہ جائے گا
جی مرا مجھے نہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤ گنا
ہاتھ سے دل کے ترے اب میں کل جاؤ گنا
قطرہ انگ ہوں پیارے مرے نظارے سے
کیوں جھا ہوتے ہو بل مالتے ڈھل جاؤ گنا
جھیرٹ ما دباری کہ میں حوں کہت گل
یہاں گر کیڑے ابھی گھر سے کل جاؤ گنا
اس حرا بی سے تو مت جھکو نکال اب گھر سے
تو کہے آج کل میں کہوں کل جاؤ گنا
کیوں اسیری پر مری صیدا کو تھا اصطراب
کیا قفس آما دہو گئے کون سے گلشن خراب

مری آنکھوں میں تو رہتا ہی محکوکوں لانا ہی
 عیاں ہر شوق تلے کامرے مانے کے کا عرس
 آنکے بھی دہن ہمارے کو یہی بیٹے گئے
 پوچھے ہی بھول دھیل کی حراب تو عدلسا
 گل بھیکے ہی سالم کی طرف ملکہ قمر بھی
 تصور میں ترے کہیو صا اس لانا سے
 ڈرتے ڈرتے ترے کو یہی میں جو آتا ہوں
 نہ تلفت نہ مروب نہ محنت نہ وفا
 سوچوں ہوں اے تیں حوں سخی رفتہ رما
 کیا اتناک مرا ماؤں تلک ڈھلتا ہے
 اے عینجہ دہیں ہیارے ٹک ہسکر لول
 میر سورسہ اللہ تعالیٰ شعلہ عالم سور و گوہر گیتی امر و محمد میر المتخلص بہ سوز
 عشیہ سے قتال و درویش کمال، مٹی لے لطر و خوشبوں دل یریر، ستاعتیں یاب
 و سحر سحر راں داں، مجلس لیش و انشدی قصر مطرقت درعات ملدی، نگارستہ تیش
 جوں گلش حس و لہراں تارہ و گلہائے لطمش در کثرت جوں سماہ عم نے ادا زہ، فصاحت
 جوں حس حواں عالمگیر و حصائلت جوں حمیارہ مار محوایں دلیریر، معطر قلم و تیریں قلم
 رسعات مدا و قلمش اردو رماے اعرار گلکب عسراستس اردو نشان اعمار رسالہ در علوم
 تیرا مداری رسل تذکرہ جوں تیر در رستی کمال قوت در مدائن سخن ادا حۃ و خود چوں
 کماں ا۔ مدرگی آفاق گوشتہ لشنی ساحۃ در عمد خود ارحلہ ادا مدائن متار، طرار داثہ
 بیک دوست و حواہل استعارتس اردو رماں او سکوست، اردو اداستس حیاں حوت یماید
 کہ در گشت می آید، مردست متواضع و متوکل قابل دوست و جوہر شناس، اس سید

سمجھ کر دیکھ لو اپا بھی کوئی گھر ڈالتا ہے
 کہ حب کھوے ہی لو اس کو تو ڈیٹا ہی ماسے
 ہر بھر گل آٹکے بہ سخی تم بھلے گئے
 ٹوٹے چھڑے حوال ہوئے یہو لے بھلے گئے
 لے جاہ راندا بہ چیں کچھ تو ادھر بھی
 گلے لگ لگ میں رویا رات تصور بہا لے سے
 صد جائف کی طرح رو تھکا جاتا ہوں
 سادگی دیکھ کہ اس پر بھی لگا جاتا ہوں
 گاہے گاہے اگر آں میں آ جاتا ہوں
 سرک کا ترے قدم تلے رُ لتا ہے
 کیا دل ہے مرا تو کہ کھل کھلتا ہے

حد اچالے کہ کیا کیا صورتیں اس خاک میں گڑنا
 ترٹیں یہ مرغِ قلعہ مس آتی ہے اس
 یہ عارضِ گل ہو دیکھئے صبر سرہ بھی کہتے ہو
 محاطِ تم لطفِ حال ہم دلوں کے ہونے ہو
 میاں ہم تو مسماں ہیں عارضی کہتے ڈرتے ہیں
 کیدھر گئے دوستی وہ راہ وہ ہوا اس
 اک دھج ہے کہ وہ تہری آفتِ ہی عصب ہے
 حوں داسِ حد اچالے کو حسے نہ لب ہے
 جلوہ گرو، ہی حورِ ستید کا ہر مرد کے ماتہ

ہو رائیہ گرد اس غم سے ہے نہ ملتا ہے
 ماوک لے تیرے صید نہ چھوڑا رہا ہے میں
 منڈا کر حط تم ایسے حق میں کیوں کانٹوں کو تو تے
 رقتے میں ہوں یہ آسماں کسٹانِ دو قال
 حلوں کا ہے جو حکو صم کر مایہ کرتے ہیں
 کس کس طرح کی دیکھیں اس مانع کی نصایا
 صورت میں تو کہتا ہیں ایسا کوئی ک ہے
 کہتے ہیں جسے عشق وہ کیا چیرے سودا
 ماں نہ درہ ہی جھمکتا ہے نقطہ گرد کے ماتہ

مٹھا اک شعریہ پڑھتا تھا میٹ درد کے ستا
 ہو گئی جاں ہوا اک لفسِ سر کے ستا
 بھڑا دے تم ہیں مرے مہرے عیال ہیں تو ہیں
 سودا تو ہو دے تہ کہ جس آس میں ہو
 گر محکے میں قاصی کے تو رو رو ہو
 جوتے کوہ سے تیر تو تیر سے صنم ہوتے
 حمر کس حال دلیہ کے اس دم کا تم ہم ہوتے
 ہر گولا طوق ہر موع ہوا رکھ رہے
 نہ اگر عرج ہے تو ظالم اسے کہا کہتے ہیں
 رو دیا اس نے اور اتنا ہیں کہا کہتے ہیں

سحدم آج جس میں لب ہو سودا
 دل کو جا ہاتھ کا حالی کرے ماسدِ حیا
 کہے ہے محکو جو راہ کہ تحکو دیں تو ہیں
 اس لیل کو دیکے لوں وہاں نہ کھو نہ ہو
 قصہ تو حسنِ عشق کا بچتا ہے دل کے بچ
 تنزل میں بھی ہم ہر گر زرتی سے نہ کم ہوتے
 ہوا ہو گیا کیا کیا مژدہ رمور و لطف کا
 خاک پر بھی تیرے دیوانے کے نہ تدر ہے
 تو نے سودا کے تعلق قتل کیا کہتے ہیں
 جس نے بوجھا کہ دل جو جس ہی کس دنیا میں

حاک سے میری جھٹکتا ہی کھڑا داماں ہو
 یرہ آیا تو اسی صد سے مار
 حتیٰ ہی عدسے تو اب تک ہر ارجیف
 گھرا دیا نہ لے دل نا کردہ کار حسب
 کیوں نہ مگی حل ہی کیا تو لے حواس میں
 دریا کی سیر ہے تو تباہتا ہے
 کچھ ہیں معلوم مار سور ہے ماسا زہے
 لے یر وانی میں جس کی عرش تک برداشت
 بر صبح ہی قسم یہ قسم تمام کچھ نہیں
 اسکھتے یہ دل حلقے ہوئے ایک دم کہیں
 ادیبہ ہی مجھے نہ نکل جائے دم کہیں
 حائے حمار مچھا ہے ابھی دستار کو
 خوش کھا کھا دل میں تباہی داؤدہ گلرنگ ہو
 کس طرح بہتے ہوئے تخت جگر دکھیں تو
 ہوشتل آجائیں کلا تیری اگر دکھیں تو
 سخت دل آج تمھارا بھی ہسر دکھیں تو
 اسے فلک ہر حد اوصیت آہے گاہے

اب بھی ملے ہو دستور کہ گاہے گاہے
 یوں تار تار سے حقا سیرا ہے گاہے
 ہے صد ہیماں اسے نکیر شرط ہی
 رہا رنگ لبیل تصویر شرط ہی

کم میں ہوتا عسارِ خاطر حاماں ہو
 عم سے نیرے ہوا یہ سورہ گدا ر
 لوں گھپ رہا ہی گل کے کیلچے میں خا صیف
 صورت کو دیکھتے ہی گئے ہاتھ ماڈوں بیول
 دیکھا تو کچھ نہ آکے ہماں حسراب میں
 یری میں عسر گر یہ بھلا اور کیا ہے سور
 متل نے ہر اتخاں میں درد کی آوار ہے
 اس دستہ تکلی یہ کھو یا ہی کتنا ہر سور
 اُمید وصلِ طرح عام کچھ نہیں
 ملل کہیں تنگ کہیں درہم کس
 گواہِ مصل یوں ہی آتی رہی سور
 ٹٹھ جائے سورہ دو دو قرطے لیں ایکجا
 سورہ گردن سے عم گردوں کی مت دنگستہ
 کس طرح روتے ہوئے دیدہ تر دکھیں تو
 خوش تو ہوتا ہی کلا دیکھنے سٹ کی عالم
 نوکِ فرگاں نہ تو آٹا و جھک کر پیارے
 یرں تو نکلی نہ مرے دل کی آیا ہے گاہے

ایکے سور سے لوجھا کہ صم سے لے
 دیکھ کر نہ کو گھڑی ایک میں بھر کر دم سرد
 اس تنگ قتا میں تو نہ تاحر شرط ہی
 جس گلشن ہماں میں کہ صیاد کا ہو خوف

صیا الدین ساری ارادہ قطب عالم گجراتی، رفیق سیر کرم می درمیدوار کلام سدہ مخطوط
حق تعالیٰ سیر سلامت ماکرامت دارد۔ سوز و ام الفضالہ ۵

بس کس کے ہاتھ لکھ بیچوں یہاں صلہ سلام آیا
دل کے ہاتھوں بٹ حرا ہوا
حق کو مت دیکھتے تھے اب اُن کا
یاروں دُور حاسے اللہ
سوز کچھ مہ سائے آتا ہے
کسی نے روم کی قسمت میں کوئی تاملے آیا
صلہ میری در یہ کچھ بیجا سر کی سی حد اعلیٰ
اہل اماں سوز کو کہتے ہیں کار ہو گیا
کبھی ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
بعیر از عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا
وہ میرے نام سے میرا رہی ملے کے کیا معنی
کہاں پر اور کہاں ادیشہ ٹوس کمار ہکا
عم تو کہتا ہے کہ میں شکو شاخاؤں گا
مجھ سے مت جی کو لگاؤ کہ ہیں رہے کا
سرا ریتا مائی اب تک سرل ہیں یا تا
دور سے دیکھتے ہی سوز کی شکل

مجھے تو ہوں جاتا ہر ترے دھڑکے سے نام آیا
حل گیا تھ گیا کما ہوا
دکھا ہیں جیساں دغواب ہوا
کیا رمالے کا القلاب ہوا
آج حشرے کا بھر حوا ہوا
ہیں کچھ لے نہ آیا ایک ترا نام لے آما
لوید وصل ہے یا ہجر کا بیجا م لے آیا
آہ یارب راد دل ان پر بھی طاہر ہو گیا
جو تم سے متاں ہو گا سوا اللہ کرے گا
ترطیجے کے سوا آرام مجھ سے ہو نہیں سکتا
نہ صاحب وصل کا بیجا م مجھ سے ہو نہیں سکتا
نہ لٹائی جیساں حام مجھ سے ہو نہیں سکتا
پر میری حال ترے عم کو میں کھا جاؤں گا
میں مسافر ہوں کوئی دای کو ہلا جاؤں گا
کہاں ستر بچھاؤں میں کسی کا دل میں یا تا
کسا بجا کا ہے وہ مستتاب ستاب

سنے ہی مہ میرا مالو صاحب

آئیے کچھ تو دے ہمار کی حیر

بھیجو حیریم اشکار کی حیر

ایک لوسہ تو شکو دو صاحب

ناہتے ہیں ہم ایسے یار کی حیر

اگر کہتا ہے مارا مار مجھے

رہ کے تیروں میں کیسا ماکر دھسی ما آئی ہاتھ ہوں ستارے کے خشک
اب کے دل میں ہے کہ گوہر روئے ہوں سرا سراسر آب دکھلائے کے خشک
کہوں اک مات میں تجھوں اگر جی کی اماں ماؤں مجھے قرمان مجھے دے تے قراں ہو جاؤں

رباعی

جو میرے عدد تھے اُس سے تو یار ہوا مجھے لڑے کو اب لو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے دل میں یہی آتا ہے اعدا تو مجھ سے اسیرا ہوا
اکثر استعارے میرے سوز و مرار دینے سودا دردِ یوں مہرماں حال مافہ میتوداں جہت
استعار اور آغلی بکروم ایچہ دوسہ دوستم رہاں اکٹھا کردم

سلک متاخرین | میرا دگار علی سید تخلص تھے است اسادات ہمارے یار
کہ مشہور صلح موات ست طبع موروں دارد و دریاں دمار عر رہر کسے ست سلامت
ماست از دوست

حد کے واسطے صیاد تہ کراتی دام ایما کہ گلشن سے لیا ہے تو سے خاطر خواہ کام ایما
ستورستیں باقی ہیں دل میں تسیر آتی ہو ہمار دیکھئے کہا کیا تنگوئے اس کے لاتی ہو ہمار
کہ اب آمد کریں وصل کی مرتے مرتے عمر تو کٹ گئی رکھ ہجر کے لھرتے لھرتے
میر سلیم التخلص یہ سلیم مردیت سلیم لطیف، اس کا کمال عظیم اما تجارت میثہ خوش امدیت
سدہ ورا مددہ برائی دیگران سدہ کہ گاہ گاہ ہے فکر حل ہی نماید والاطر را درست

میں ساد سلامت ماتد از دوست

پڑھائے عشق سے حب ہم کو کتے علم مستی کے مرتباں ہو گئے اوراق سب یوں ہستی کے
ہوئی معلوم لو بہ حوٰں دل کے خوش سے محکو کہ رحم تارہ پیچے گا کسی نو دوست سے محکو
سرا ب سجدی سے کہا کھی تھی تیغ قاتل کی کہ رحم آس کائے ہاتا ہی ہر دم ہوش سے محکو

ما تم سرا اس صورتِ دل گیر شرط ہی
صدقے ہیں ماں بوجھ ٹھکانے کو عشق ہی
یراس میں سوز ترے سہاے کو عشق ہی
دور کے بھی دیکھے سے ہم گئے
محکومتِ کل ہی لکن تنکو سہا سہا ہے
ٹپک دل کو مرے ڈھوٹ پو تو دل میں کسی نے

اس اب حدائی ہو جو ظالم وہ سحرے
اس دم کی تمنا ہے جو تجھ یاس گرے
لے یاد دوست محکوپے مہا حرام عام
حسں لوں کی دکھی تو کر مہا عام عام

رو دیں کیوں کر نہ گھر گئے ہم
کچھ سینکے ترا مکر گئے ہم
اسے عرصے سے ڈر گئے ہم
مگر صورت کو تیری دیکھا اور واہ کہا
اس گردیں فلک سے نہ ماہر کل سکے
تھی حتم ڈیڈائی یرا سوہ ڈھل سکے
لاڈالی یاہ کی سرکار ہے

یل میں سارا حماں دیکھ لیا
ہاں مرے مہراں دیکھ لیا
کو بیجے کب ہوتے ہیں سہاے کے خشک
ہونٹ تو ہی ہنگے سہاے کے خشک

ہاں مثل گل تنگمہ ہو عیجہ ساں حموش
یوں یو جیسا کہ سج ہے ملائے کو عشق ہی
دل حادہ جدا ہی جدا لا ترک ہی
اشکِ حوں آنکھوں میں آکر جم گئے
یاس اگر دیکھا تیرا ٹڑا راں ہے
اے کمیتِ گلِ حاتو محفل میں کسی کے
سما کر آئیے سترامِ حرے

حوں حصر ہو بس عمر اد کی ہیں محکو
یتیا ہوں یاد دوست میں ہر صبح و تمام
نئے وقتِ سحرِ منظرِ کلمہ سوز سے

امدود سے ترے مر گئے ہم
کاسے کو تو گھور ماہے طالم
س لیں آنکھیں نکال مت واہ
راں سے ہو سکے کد لرا تیری تاکہا
یرکار کی رو بس ہرے ہم جسے چل سکے
رو ماہی تھم گیا ترے عرصے کے خوف سے
دل کی قدر و سرب ماں کچھ ہس

ہم نے کوں د مکاں دیکھ لیا
میتھی کے لئے ہی ہستی ہے
اشکِ کب ہوں تیرے متاے کے خشک
چوری چوری ترے مہ متاہ لگا

خود کو کر دایع دل سپا یک کیے تو حاری دیدہ مہاک کیے
حلا حواتش غم سے سرا یا علاج آس کا پھرا کیا مال کیے

حرف اشین

احوال متقدین | شعور دکھی شعور تخلص، اریں شعر شعور او طاہرست ۵
مرسات میں نہ دیکھا نظر کھڑا آفتاب ریش ہی یہ کہ عاشق ہوا تجھ پر آفتاب
ساہ قلی حال ستا ہی تخلص ارسا کاں بھاگ مگر نود دستے رتوں لگو کر ہی ماستا ہی
در لہدہ حیدر آنا دسری رو آحر مہرب مدی تانا شاہ معرر گردید ریشتر مہرب میگت

در ولایت ہندوستان دست دست می آورد دغمر اسد لہ ۵
لہا تمہنکا غیر سے کوئی محوٹ کوئی سج چھ کے کس کس کا مومہ مودوں سج کوئی کچھ کے کوئی بچے
احوال متوسطین | محمدت کرشنا کر تخلص اریا راں محمد علی حتمت در علم نجوم ماہر لود
طع مورد یں داشت فکر سج حالی اردو میت از دست ۵

کیا پوچھے ہے حال مللوں کا حواں یہ گر رنی ہے گر رے
گلہیں تجھے کیا تری بلا سے گل توڑ کے تو تو گو دھڑے
حکیم یا علی شفا تخلص در ہماں رہاں لود گاہ گاہ دوسہ ریحہ میر میگت در طبابت
دست تعداد انت حداسن یا مرد از دست ۵

حوں ڈاک کے دیئے سے دوا کھلے ہی باتوت جیکا ہی رنگ یاں سے حور ترے لبوں کا
شاعل تخلص در عہد محمد شاہ ماستا لود شاگرد میاں بسمل کہ سانق بریں
گرت استے و مصرع مورد میکرد حداسن یا مرد از دست ۵

حالی میں ہی اس سے تری فکر دلف دُرح شاعل کو روز و شب ہی ترا دکر دلف دُرح
شاعر یں شوق میاں جس علی التخلص بہ شوق مرد سیا ہی بیتہ صاحب دیواں ار

سیلم اس سیکسی سے ہائے روبرو اکھاتا ہوں کہ رو دینگے لگا مکر نکیر آغوش سے نکلے

از افرامیاں جہاں نواب احمد علی خاں ولد افتخار الدولہ بہادر مرزا علی خاں داماد
خطبات شوک جنگ المخلص بہ سوزاں حوالے ست درجہ سچی نگاہ و درہم و درایت
ارسطوے رمار در وقتیکہ میر صیاسلہ اسد بہراہ آں مکو صال بود گاہ گاہے اسب کمر
درمدان عمل حوالاں می مودا خال بدستہ تند کہ راضی ماں طرف مسیحی تعالیٰ
آں سرود موردن را در گلستاں جہاں سرسردار ارادے

رہس کہ دکر ترا گم ستب ماں میں رہا طلیق جگر میں رہی اصطاب خاں میں رہا
اگر یہ کہے ہی بیچے تو کہا ہوا اسے تیغ ماں تو دل میں رہے اور دل ماں میں رہا
قد میں یوسف کو جاواہ یوہی جاسیئے حب کی لوے رلیجا یاہ یوہی جاسیئے
مت دل لگا توں سے کہے یہ خاکسی کے ہر گر ہوئے نہ ہو گئے نہ ہستما کسی کے
مونی ہے کاشمکہ اس ہستہ دوستی میں اساکسی کو کیجے ہو رہے اسکی کے

رماعی

حالے سے نہ لوجہ اس کے کسی گری دشتن یہ نہ گرے ہم یہ حسی گری
حوں درگ کا وقت گزے متایر ہے یہ رست ہماری ساری اسی گری
میاں سکندر عرف گھیسار مرثیہ گوئیں متا حریں ست اکثر در راں یورنی ویحانی
و مارواری مرثیہ گفہ و سیار مرثیہ گفہ و در قفہ حوالی و عرف کتی سرماہرست - کہ قصہ
ملاح و ماہی و مادتاہ دل حوالاں سارائے تاب لطم عمودہ بہت اگر علم مدارد لکین سرکلام اد
حائے انگشت میت حوں ماہم مردم خوش طبعی دار و دتراب میخورد و در نظر لے ہا
سک میماہد عرص مرد رمدہ دے سب گاہ گاہ لطرہ قدیم شتر میگوید - طلعس نائل ابہام
لسیار بہت سلاماں باشد از دست سے

اے گنہگار جرح ہاتھوں سے ترے اور ابرق تہاں تمام اسٹر دیکھے
احوال متاخرین | مرگلو سلسلہ اللہ تعالیٰ المتخلص یہ شاعر اور افرامان و حویثاں
 خواہ میر درد و دام اتصالہ، خواہ سب کمال صلاحیت آراستہ و علم و عمل پیراستہ
 اہل دل، مصنف، متواضع، مودب، سرگ و درگ راہ، فکر عالیت رسا و سعی سواست
 خواہ سما، دیواں ریختہ مرت کردہ و میتر راعناات بطور میر سوز و غما گئے ہمراہ میاں الم
 در فیض آما دآمدہ بود سدا و ناتی سدا است، حد است سلامت دارد سے

یہیں مارب حرا صلا ہیں ہے	کہ بیدائش میں دل ہی باہیں ہے
تجھے حب سے صم دیکھا کئے کیا	حدایر علم ہے سدا ہیں ہے
تری رلف آل اچھی سے مراد دل	کسی سے آج تک اچھا ہیں ہے
بیع گمہ لگا ٹاک اور رجم دل نگا ریر	آہ ہیں یہ واہ ہے تیرے ہر ایک داریر
نمارا دل لٹے جاتا ہی وہ جو حواری کیا کئے	سواے صر کچھ چاہیں مایا ر کیا کئے
گر ساں بھاڑ کر کدھر بکھا دیں ہم لے جنت	ہوئی ہے رنگی مانن گئے کا بار کیا کئے
وہ سو جاتا ہے جھوٹی موٹھی بھی سر کر ہیں ستا	حقیقت اسی اے شخص سے اظہار کیا کئے
مثل متہور ہے شاعر کو سوتے کو جگاتے ہیں	جو کوئی جاگتا ہو دے اے بیدار کیا کئے
ہم دیکھتے ہیں یوں کسے لے یا رہاں میں	انک تو ہی تو اس مات کے قابل لڑا آیا
دستے تو دما آہ دل ایسا تجھے، لیکن	حصا بھی پھر اس میں ہیں متکل لڑا آیا
گر کما ٹاک بھی میرا کئے گا	پھر حوی جا ہے کہا کئے گا
عویں لاکھ چاہے یہ ہمیں	ایک گرو وعدہ وفا کئے گا
ٹاک بھی گر ہیں جس کئے گا	پھر ہیں ہمیں یقین کئے گا
ایسے مطلب کی کئے جائیگے ہم	گر جیہ سوار ہیں کئے گا
تکرار ہو حو ظلم و ستم کی تو کیا مرا	ظالم تھی ہے لطف کہ ہر دم ہی رہے

تنگر داں سراج الدین علی خاں آرزو مدتی در سرکار لوہا عباد الملک عاری الدین علی
 وسیلہ سیگر کی سرسردہ الحال معلوم ہوتی کہ کچھ شاعرانہ لہجہ اس وقت
 سرکار کلاش ہو رہا تھا اکثر ایں عمل اور لہجہ سراہاں ہندو ہر دیا ر مہوا س مسہور است
 سلامت باد ۵

ہر عرصہ اسی ہیں مار کے ٹھکانے سے
 میں ہوں محوار و حرمان میں بادہ پرست
 مدت سے یہ سخت درمیاں ہے
 اگر قاصد رسے کو جسے سے ٹھکانے آویگا
 میں ایسی کم رمانی سے عریاں گرہیں کرتا ہوں
 ماتم میں میرے کوئی نہ رہتا تو تم میں
 آج کا خط بھی نہ تیرا تھا یا اک ماہ ہے
 ٹھیکگی آتیں دل ہمے حاکم تھا مار آئی
 کیا کیا ستم نہ تھے کہ کئے جستم یارے
 آج ہی کو تو ستر وعدہ عطا ہے کل کا
 تیری حفا اٹھاوے ماحور آسماں کا
 حط مرا پڑ سکے نہ جواب دیا
 تو نے جس میں اس کو اکھیں دکھائیاں ہیں
 گر عاشقی کرو تو معلوم ہو حقیقت
 سستے ہی ہیں یہ تیرے گمراہ کسی کی

اور کچھ کام ہیں کچھ دست خانے سے
 جی ہی مخطوط مرا اگر دست خانے سے
 یہ علم ہیں کس کس کہاں ہے
 تو یارے دیکھو میر تو کہ میرا جی ہی حاکم
 لب رحوں سے قاتل کا ادائے تنگ کرتا ہوں
 ترس نہ میری شمع کا ہوا سہمی کم ہنس
 ہو چکی آج ہمارا اور اب ہنس آغا ہے
 ہوائے ارے دہنی دے یہ آگ ٹھکانے
 جو سختیاں تھیں ٹھکانے راما دکھا چکا
 حوں طفل اتک میں تو ہماں ہوں کوئی مل کا
 انصاف کر تو ایسا تھر ہے دل کہاں کا
 ماتم تنوں کا جواب ہمیں
 رگسے تھے تو ہی اکھیں چرائیاں ہیں
 اے ماضی تھیں تو ماتم میں آئیاں ہیں
 ان ساتھ کئے کس طرح اسد کسی کی

رباعی

اس دور میں بدتماش اکثر دیکھے
 تھے وہ جو علام ماحر برسر دیکھے

راب کیا ہو گیا تباہ کن مفتح
 حاکم کھلی آنکھ ہے روتے دہلا
 عمر سے ملے کو کس گوہ منع
 دل میں مہارے رجا جاہئے
 یار کا مالوس میں دور کچھ
 اسے تیس حاکم ہوا جاہئے

حرف الصاد

احوال تغذیہ | صبا بی، بکھل، احمد آبادی ست ازوست
 ررے ہو آسانی ررے ملے ہو
 ررے تو ہو عدائی دماں جو رہا
ملک متوسطین | صفدری، بکھل، گرتہ است ازوست
 سرخاں برس لی کے رگ بھدا دیکھو
 تنوع کا فوری یہ یہ فانس میا دیکھو
 نور حدیقہ محمدی دکل بوستان جعفری سلامہ دودماں مرتضوی مصطفوی میر
 جعفر حان اس مرتضیٰ حان دل میر سید محمد قادری نور احمد مرتضیٰ صادق بکھل، حوائے نو
 کمال حوی و فصاحت و بلاغت و صلاح و تقویٰ درس ساعی متعدد و طالب علم حد
 طبع لغایت بیت و لکھتس ہایت میں بہارستان جعفری کتابے ارتضیات اور
 اصلق اسرا بھان آما دست ارمالہ یرم دی، رگا و حدارست مرشد محمد، اوکھا
 بکھل دم ہرماہ می شد، مردم سیار می آمدند و قوالان منخواندند و صوفیاں ہوجید
 می آمدند۔ ارجیہ سے تنہا مینود کہ نہ رحمت الہی وصل گشتہ ہماں حادوں است
 غفر اللہ لہ

فصل کے شورے عاقل سمی دیو ایسے کئے
 یوں نہیں غیر شراب اور مثال رگس
 لوح پر رلف گے مارے کے لکھا دیکھا تھا
 دل پر یہ یا کما ہے کوئی
 تیج بھی جائے آج تو رہا ہے
 ہم نہیں دیکھتے ہی ہاتھ میں پیالہ
 موئے بھی لہرہ کئے اے ترکاٹا ہے
 عاشقی بھی حداب ہے کوئی

میر فتح علی تخلص یہ شیدا ارسا کماں موتیں آمادہ سبیر خواہد میر سولہ
جوائے نکما، اخلاق متواضع، مؤدب، ارتاگرداں مرزا بیچ سو واملہ اللہ تعالیٰ
سیاہی یشہ است مدہ اور ایک درتہ ہمراہ میاں آفرین دیدہ اس طلق ملد افتادہ
ار کا کشت لوتے درد مدی طاہرست ۵

وہ صورتیں آہی کس ملک لٹیاں ہیں اب دیکھئے کون سے آکھیں رستیاں ہیں
آئے تھے کیوں عدم سے کیا کرچے جہاں ہیں نہ مرگ و دلست، و لو آئیں میں ہستیاں ہیں
لالہ خوشوقت رائے، تناداب تخلص، مولد او چاند نور مدیہ ست، متی است
نتر خوب می نویس، درجہ ہاں خود باعار و اکرام لسمی سرد، حدائق مدہ دارد ۵
دیکھئے اس کے منہ یہ رلف سے نام کے تھیں کما ریت می ہے کمرے اسلام کے تھیں
واقعی این کافر مصوے خوب یا مہ است کہ کمرارومی دارد ولہ ۵

لس موکل تھا تو دل راز کے تھیں اسے کاشت موت ہوئے ہمارے تھیں
حت تا کتب کام مرگاں سے تو ارد مت چڑھا تیرے ہوئے بھی کھینچے ہر کوئی تلوار کو
میر محمدی شرف تخلص، رادرادہ نواب حاں دوران مرحوم، مدہ مدیدہ
لیکن اکثر ارماں یاراں تنیدہ کہ طبع جوئے دارد دسار رک ست متیر لطور ناصر علی
مردا حلال اسیر ریجہ میگوید حالا درتا ہماں آمادہ است ۵

عکس ہے کس مدحیں کا دنتیں آئینہ ہمگ کنگ دری ہے سر میں آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہی عزت و کرسی سے بلند حلوہ گر ہے آساں ریر میں آئینہ
میر محمد شفیع سلمہ اللہ تھیں است محمیع اخلاق و منبع استعاق، عاتق رینتہ گویاں
درب جمع نمودن اسرار و بس طلق یویاں، نامیر و مردادمان قائم کما صحت داشتہ
احال بہ لکھنؤ در عالم تجرد لسمی برد و امونی سب گاہے مک دوسہ سے خود ہم میگوید
خدا لیش سلامت دارد از دوست ۵

شعر در دست بر حکمات حق است راست و راست و عشق سزا زیت، اکثر و نال
 زمین شکایت، گشت و اعطای مصلحت را در بدست مقبول، باشت بکار دوست و پیش
 ارشاد جهان آباد، از حیات ادب عظم آما، بقامت، ارباب اسرار و کتاب راست اطلاق
 بدر کم و بیش حسرتیں می باشد سنده ام کہ او ہم فکر تعریفیکہ، نکل ما حال سنده ام
 اکثر ساعان آل دمار اصداح سخن از سر موصوف می گزیدہ ہم استفادہ سخن
 اراں بر رگوار حاصل نموده استناد فقیر مؤلف کتاب ہاں است غصہ کہ بچیں آتشائے
 درست در آستائی مدیدہ و سنده، متواضع انوار، اہل دل، مصنف مراح، درد
 ارہر کہ شعر بر در و سندنہ خطوط سندنہ و گزینند، دیوانست ترتیب سافۃ است، تصنیف
 ہجو و مثنوی و رباعی کم گشتہ منتشر، لیات اراں مشہور است، حد سلامت، با کرم ت دارد
 جمع کر کے درد سارے تو نے پیدا دل کا کہ تولے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
 کام آساں مجھ بقالے مرے مشکل کیا
 آہ بہ عجب تو کچھ کھلتے ہی کھلاے لگا
 عشق ہم کو کبھی وہی اک کام فرمائے لگا
 اب خبر بھی بھننے سے ہم کو ترسانے لگا
 اُس کے کوسے میں ضیا لواج پھر جانے لگا
 اُس نے کوسے کو ترے سلا کے ٹیپے رو دیا
 مر گیا بیتاب ہو ماروتے روتے سو گیا
 کوئی حسرت سے پھر پھر دیکھ ادھر رہنا جاتا تھا
 کبھی دل تھا تو میں بھی رو رو اک رہا ہاتا تھا
 ہاتھ سے ترے ضیا کس گل کا دامن چھٹ گیا
 کیا تانی بھڑک گئے ہیں ہم

کام نہ سے جی نکلتا تو وہ ٹپک بھر و کھتا
 ماڈھی کھائی نہ تھی دل سے کہ مر جانے لگا
 قیس دیوانہ ہو اور کو کہیں جس سے ہوا
 اک نہ وہ تھا کہ رو رو شب ہے تھایاں ہائے
 کل کی رسوائی تجھے کہا کم نہ تھی اے مگ حلق
 میں نے کل کوچھا ضیا سے دل کو کدھر کھو دیا
 دیکھو لے دو سناں جیجا ضیا کیوں ہو گیا
 ضیا ہو کون کا مالوں ترے گھر میں آتا تھا
 برس لے اربقا پاس ہے تو اب تیری ماری ہو
 کیوں گریساں و مدد کرتا ہی ابا جاک تو
 آہ کرتے دھک گئے ہیں ہم

سرم سے نام تو نہیں یقیناً یہ ہمارا حطاب ہے کوئی
 محکو قدرت بھی حد کی نظر آتی ہے بڑی تیری سستے ہیں وہ ماتش کہ کسی کی نہ ہیں
 ہم اگر جہنم رہے بھی تو بھلا کیا حاصل دیکھتے ہیں کہ تری ہم سے وہ انکھیں رہیں

صبا بر تخلص کسے گرت تہ بہت ارسلک متوسطین، سرسری میگوید کلاشت
 یہ حیثیگی رسدہ اسب از دست ہے
 مار اس طرح کما کہ ادا کو ہوئی خسر حور اس طرح کما کہ حاکو ہوئی خسر
 صبا برے ابے یار کے ماؤں یہ سر کو دھر حی اس طرح دیا کہ قصا کو ہوئی حصر
 مارے عالم میں حوڑا تھا شوح میری قسمت میں وہ دھرا تھا شوح
 مر محمد علی صبر تخلص، ارسلک متاخرین ست، میتر مرثیہ میگوید، ار
 متوسلان سی حام صاحبہ ما وجود کہ او ہم درمیں آتا دیاست لیکن مدہ اورا مدیدہ و
 بہ اشعارش تندہ مگر مرثیہ، حدیث سلامت دارد ہے

گو کہ دل سے مجھ نہ سر کیا میں بھی دل دیکے اس کو صبر کیا
 عجم ہجر صم میں رات دل کی سقراری سے نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر نگاہ دراری سے
 فردن تجھ سا کوئی اے صبر دیاں ہو دیا رس میں گڑ گیا آخر تو ایسی حاکساری سے

حرف الضاد

دریں فصل کے از قدما بنظر نیامدہ مگر درسلک متوسطین - سر آسمان سادہ
 گوہر بشارت و کاسے وے کمال ضبا و ہائے اور رہایت ہما المتخلص بہ ضیا
 بدلیت از سیہر کمال و صدلیت از مجلس حلال، تمعیب یز ضبا و عاتقہ بہت با صفا
 طبع عالیشان بلند دل و عاشق گزار و دہم مدطرش ماما لطر مولا بالنسبتی عرصہ

خوں تدم مردیک دیدم ارتھس ہا بے
یکرے میسوت ماوے حد دایع حسرتے

ضیا

سب اُبد اپنی کر حصول گئے
اک ترے درے ہم ملول گئے
بھول کر بھی کبھی نہ یاد کیا
ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے
مرکہ محروم لو سے سو ہیں قاتل کہ مرتے ہیں
جو ماگے سو اُسے دتے ہیں جس کو قتل کرتے ہیں
ملا دے آج حشر ہم کو قاتل تہہ حاتے ہیں
جو کوئی مرتا ہو اُس کی حلق میں مانی جوتے ہیں
نہ ماتم کس دوائے کا ہو یارب آج صحرا میں
کہ سلیں دتی پھرتی ہیں گولے خاک اُڑاتے ہیں
برعکس دھیں آئیں اس کے پاس کی
تا دہی ہو تا تیرا دل کے چاہے کی
جلدی ضیا حسرتے آتی ہے تجھ حسرتے
آوار ما تو اس سی دل کے کراہے کی
ردوس ہم رموں کو کیا ہے دلوں کے پھر ہیں
تمج محل تھے حوکل سودا کہ کے اٹھیر ہیں
کل جو تو گلست میں اکو پھر جس سے ڈر گیا
جیکے لگ گئی مللوں کو رنگ گل کا اُڑ گیا
ایکے ڈنکڑے ہو واضح تو تو سیدوے چاک تو
ٹھک آہ بھل نہ کہیں دل تھک ٹڑے
ترے ضیا کا حال میں پوچھا تھا تمج سے
کسی کام لے کوئی عشق انا ما د کرتا ہو
کسی دتس کی بھی یارت گرے مت جہاں کی
ضیا کیا درد مرمن ہو ترے دل میں میان کی
کما حور کما تقدی حو کچھ کرو بجا ہے
برعکس حال اس میں کیا کہوں عیراں
نہ آرد ضیا کے دل کی تاں حدادے
دل مجھے پھر اُسی کو جے میں لے جاتا ہو

اک ترے درے ہم ملول گئے
ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے
جو ماگے سو اُسے دتے ہیں جس کو قتل کرتے ہیں
جو کوئی مرتا ہو اُس کی حلق میں مانی جوتے ہیں
کہ سلیں دتی پھرتی ہیں گولے خاک اُڑاتے ہیں
تا دہی ہو تا تیرا دل کے چاہے کی
آوار ما تو اس سی دل کے کراہے کی
تمج محل تھے حوکل سودا کہ کے اٹھیر ہیں
جیکے لگ گئی مللوں کو رنگ گل کا اُڑ گیا
رے رے رے ہی یہ سب کیا سیئے گا خاک ہو
نہ عام بھر رہا ہے مسدا جھلک یڑے
اک آہ اُسے کھینچی اور آسو ڈھلک یڑے
مروں ہوں مدگالی سے کہ شاید تجھ دتا ہو
کہ حسا اُس سے مبرے وصل کا یہ دل گرتا ہو
کہ جو بات کرتا ہی تو ٹھڈی سانس بھرتا ہو
ملا ہے دل دہی کا اس کی بھی سرا ہو
خوں حوکل اوھر دھا ہو توں توں اوھر دھا ہو
تم اس کو گالیاں دو اور وہ نہیں عدادے
دل کو ہی قتل جہاں رات جہاں شخوں ہو

آپ کو اس میں ہیں مانتے
 حوں حمار اس حالہ پھوے ہیں بھل لیتے ہیں تم
 جیسے رہدرد آئیں میں کریں عجو ارگی
 حال کردل دل نہ دھس اس میں
 جو قلمرو میں جس کے سب کچھ
 دلی لوعیمہ جھٹڑا افسوس
 ہوں میں بے صبر رہے دو محکو
 مجھ سادہ اس حدائی میں
 خط نوشتہ میں اس دستے لکھوں ہوں دلکو
 یڑی برقی تھلی ایسی ارلی اس تڑالی پر
 آہستہ یاور کھیولے ہوئے گل جس پر
 حوں گل لگائے مہ سے پھرتے تھے آگے آہ

بھی مادرِ مثلِ مهدی مستور است

”ہاتھی پیرے گانو گانو مٹھن کا ہاتھی اس کا مانو“

مضمون فارسی اہمیت تسلیم
دوستوں رقم ر مزار کتبہ تسلیم حوایت

مولانا میرعلام حسین التلخیص نہ ضماحک اس سرعیر اسد والد اس فقیر مولف
 اسادات عالی تال سیر مکان عالم و فاضل، ماتر و ہاسم لغایت نفیم، ہرل دوست
 مراح لشدہ لہ گو و کتہ سج، دروین مراح، متوکل، اسی سال ترک روزگار نمود
 کمال لے یردائی لسمی برید در محمد علم موسیقی گوشتن تنوا و در فکر آورد فکر رسا۔
 ما و خود قوت آن علم کہ در ہجو مولوی سادہ نگار برودہ اندیچوں طالع سامعین رادرجہ
 سخی ہسدا بقدر بقدر حوصلہ آہا نہ طرف ہرل توس قلم راند لیکن رہاں عیب عرب
 اصہار کردہ اند کہ ار آدم تا ایس دم کسے نہ گفتمہ حنائیہ یک مطلع ترقیم ہماہ مشقت نمونہ
 ما انت التلاکہ کزو و ہسلاکہ کل تو یحیٰ ترابیہ مژ و کاسرہ
 عل الیتاں کم ارہیل سیجاہ ست ہی مستد و ہر عل و ہرل یارہ تر لوشن ہر
 شعار او تالست، یوں گھاشن درں مارہ کاہد ہودا ز ہرل گرستہ ہر عل آتھا
 ہودما زور و قوت این علم ہم مہوم گردو، حق تعالیٰ الیتاں راسیتہ رسوا خوش ورم
 سلامت نگہدارد ولہ

درست اگر دراصل آہ ہوتا	قصہ نہا محنت کا نہ کوتاہ ہوتا
کہا دیکھے اصلاح عدائی کو تر لیکیں	کافی تھا تر احس اگر ماہ ہوتا
اُس اُس تھیں آسوس اُن کہ حی ڈوما	سہاں سے ہم آٹھے حب دیدہ لم بیٹھے

ولہ

رباعیات فارسی در مدح امام علیہ السلام

کتاب حقانی و کات تجید	اُن را کہ دوش احمدی شاہ شہید
خود منی آیات کلام اللہ ست	تفسیر حبیبی است نہ قرآن مجید

مسکرا رہا ہے تڑا ما کہ کوئی اسوں پہ
 دردِ ستر گرد ہوتا ہے
 آج پھر دل میں درد ہوتا ہے
 صبح یہ کیا کروں کہ مراد دل یہ بس ہر
 عجب ہوں دل کا مجھ میں فقط دماغ ہے
 اپنی نظر میں آج جہاں سب اُداس ہے
 کچھ امدوں ماں تو سب بھو اس ہے
 صحرا میں تو نے محوِ وحشی ضیاء بھی دیکھا
 حد اعلیٰ نہ جیم ای بھرے ہن صوڈنی کس کو
 اُنکے ہی ہم تو یا ثمال ہوئے
 حوں حد ہوتا طے سے کوئی ٹھک کر رہ گیا
 خود بخود حل مل یہ انگار دھک کر رہ گیا
 دل بھی ضیاء ہمارا کبھی رشتک باع تھا
 حانہ حراتِ حلدی تو بول اٹھ کہاں ہی
 بجلی کی طسج مجھ پر کیا رگی کرناک اٹھ
 پر میری حسرتوں کو ریں پر ٹیک اٹھے
 مات تھی کچھ بس کی باہر کا بیع نام تھا

اک مسم میں کیا حلق کو ساری تیجر
 اس گلی کا جو گرد ہوتا ہے
 کون سے رحم کا کھلا ٹا بکا
 رسوائیوں کی ایسی مجھے کچھ ہوس ہیں
 بس کھلے کی اُمید ہی ہیں لو کی اس ہے
 تم تو ہمارے پاس سے جاؤ گے کل پہ ہائے
 دل تیرے پاس ہی کہ ہیں حیرتِ ضیاء
 گرماں دھاک اڑاتا حوں ارجوں گولا
 کبھی جاگل کو دیکھے ہیں کبھی دیکھے ہیں کس کو
 ہم نہ مقرر ہم ہمال ہوئے
 دل مگر ٹٹکوں میں بہ گئے یوں میں یک کر رہ گیا
 دل کے طے پر نہ کی رقت کسی نے رحم سے
 ہر طرف رحم رحم تھا ہر سوسے دماغ تھا
 کسے میں چھپ رہا ہیادیر میں ہماں ہی
 آہوں سے سنگوں کے ٹکڑے تھلے تو ٹھک اٹھ
 تم تو عمارتوں کے دہن جھٹک اٹھے
 کہا کہا فائدہ ضیاء سے ہی جس کے مر گیا

رباعیہ

کما عیت و لٹا تا دمانی کرتے
 گریار کے میں ایسے ہوتا تو ہم
 کما مار و سارِ حادثانی کرتے
 کیا حوصلے سے رہ گئی کرتے

اگر مرا خلاص مایہ میگویم حاجی متین ملک مایں وسیلہ بردہ، بادشاہ فرمود کہ مصرع مایہ است
 رع لستم خاک و حشت مایں است
 عطا گشت قرأت شوم
 رع یکے ار سرگر شیب من ایست

مار خوداں فکر عسہ طر خود را نہیں مقرر کردہ بود حدایت یا مرد از دست
 اے در سر دھن تو کئی پچھاڑ حیتتم ریر مفرہ ہفتہ جوا ہو پچھاڑ حیتتم
 رفلک تن ہی طیبہ احکم دل رستم رسم می دھڑکد
 دسب و یا میر بندہ و درں ہجوید ری کہ دھڑکس پھر کد

حرف العین

احوال متوسطین | محمد عارف المتخلص بہ عارف اکبر آبادی است، متصل دہلی دروازہ
 سادہ جہان آباد دکان دارد، رنو گشت، حال اس او قرب ہفتاد و سہ ماہ از ایام
 سداں ست اکبر شعلے ہم مشرب او اورا بہ استادی ستودہ ادا و لکھ مار کم میگویند
 خوب میگوید سلامت ہستدہ

دختر رسے کہہ کہ اُس سے لے در بہ عارف انم کھاوے گا
 ہر اردن محی مارک آوین میں اے عارف اگر رہے یہ کایچ اس کے منہ کھل جائے
 حوں کی قطع اب نوتاک یکھئے ہمارائی گریساں خاک کھئے

عاجزہ تخلص، در عدد و دوس آرا نگاہ ار شاگرداں میاں کترین بود از دست
 دل لعل مارے لئے حاتے ہیں سب کتب کے طعل
 تیج سعدی تم بھی ایسی لے گلستاں دوڑو

اموسس دلا کہ عکساراں فرستد سپیں مدماں گلنداراں فرستد
چوں بوسے گل آمد مراد سواد درحاک چو قطره ہائے ماراں فرستد

حرف الطاء

مرزا طالب طالب تخلص از موطناں قصہ رسد بہت کہ متصل اور گاماد
واقع است، حواں عالمگیری بود، این شعر نام او دیدہ شدہ
ہمنام کے حواں جیم سے آلودہ کہ کرے وہ یک سے گراں ہر یک خناسیتی

حرف انطاء

ظہور تخلص، حواں محمد ساہی از سلک متوسطین بود معلوم میت کہ کجاست
کچھ کٹی وصل میں کچھ ہجریں گریاں گری کما مری عمر کی اوقات ریتاں گری
جستہ گریاں جس سے معمور ہے یاد دل رسات کی مشہور ہے

حرف لعین

اول از متقدمین | غزیرا شد و کسی را، اور گاماد بہت یک عرے گتہ است کہ نام ہم
اولیٰ زاد بود روح نمودہ مقطع آں سید بود، قلمی میاید
مجھ باتوں میں کاسکت چو لولوں لاناں صفت حاضر غزیرا العبدیر کس کے سبیراں بد
خواجہ عطاء اللہ عطا تخلص، تھے در عبد عالمگیری بود، اوامش و صبح موافق
طور خود شعر بلند میگفت، ہمدی و فارسی ہر دو نقل ست کہ بادشاہ دیں ماہ این را
سابر گاہے گرفتہ حسن نمودہ بود، رورے کسب اتفاق بادشاہ مالی حاہ مصرعے مورد
کردار کے میں مصرع ادحوب ہم نمیرسد اس سخن فال تال گوشتیں عطا رسید گف

شعر

کہے ہمارا گردن کو صاف کینے سے غزنو موت بھلی پیر تو ایسے جیسے سے
 عسکر علی خاں تھے لودہ عمدہ رو رگزار، لطفِ تنگالہ، طبعِ موردوں دانست ۵
 دوتے روتے بہ ہام کو نم جیتوں میں آرو کیو کہ ریکی مری بختوں میں
 غازی الدین خاں، عاجز تخلص تھے لودہ عمدہ دوس آرا نگاہ، اکثر
 در حرکت و دہرہ رنجتہ می گفت حد استعارہ شد چوں دریں بحر حوت ماسود رنگارنگ
 یاد ورد۔

از احوال متاخرین | ابواب علی القاب غازی الدین خاں عماد الملک کتاب جامع
 طبع صحیح و بیان مفصل صحیح، دست نگاہِ مصلحت والی و شرابِ لطف ستانی، والی صدر
 عالی قدر و جمیع علوم قادر، در مہلک سخن باہر، اور رائے ہندوستان در عمدہ خود لودہ
 احوال سر و کار باں عمدہ مدار و مہلک قلم و ہفت رباں است، استعارش باں سبب
 استہارہ بیافہ کہ شعر ہائے خود را سر مہر گراستہ و کسے ارالی لہر مودہ، لفظ
 براں است کہ در شعر است و ملحد می باشد متعجب مودہ استہارہ مایداد و سوائے
 این جہت گلوش بخورده از دست ۵

دل گری گماہ سے میاب ہو گیا حب تک اُسے میں تھلھوں گلزار ہو گیا
 رلف کا کھولنا مھما تھا مدعا ہم سے مہ جھیا ما تھا

اس اب اس سے مت رما دہ ہیں واد حواہ کیجو

تھے ایسی ہی قسم ہے تک ادھر نگاہ کیجو

تک ادھر دیکھ سہی ہم ہی توحی رکھتے ہیں
 گو کہ ظاہر میں ہم اب دست ہی رکھتے ہیں

سید عبدالواسع غزلت تخلص، متوطن سورت، ولد سید سعد الدقدس سرہ، درویش
وضع، عالم و فاضل، متوکل، فارسی ہم ہنگمت، لیکن مائل ریحۃً سیار بود، در وقت محمد شاہ
نادرہ وار و ہمد و ستان بود سرہ ارد و مدی داشت

نفس اُمیدے دعاؤں سے حی سلامت رہے تو پھل یا یا
چیں اروسے تاں سے حاجی اُٹھا ہے دل کھلے گر کھو دو لوں میں گرہ پڑھا ہے
دل میں رہدوں کے بھیھولا ہوا عمامہ شیخ یارب اس روم سے یہ رہر کا کڑھا ہے
نہ لوجھو ہو کے کہنی حیتیم یہ سرمہ لے گھری؟ گر ماں گریب الم کے سخی مریدا میری ہے
سحر رفاقت تہائی آسرا رہا سوائے کیسی اب اور آہستہ رہا
رائے سکھرام عاقل تخلص، متوطن پجائب، طبع موردن داشت گاہ گاہے فکر مسکند
نہ بس اپنے سے کما اُس کو میں جھٹ عاقل حب مراں نہ جلا میں لے حد کو سوسا
غریزہ ناعرماں دان، متی خوشنیاں عیثیٰ باغ تیسرے لکھکاری دس تخلص نہ غریزہ
سیل طعن رواں و توس عامہ اتش دواں، مرد لیت سیہ فام و جسم متاق قدیم ارتقا گوشت
خواص میر درد، ملکش سا بھان آما دار مدتے درالہ آما د لسمیر سلامت ماسد
ما تھلے بکھلے ہی جی آہ جگر آخر ست تمنع ہو روم سے سرگرہم سہر آخر ست
دل یعقلت لے کیا میری میں اس طرح نجوم مید جس طبع کرے اکھوں میں گھر آخر ست
میں کیوں کر کھلا اس سوج طفل لاؤ مالی سے کہ سوتے سوتے جو جو کے ہر تصویر ہالی سے
دل لے معرفت سے خار یلو یخ ستر تھا بعل میں کاش ہوا سنگ اس میاے حالی سے

رباعی

دن تو گرے ہی تنگاری کرتے اور رات تمام آہ و راری کرتے
گر وہ دراق ہم کو ہوتا معلوم والد کہ ہم نہ تھکے سے یاری کرتے

دریوں مثال عرف مرا گھسٹا اخلص یہ عشق، مرد صوفی است کہ سبیل مریدان و محمد
 حلقہ علامی دارد، رسلہ مستد یہ یقن رده، اصلش اناجہاں آما د است یتیر کوکری
 یتہ و الحال اربد تے ترک روزگار مودہ بہ عظیم آما دیمم اسب، مراد وی ار
 ساگراں و معقداں اوست شعر عارفانہ در کلامت بسیار است گاہے در دون و توت
 یا عالم وحد و نہ شعر مہر ماید و ام و فصلا

آہ عالم کو رسم اند دیواں کیا	عشق دیکھے، ہو پہلے ہی طوفاں کا
کہے کو ادھر ادھر گئے ہم	تھے میری طرف مدھر گئے ہم
تا حال ہو سدا دل جکی	تو لے کہا مر تو مر گئے ہم
تھا کھدو، یہ سے کسے کام	مقصود و مبادہ، ہر گئے ہم
حر عشق نہ سمجھے کھو دیں کو	طریں سے لے کر گئے ہم
نصرف جتیم کا گریں دکھاؤں	تو اکیل میں ابھی طوفاں اٹھاؤں
نہ سردم سلسا بیوٹا ہی	کہاں تک تیتہ دل کو ساؤں
عاسماں کر چکا ہوں میں مراد	اس نہ وہ میرے گھر بس آما
حاک حوتہ میں لگی آڑے	عشق کیا جتیم تر میں آما
لے دو دل ہی ماتی لے آہ نہ دعاں ہی	لے سوہ عشق یح کھد تو ایں دوں کہاں
رو بقی ہستاں کیا کیجے	تو ہو تو یہ عاں کیا کیجے
ڈسے اُس کے راں یہ حرف میں	تسہ ہے مدماں کیا کیجے
سے ستانی ہے یا رکو مسطور	عشق نام دستاں کیا کیجے
حرم میں نام سادیر میں تاشاں دیکھا	سوائے تیر نہ دیکھا عرصہاں دیکھا
اسی کا آئینہ ہرزد ہر ار عالم ہے	دولے کیا کہوں تجھ کی کہاں کہاں دیکھا
نہ عزم دادی میں نہ طور کا ہی قصد	جو کچھ کہ دیکھا تھا دل میں سجاں دیکھا

صاحب طبع سلیم دہیں ستیتم محمد عظیم التخلص یہ عظیم فرد لب شاعر و دوست طاہر
 حسن مالک ارکانش میدا رسادہ عدا راں ستدا، ار ساگرداں مر را بیج سودا
 سلمہ اند، مدتے در فرخ آما د ملہاس در ولیتی لہر رداہ ابحال تنیدہ ام کہ در
 شاہجہاں آما دست بطوریکہ میت ار در ولیتی داشت عرصہ ہر رگے کہ ما تہ خوش ما تہ
 اس قدر مہرے کب پایا تھا مار و رنگ سرج کو کہن کے حوں کی دولت ہوا ہر گ سرج
 آکر ہاری خاک نہ کیا مار کر سیلے بواب عدم سے قسے کو سدا کر سیلے
 کیا سحر تھا سحاووں کہ گلے میں آں کر ملل کو گل کی شکل سے پیرا کر سیلے
 خواہی سالہ خواہ سو کر ہیں کلاں ہم ایسی خاک پر تھے مختار کر سیلے
 حاں نہراں علی اعظم حاں عاشق تخلص ار مریداں مر را گشتا عشق تخلص
 رادر برگ میاں محترم حاں بہت کہ محترم تخلص دارد، در اوائل فکر سخن کم کم میکرد
 ار حیدے ترک دیباغودہ مستغول در ما د آئی است، سلامت ما تہ سے

تمہ کی طرح کوں رو حائے ص کے دل کو لگی ہو سو حائے
 دور و تب یار سے ملا کیے ہیں اس پر ہو تو کیا کہے
 جسے دور و ستم موں تو کر دیکھ یہ ہو گا کہ کچھہ گلا کیے
 مرزا عسکری تھے اب در مرشد آما د اریاں شاہ قدرت اللہ قدرت یک
 مطلع اند گوشت خوردہ سے

مات اب امتحاں پر آئی قصہ کوتاہ حاں بر آئی
 اے اتیک تو اس کو یے میں اب محکوم باد چاہے ہے صبا یہ کہ مری خاک اڑا دے
 خورشید سپہر حال و سپہر جوتید کال مالک کور دقائن و کاشف
 ر مور حقائق کاشش مہدات نقوہ استما و نور صفاے ماطن چوں
 آئیہ صبح دل کشا در عین صفا، غار ف صاحب کمال و

اودل اس ہنر کی ہرمانی پر بھول عی کا دہن ہو جو وہ کرنا ہی یار کی
 عال کہو کا کھی جو وقت پانا ہو غریب بھول ستا ہی اتیں دیکھ صورت یار کی
 میر تقی غریب نخلص دیگر در سلک متوسطیں بود احوال معلوم میت از دست
 اتی مت کسی کے میتن در دستار آوے ہمارا دیکھے کیا حال ہو بک ہمار آوے
 محمد امان خان غریب نخلص در سلک ماسحیں در تاجہاں آماد در وقت احمد تاجہ نو
 لطف سگار رت از دست ۛ

میری سب میں جو دل پر دیا ہو غریب حشر جس کی کھالے کو یہ باغ ہو غریب
 غلامی نخلص در تاجہاں آماد بودا رقوم ار دل بہ میتہ سرداری نو کری دہشت لیکس
 درم شہر کمال لے حشری سر سرد گر طبع مور و لے دہشت از دست
 سحر لاتی ہیں نیشے بچ جو ڈورے انکھیاں دل رحمی پہ نگاتی ہیں ٹکورے انکھیاں

حرف الفاء

از احوال متقدمین | فخری نخلص، ار مردم و کس بود ستار د ولی
 س دیکھوں میں تجھ تو چکا جو مدنگ رہے ہر گر کہیں دکھا ہے لطف ہر کر آفتاب
 فراقی نخلص ار مردم و کس بود ہمراہ فقیر اللہ آزاد بہ ہمد آمدہ بودا روست ۛ
 نراقی کتہ ہوں اس آں کا جس دم کہ وہ ظالم کمر سے کھینچ کر سحر چڑھانا استیں آوے
 فضل لیس حال فضلی نخلص در میان جو دار جو شگویاں بودہ مک متوی در تعریف
 ماہر ادہ قریب یا بعد دست تاب و تاب گفتہ حدیثیں یا میرد، ایں ازاں متوی سیت
 حق مہ یہ جوں آری میں حباب تسم لہاں پر جو موج ستار
 رنج جوں مرنے سے سیوکا یہ وال ہاتھ کڑکے دیوکا
 از احوال متوسطیں | مراد قلی قلی فراق نخلص، ار ملازمان تو سجا نہ پادشاہی بودا کتر

دل سا گلر جو رکھے سوائس سے دُور ہو
 کیا کیا حائیں ظالم میں لے تری سہی ہیں
 کی کہ بعد قتل مھل کو کس طرح ہیں آوے
 ادروں کا گلر یا جو تیروں سے سنے ہو
 رلف لے جس کے تنس دکھائی ستام
 کچے میں بہت خاک اڑائی ہم لے
 آخر کو کہا عشق لے ہم سے کچھ اور
 دل لے کے یو چھتے ہو کہ دلدار کون ہو
 بیت پنی راہ کسی عاشق کے دل سے لے ل
 منہ دیکھو آئیے کا جو اُس کے روبرو
 تسر سکا توں سے لب آسا ہیں ہر
 جو حیرتیں تھیں ل کی سوچوں کی توں ہی
 یہ عاشق حاسا حہ کس دے کے لئے ہا
 دوسری پھر اسے نہ آئی ستام
 تھالے میں سورب بھی نہ پائی ہم لے
 دیکھا یو یو ہیں سر گوائی ہم لے
 ہم کس طرح کیس کہ طرہ دار کون ہو
 فی الحقیقت تب لطر آویں بیت گل کر گل

حرف الغین

از احوال متقدمین انوشی تخلص، مہد عوت حلف مولانا طب الدین گجراتی قاضی
 حیدر آباد صاحب حال و مال و دگاہ کا، مقتضائے موردی طبع و دوسرے ریختہ میسرود
 آخر مرابت حرمین رفت ہما سکا حال کاں آدرس سپرد مہر امتداد
 بیچ ہواں ہو کس کہا گیل کو کرد یلکاں کے یا حیرت سی سہل کو کرد
 غواصی تخلص در وقت ہما کیر مایہ ساہ و دوطوی مائے سختی راظم عمودہ است،
 رہاں قدیم مصمص فارسی مصمص ہندی بطور کٹ کمانی سرسری دیدہ و دودم تحریر
 نظم یاد دہیت۔

گزشتہ تخلص در سبک تنوہیں و دمعاصر مایہ بر طبع موقوفہ است اردو میں ایک نزل مشہور ہے
 دیکھ دتا رہتی ساقی سرستار کی کلنگی ہیں آج اچھیاں بر کس سہار کی
 مات رہا جوگی ماصدقہ سے کاہیں دن تریٹھا ہو ستانی لاہر ولداری

یہ رہے تباہ رائے لہری نردوار چید سے ماں کھاں آفریں سیر و دیواں ماری
ہم سربید دادہ است حدایت ما مردار و سوت

صم ما تو حدائی میں تھکوا کیا ہوا	ہر ارتکب کہ تو ست ہوا حد اہوا
رحم دل تو سیا ہیں جاتا	سن سئے بھی حیا ہیں جاتا
اے فغاں دیکھا سمجھ لسا	دے کے دل بھریا ہیں جاتا
ایسی گاہ کی کہ مراحہ بکل گیا	جھگڑا مٹا عداسے چھوٹے حل گیا
حب گشت مار کو رنگ حراں تھا	متفق بہاری حال یہ تو ہرماں تھا
دلگی قصہ سے ماں تک ہونی مجھے	گویا کبھی جس میں مرا آہنیاں تھا
یہ امتحاں نہ کرے مری ہرماں عریہ	جہاں میں کوئی تجھ سے رکھتا ماں پر
ڈوبے عمر سے ہر گر آئے حجاب ہیں	کہوں تو کہہ میں سکتا ہوں تو تائیں
حراں یہ کچھ کہے گا مری حراں کو	ہر ارتکب کہ وہ جاتا حراں میں
عاجز ہوں دیکھتا ہوں کیا کام کروں میں	کریاک گریاں تجھی مدام کروں میں
اس حد رطابت میں جہاں دیر بھی وا کروں	کس گرفتاری میں آیا ہوں اتنی کیا کروں
تقویت ہو دواع سے میری دل سیر کو	لے ملاطوں کہ تو کیا کہتے ہیں اس آرا کو
جھوٹ کر محکوم کہاں جاتا ہوں لے جا نہ حراں	سویتا ہی کیا مرے مرے درد دیوار کو

ہم لے تب وراق میں ستا ہوں لے فغاں	کیا حاک ہو کے حسرتیں دل کی بکالیاں
نہ تھا حیاں جواب میں دیکھیں گے رد و وصل	آجھیں جو کھل گئیں وہی رایتیں بھیں کالیاں
نکالا خط ہمیں یہ پیام کیا ہو	اب اس آغا کا احسام کیا ہو
نہ الف نہ تحت نہ مر و ت	تری خاطر کوئی مدام کسا ہو
ہوا تو وصل تو دھڑکا نہ ہا یہ	اتنی صبح کیا ہو ستام کیا ہو

تعریریں میگت گاہ گاہ ریختہ ہم نہ ندرت موروں میکردولہ
 مانتا اس جہیں کائس کے دل کو تاد کر باہی کہیاں اک لب قسم عجیب کو سرا ذکر تادی
 اسٹن کی قسم حکو صا سچ کہہ نکلتس میں کوئی اُن ہمو اوں سے ہیں بھی یاد کرنا ہی
 بمرتمس الدین فقیر حخلص احوال میں سرگوار در مدکرہ فارسی مسطورات استاعر
 رر دست بود دوسہ ریختہ ہم اراں ررگ متہور است دین لالطرف کر لاری سے تقریر
 رر دہ بود ہما سکا سحر رحمت ایردی یوست رحمۃ اللہ

ترامہ دیکھ لسل گل سیتی سیرا ہو جائے اگر کل تجھ تنک یہیچے گلے کا ہار ہو جائے
 رنکی موج آب ہے گویا دم کا آحاب ہے گویا
 حال تیری صاں گروں یر لقطہ استحباب ہے گویا

محمد محسن ہدوی تخلص ارتراٹے تاہماں آما دست در علم موسیقی و سارواری
 تہلے دارد گاہ گاہی فکر ریختہ ہم میکد حوال محمدت ہی است تا حال رر دہ است
 حقتالی سلا متق دارد اروسست

ایک ملایر کا تو چھوڑ سکتا ہیں سخی دیکھ تو عاشق لے تیری واسطے کیا کیا سجا
 طلب میں یار کی رہنا ارادہ اس کو کتنی ہیں یہ اس میں گوا دیت ہو سعادت اس کو کتنی ہیں
 میرا نام الدین خدا تخلص ارسلک متوسطیں بود الحال معلوم نیست کہ کجاست
 ملامت مانند اروسست

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل مرا تری ماتیں مری لہریں ہیں سب در ماتری ماتیں
 مات مات میں ہوتا ہی مجھے آردہ یہی تو کچھ ہیں اے یو فارتی ماتیں
 اترہنگامہ آریان رماں رطراٹے دوراں حوق طبع و شیریں بیاں اشرف علی ہاں
 المتخلص نہ فعاں کو کہ اکھڑتاہ بادشاہ عمراں بیاہ حال طریق طبع و حوق احتلاط بود ماہر کس
 حوق طبع و امت شاعر مروط طور و حود لطائف طرایب اوستہور است ارمہ تے بطرف عظیم آباد

مالاں نہ ہو تو یار کے تنکو سے مار آ
سُ یا نیگا دھاں کوئی ورا پد رس اھی
کٹیں کھچے یاد میں اس طرح راتیں بھر کی ٹریاں
لکیریاں انگلیوں کی مٹ گئیں گئے ہوئے گڑیاں
استکوں نے لے سیفہ العت ڈو دیا
کچھ بس نہ چل سکا تو مری جاں رو دیا
اس کے دصال و بھر میں یوں ہی گر گئی
دیکھا تو ہنس دیا جو نہ دیکھا تو رو دیا

بھو یک اکول حب کردہ است کہ مطلق این ست سے

ایک شخص است ماہما سے ہیں
ہمارے نہ وہ تمہارے ہیں
دل سے وہ آتا ہیں کھالے کے
مٹلاتی ہیں آب و دالے کے

میر فتح علی فرخ تخلص ارسادات امادہ است طبع رسائے دار و درجہ دار سی ہر دو
می گوید سے

اس قدر کیوں مجھے ہولے ہوتاں آتا
میں ہی تو آخر کسی دل تھا تمہارا آتا
گہ ہوا تیریں تجھے صبر و دل و ملت ماہ مال
یر کہیں ہوتا ہی پیدا کو کھل سا آتا
ختم سے ہو گیا، اس سے تو ان ہی سے صبر
عشق میں تیرے - ہو مجھے خدا کیا کیا کچھ
از موروں جاں فصائل علی حال لے قید تخلص حوال مجھت ہی لود حق حوراک
روح یوتساک، کمال حوالی لسمی مرد، در شعدہ ماری دھت ڈاری کامل لود طبع نیر مدو
داست، منوی ادسیار مشہور است - مایکے از تان ہمد عشق پیدا کردہ لود ار گرو شہر کا
ہمراہ نواب عمدۃ الملک - الہ آباد رفتار فراق محبوب جوں باہی بے آب ہواں لے
صحرا می طیب دھست می مود، روزے ار رائے دلمی ادو اب موصوف جمعے از اہل
نسا ط جمع مودہ آل طوائف اتارہ کرد کہ این را ار مار دلربا یاہ مدام آریت ساید کہ
دل این عسیر و اشود و امودہ و عم و اموتس کہ عرض از ان جمعے یک مار میں آمد ویتا
را ہمار دریب و عتوہ رام کرد در ان مقدمہ حسب حال خود منوی گفتمہ دے دے دے معالی
در وقتہ لیکن تا سادراں جاست کہ جوں ایساں کام دل چاہل مودہ ہر سر راوے آں

مت کوئی رُوس کر دھوئیں کی تڑپ جریح
 صبر کسی سے کس حوت ہی دہ کا
 فغان کو وصل میں آرام کیا ہو
 نہ لے قاصد میں رو دیار کی فریاد کرنا ہو
 گر کوئی مارا بیسے میری ملا سے کیا تھے
 یہ دل ترے وصال کا نہ کور کیا کرے
 ترے وراق میں کیوں کر یہ درد پاک جو
 کہتے ہیں فصل گل تو جس سے گزر گئی
 مجھے جو یو جیتے ہو ہر حال سکر ہو
 شکوہ تو کیوں کر ہے میرے اتک سنج کا
 اس شعر امرار مع سودا سدا اللہ در قطعہ نصیں مودہ است

رُوح حلقے کی دیلے کی میٹے کے ساتھ
 حدائی کا تصور سدہ رہا ہے
 حدائی کا تصور سدہ رہا ہے
 ترو دیکھے میں اپنے لکھے کو یاد کرنا ہو
 لکھ حوت آہا ہے عالم ہی جرجا تھے
 مقد و جب ہوئے تو محو کیا کرے
 مے تو مرہس سکتا ہے تو خاک ہے
 اے عبدلیب تو نہ قص بیج مر گئی
 یوں بھی گزر گئی مری وں بھی گزر گئی
 تیری کب آتیں مے لو ہو سے بھر گئی

تھا اگر میں یار کو یادوں تو یوں کہوں ق
 آخر فعال ہی ہے اسے کیوں بھلا دیا
 اتر کر تی ہیں اُس بیت دل میں آہ کیا کیجے
 مجھے دل ماننا د کو ہر رفت عم سے کام ہو
 کٹ گئی ساری عمر عقلت میں
 عکس میرا تب بجزاں میں تہا سائی ہے
 میں تو وہ ہوں کہ مرے لاکھ حیدار ہیں اب
 دل رعب میں اُسے مجھے آرام ہی ہو
 صیاد اور صید کے منکر ہو س اسی

الصاف کو نہ جھوڑ مردت اگر گئی
 وہ کیا ہوئی تیا کہ وہ الفت کہہ کر گئی
 عجب حالت ہے میری لے مے اللہ کیا کیجے
 کیا حوتی یار و رماے میں کسی کا نام ہو
 کچھ تری سدگی ادا ہوئی
 ایک میں آپ ہوں اور گوستہ تہا ہے
 لیکن اس دل سے میں ڈرتا ہوں سوا ہے
 میں صید بلاکت ہوں مرا کام ہی ہو
 معمور مستیر سے ہے کج نفس الہی

خود کیا تھا تم رک سرج وسیع
دوسرو ہیں کہ تشریح کے علام
مرے میں ہوں جو کجی کی بات
سوارا ہو جس پر تم اسے دیکھتے
کروں کیا کلتی میں جا رہی
زیادہ ہیں اس سے کچھ بڑا
قریب یا بعدیت گفتم است لیکن راول جو ست کہ عمرہ دادا ہائے رماں ویاں
خس اہا کردہ دیوں آحوال دیوانی خود آوردہ در حالت دیوانی پرتیان گفتم در
اشعار سے ادب سے نہ نیت تہمت گروہ سولے ہمیں سے
ہوا تھا رات سے سودا پر آنکھوں سے مایا
مرض تھنے خوب بود حدایت یا مرد

دعوی لاہوری دے لودر جو دھلا، لرے مساحتہ و محاذہ، فرج آباد میں مرزا
 رفیع سلمہ اللہ آمدہ ہنگامہ بریا مودلدار دات سیارہ و طل جو درکست یوسف و ریحان
 رنجیتہ کہہ لودوہم عالمی مود، ہر کے کہ اردو لطف سہمی داستا اردو مخطوط می مستد حالا
 معلوم میت کہ ربدہ است یا مردار و مست
 مرہ کی لوک سے میں نگا دیا رے ڈوٹی کہ شیہ حال تو سے میں سری یکا رلوڈوٹی
 یہ یحییہ ربک سہمی کا کتبہ تامل سیارہ کسی کے حوں میں لے کے ہا کا کو توار لوڈوٹی
 میر فرج علی شیدا ہجو ادرا حوب کردہ است فغہ نقال و لوم صبح حال و درج مودہ است
 از احوال متاخرین | محمد دست اللہ المخلص - فرحت قاصی را دہ مرستہ آباد
 سیرہ ساہ مدار است، رطب و یالس سیارہ در، اراں حلقہ این جدیدیت ترقیم می ہایدو
 ایک عشق یہ تما لاہوری تیرا نگاہ کیے حیدر کو اور ہے تیرا

بریر دسر لڑا تہذیب جواب رفتہ در جواب محوۃ اہلین خود را دیدہ کہ حین می گویا سہ

ارتموی

عجب جواب دیکھا میں اس جواب میں
ہوا تھا چھوں سے میں اول ہا
کہ جو چاہتی تھی مجھے دل سیتی
سو کہتی ہوں میرا دامن یکر
تہ در در دامن اکام ہے
بھیرے مہرے یوسف تو کس کی کلی
ہیاں تو جو چاہے تو کر میرے ساتھ
جوں ارجواب سید استد کے گفت کہ کئے در تلماس صاحب ست یں سیروں آمد فاصدے دید
کہ مادر دست دانت جوں مادر ادید معلوم کرد کہ اراں محوۃ است ایساں آں ہامیں
لطم نمودہ سے

خود دیکھا لائے یہ لکھا ہے یہ
لکھا لکھا یا حاج العارقیں
تھاری حوسی سے یہاں بھیر
ہت بھول لالا کھائے مجھے
سد اعم کی جو بڑ بھیک کر حیف
سو کچے ہی ٹرتے ہیں ہر سال میں
یہ یوحیی جو تم استناک میری سار
کہو کوں ہودہ حوا ہر سال
جو تم کے دیکھو برہ کی تلماس

کہ کھو لوستناں برہ کی گرہ
سلامت رہو قاتل اتاہیں
سد اسحر کے باغ کی سیر ہو
ترے دل سے کچھ نہ کھائے مجھے
برہ کو میں کرتی ہوں ایسا حریف
گئے کھگ کئی میت اس حال میں
تو جلتی ہوں میں ایسی قیمت سوار
سے کس کے ہیرے میں ایسے لال
کہ سر حیا کیا کیا دینے کرتاں

حوں سمع گو کہ سر سے ملا رات تل گئی
 دل سے یہ دور رہے کج کی تہ ہو گی صبح
 دم عینیت ہو تب وصل کوئی دم ہلے
 ماتی ماکے اب کے بھی تو لے ہمار کو
 حکمت ہو عین طبع کدر کو حاسم سے
 ٹر جا دیں مثل تینہ مے آئے اسی
 قدوسی مرا ہی کام جو رہ اٹھکے جس طرح
 کس دل جلے کی تیرے تنش بد دعا لگی
 مدد کی مددگی کا کسی کو عینیتیں ہیں
 فدوی توکل جو مار کے پھرتا تھا اس یاس
 محفل میں سمع شیکے یہ لولی تیگ سے
 ہماری کس آرو کے اور اس امر کے تیش فلک لطرہ
 لے دو عزیزوں سے ہر کوشش جاہیں کہ آتا ہو رنگ کا
 کچھ تو دل میں رہے لعاف بڑا
 حم سے کی طرح ترا دل میں
 یار لسا یاد سے گا قدوسی
 دل میں کس مات سے ملا گیا
 ایک دل بھی ۔ اس کو دکھا حیف
 تجھے ہوتے ہیں درد مسددا
 سا لوڑے گورے سب تانا ہیں
 گلا آئیں میں آگے بھی کھو تھا
 برنگ آئید جو عیب جو تھا

دیوا۔ بے فکر کج کی کر کل کی کل گئی
 تب مدت ہی جدا حاسیہ کسا ہو گی صبح
 دقت نصبت کے اقدومی عینیت ہو گی صبح
 محروم ہیں رکھا دل اُمید دار کو
 یالی بٹھا ہی دیوے سے ہے آحر ہمار کو
 رد کر اگر نہ دل کے نکالوں ہمار کو
 رکھتا ہوں تمام مقام دل سے قرار کو
 اسے ستیج اس تو آہ تری سربراہ لگی
 مایہ خدا کے واسطے لوں اٹھ خدا لگی
 اس نے کہیں کہا تھا کساں کی ملا لگی
 حار حرات تنکو بھی ماں کی ہوا لگی
 رکھی ان لکھوں سرم یار جگر جگر دگر دگر
 یہ دھلتی پھرتی ہو چھا لو قدوسی کھئی ادھر کھئی ادھر
 حوا آما ادھر کاشات یڑا
 حوش کھاتا ہے اتنیات یڑا
 دیکھ لیا اگر اتفاق پڑا
 مار تیرا کہ حریف الکیا
 یوں ہیں اب کا تمام سال کیا
 گو کرے کوئی مسددا
 ایسی ایسی نہ سے یسر خدا
 تکلف بر طرف السا ہی بوجھا
 وہ یالی یالی اس کے رد و تھا

قدم سمرود رکھوں کیوں نہ عارِ دل
مردگی میں تو رہے صدے دلِ عمارِ یار
جس میں باتیں اس عیدِ دہس کی جس گھڑی چلیا
حوائے دلیری کا کیوں لگا کر باہرِ عاشق ہوا
ہر گھڑی جی میں مرے دل کو قذوسی ہے
آہ یہ کون سی ہزارہ کہ دریش طسیر
اور کو کیوں کے میں جاہوں کہ سو اتیر چلا
اس حقیقت سے کسا اتر تک ماہِ رآ دے
دل چھوڑ کے نکلو کہاں آسے مرے یاس
رامعی فخر نہ رشتہ لسا خود گدگد

اک عمر ہوئی ہو کہ نہیں یہ سوتا
مات سے ہمتِ عم میں ہے ہر وقت
ظالم تو حائے مد سے آس کی ڈرا
ہو ستا ہمدار کا یہ فرحتِ یوتا
مرا بھیجو اٹھتے نہ قدومی حوائے ستار
سخت راہِ افاق عالی و طبعِ رواں را
تاہ جہاں آمادہ است اگر داں تاہ عشقِ دام
اراں جو تہ گشتہ ہرہ ار علمِ موسیقی و ستار
مراج در کجا قرار ہی کد کا ہے عظیم
الحالِ ستیدہ ام کہ در سنگالہ پیشِ بحرِ سیٹھ
دار دے

گو تھکو نہ اعتما رہو دے
کا فر ہو جسے سرار ہو دے
یگا لگی ہیں ہیں تھ سے تری طرح
ہم سب طرح ترے ہیں سمجھو کسی طرح

کچھ کتی کرے ہر اسی اس رخت یر ماہوں نہ دے حدار ڈالے کے شش

دیگر

عروں سے دواہ گر محبتی طالم اور ہم سے ملے لو نہ محبتی طالم
سودے میں ترے تو ہم کہیں کے رہے لہر کس کے لئے نہ خود مردتی طالم

دیگر

کیوں اس سے کس کہ حتم و دل سمجھگے یا آپ ہی ہو کے معصل سمجھگے
دل آنکھوں کو دوس دے ہر آنکھوں کو نہ حالے اھو کا کام مل سمجھگے

غزلیات

تری ہم لے ماتیرس آہ دکھی نہ آیا وہ کا و بہت راہ دکھی
میں ای حال ملک حاضر ہوں بر تو اس کو کنا جا مرے دل میں تو یہ کچھ دیر سے دل کی حد کا
ہیں بوجھن راحت ہر کچھ تیری عیادت ہر گرفتار چھا موہے حاک کو جو حاکا حالے
کوں اسے نہ کہہ سکے کہوں مل عالم کو کیا لگا کسی کا ڈر پڑا ہر جی س آما سو کیا
گایاں کیوں کر نہ دیوے تو نے وروی چھینٹیا ایک تو وہ تھا ہی اُس کو اور بھی دیکھا
تسار خوش تقریر زباناں دلیہ میر گوہر کاں فوت مراد الف سنگ الجھڑ
نہ فرصت متوطن الرآما دست، سدہ اوراد یدہ مکرار ماراں آں دما رشیدہ کہ دراو کا
متل او کسے مست، صبح ماں دسیریں ماں، غالب کہ صلیق ارتا ہماں آماد است
ار کلام ار ہودا و طاہر بہت علی الخصوص در عزل نقطہ ار و کمال حولی می بر او و سلامت
بہت از دست

آس کو طرہ حاکو ش آتی ہے معت میں ایی حاں جاتی ہے
اک عمر حاک کوئے تاں سجدہ گا، کی تہ رمتہ رمتہ اُس سب کا رستہ را دکی
تاکی میں تیرے ظلم کے ہاتھوں سے کتے یار ایسا ہی سحت جی ہے کہ ہر گر نہ آہ کی

ننگ اتر ہوریاں میں پسدا
 مردگی کا نہ کچھ مرا ہا
 رمتہ رمتہ اپنے حوہراہ دکھلائے لگا
 کیا تسلی کر گیا تھا مار اس دل کی مرے
 دل پڑا ہر نہ شمع ساں اما
 ساتھ پھرتے ہیں مت مائل گئے
 مجھ سوختہ دل کو تو کہہ بکریاؤس
 مھر سہمی کچھ ہے آں میں سیدا
 کسوں ہوئے تھے جہاں میں سیدا
 آتش کا ماس بکلا تو جی کھاسے لگا
 یہ کچھ مائے ہی اس کے اور گھڑے لگا
 سر حلاویں کہاں کہاں انا
 دکھتا کیا ہے ابھیں قاتل گئے
 چلتے ہیں مرے اعوں کے آگے بر ملاؤس

رباعیات

دل ہر اماہ خم و خاں ہر ایا
 ای تو لطر میں فدوی اللہ سوا
 اس کے سمجھئے کہاں ہر اما
 یاں ہر ایا نہ کوئی داں ہر اما

دیگر

ماروئے اب کوئی کسی سے کس طور
 حوں آئینہ کتک نہ خاطر داری
 صدف ہو راد دل میں گروئے عور
 مہر کچھ اور بیٹھ سجھے کچھ اور

دیگر

کیا سٹے نہ آتما گھڑی کے ہو گئے
 ان سگدلوں سے کہا تو فتح فدوی
 آخر دتس میرا بے جی کے ہو گئے
 نہ کس کے ہوئے ہیں جو کسی کے ہو گئے

دیگر

گلست میں کہاں بار سے دیکھیں کے
 قاصدے تو ملے کی توقع نمودی
 اس کے تو ہر گر نہ اسے دیکھیں گے
 کیوں بیڑے تر آکھ ہم کے دیکھیں گے

دیگر

ہر سید ہال تیرے اروس ہیں
 بڑل سے سیہر کے نہ ماتن نہ گئیں

سناہ فصیح، انصیح انصحا و اطلع اللعالم و دست ارشاد گرداں مرا سیدل، در گشت
 از مردم طائفان اند کہ لطیف لوداں رہیں آت، عمرش قریب صد سال رسدہ است
 کمال در ولایتی دیکھو تیکہ ماحضہ و راوہ توکل دادہ لسنی ترددیواں فارسی دار و دہقان
 تصوف بطور استاد خود، از سب سیری راہیوں کہ بسیار مادل ممانہ قافہ ستدہ است
 قوت رعاستی دارد و در سال یک ہزار و یک صد و دود و در رحمت حق بیست حدیث
 مامرد از فصیح تخلص در ماسی مہاید لکین حوشت ہ فصیح ستور بد راے اس در ردیہ
 قافہ ستدہ سید

ہم تو نہ رہے کدھر گئے ہم	اے کر یا دتھے کدھر گئے ہم
ایدھر گئے اُدھر گئے ہم	راہ سو کسہ ہم سوئے دیر
ہم لے جیتے ہی قیامت دیکھی	کیا ملا تیرہ کی تانت دیکھی
حاکساری کی کرامت دیکھی	سر جیتیم جہاں میں ہوا
رد گالی ہے کہاں موسکے دل بھرتے ہیں	حب موئے تھے جہاں جیتیں کمارتے ہیں

حرف القاف

از احوال مہدین | امیر عبدالقادر تخلص از استاد کمال سدر آما د است بیشتر
 مرثیہ اردو مہور است، مرہ معدس و اہل دل لود، از او اہل مذاق در ولایتی داشت
 حوں عمرس از حاحہ اتحاد گردید نا کے از مشائخ آں دیا کہ لب دے شیخ تہا سادہ
 سہروردی امی بیوست حرۃ نوستید و اردیا علت گردید عصر اللہ اس را عی اردو شیخ
 ہر حید میں سے آٹھایا ہے ہا اس برہی نہ آراد کلمے بہت
 عالم سے ہر ایک یہ کہتا ہو گا دکھ میں ہو قاورا جھون رقیقت
 از سلک مٹو سفین | افخر را تخلص تھے لود دریاں محمد شاہ عصر اللہ ارد گردہ میر تقی

رٹ مصطر ہوں جسکے وہ کہا ہے حد احاطے مجھے کیا ہو گیا ہے
 ماتنگو کوئی دستِ نرمدہ نہ ہے حق میں کاسے لوگاہے
 تہمتیر کھنچ قابل آیا جو میرے سر پر قمرے کی آرد میں گردن میں اسی حم کو
 دریا تہ آسے اے کشتہ محنت ہلچلے ایک ساعت کر شرح اسے غم کو
 میں نے کہا کہ یہ غم وہ غم ہی جس کے لکھتے کاعد کی حنائی بھاٹی کنگئی راں مسلم کو
 میں کس طرح سے تنکو احوال دل ساؤں جی میں ہر ارماتیں فرصت ہی ایک نام کو
 میر فتح الدین فخر تخلص، مردیت مودسا و متواضع ارطامدہ مرا محمد ریح سود
 حلف اشرف علی خاں صاحب تذکرہ فارسی، اکثر ہمراہ مرا میاستد و علمائے

ترجمہ نمائید۔ عرصہ مرد جوئے میں، سلامت مندے

مات کچھ عمر سے اور ہم سے تم کو موڑیئے ٹمک حد سے ڈرئے ان، محول کچھ اسی جھوڑیئے
 تم نہ موڑے گا نہ عاصی گریو میں مٹو رہے لہئے سبک تھا اور ستیتہ دل توڑیئے
 توڑا دل کا تمہارے آکے تو آساں ہے برغیں تہ حاکمیں جٹ لے ہی دل کو جوڑیئے
 اگر وہ اٹھ گئے ماں سے تو پھر کس سے کہیں گے تو جو کسی ہی تو کہہ لے فخر ایسے میں ہیں توڑیئے
 میاں شہداء المد فراق تخلص، برادر راہ میاں ہدایت، ارشاد عاں حال است
 در شاہجہاں آباد مہار، شہدہ ام کہ شہر جو دسمت جو احمد میر دور و میگرا مد مرلو ط میگوید

از دست - ۷

دل دیوانہ عاشق کو با صبح بچ راحت ہی حراحت یر مرے جو سگ ہی سگ حراحت ہی
 فاریع تخلص، ہمد و کج است دکالت یتیم، ارست گرداں میاں حاکم وار مریداں
 مولوی محمد الدین، حالہ در شاہجہاں آباد استقامت دارد ار تارہ گویاں است

اسک آکھوں سے جو نکاسو وہ گوہر نکلا

لعدمت کے مری جسم کا جو ہر نکلا

آملی ہمارا تنو بیابے ر سار گھٹتہ، لے ڈر ہاسہ، الی سہہ کسے کم گھٹتہ فقیر اورا ریدہ
اکتہ حوی ہاسے دے تیبہ، الی الی در دل مرا آاد سہ حد استی لامت دا، و۔
تہو تہا پچو سہہ ما

سردی اسکے کرس پراتی تہیر
حج کی اطلسی ما نہ ہمہ یس
ان دیوں حج یر ہس نہ مہر
دل کی کشتی ہے دھوب میں ادا

سہ مطلع دیوان

ہر گر ہس مقدور تری حیدر ماں کا
حب تک کہ ہر لوم میں ترے ساتھ ہیت
طوہ ہر رنگ میں ہر آسیت ہر طائی کا
جھوڑ تہا مجھے مارا اھن کیو مگر گری
عہدے سے اس صم کے سرا ماہ حائیکا
کنہہ اگر یہ ٹوٹا تو کیا حائے عم ہر شج
میں کما کون کہ جو کچھ مجھ سے ریر دام ہوا
سداعی سے نہ اس یک دل رچو گیا
در دل کچھ کہا ہیں حائا
ہر دم آئے سے میں بھی مادم ہوا
یہ کہو تو فاصد کہ ہے بعیم کسی کا
جواں کی طرف لکھو سدا ہوں میں قائم
ہم نے ہر طرح سے پھر میں دل ستا دیا
آہ حب بھی رہا ہس حاما
کما کون پر رہا ہس حاما
یر دکھو لہنا نہ کس نام کسی کا
مٹے ہیں کس نام ہے رام کسی کا
ہنکی گر آئی تو سمجھے کہ ہیں یاد کما

معلوم شد کہ مرد او ماتش وضع ار قید مہب و ملت آرد گاہے در کو بیہ و بار در سطر جی آمد

اس شعر او سار مستور است چیا یجہ مطمان ہند اکثر یہ بخوانند

آج آئے ہو تو ہجاء و سحر رات کی رات لعلہ القدر سے بہتر سے ملاقات کی رات

صحت تو سبکی ایسی بہ کبوں بہر وقت رونا ہا کر غم اسے دوائے عشق میں ایسا بھی ہونا

غنی بیگ قبول تخلص اور مردم گنہگار احوال اور در تذکرہ حال آرد و مسطور است

شاعر فارسی بود خون و دہ کہ ہنگامہ ریختہ گرم است خود ہم بطور خود میگفت از دست

حاصر یں محل میں کھاتا سنگی سے سیسیر معصم کا

بدھ شکہ - قلند تخلص آما و احد اس دولت لیا رہا دشتہ ادبیکے ارتاں ہند

عاشق تہہ ار قوم خود گیتہ قلند روتن برآمد حالا معلوم مست کہ کجاست طبع مور دے

دار و از دست

چھیا ہر مانگ میں دل مالکے اس میں ٹھوڑا دل کہہ کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات اُدھر

قلند رفت مرے کے مویار آیا تو کیا حال حواشی عمر گری تھی تو بھی دم گر جاتا

رباعی

جی میں جو قلندر کے کھی آویگا دل اسے کو حصہ تھ سے لیا و یگا

نہ درد کا ترے میں سراور رہا سب طاق او پر دھرا می رہا و یگا

نخل حدیقہ فضاحت و عیجہ لوتیاں طاعت تمنع سرم سجدالی یزاع حاتمہ مکہ رانی

رونی فکر س دائم نسخ محمد قائم شاعریت حوست گوتاس طعن تیر مال و تہمار فکر کش

نہ اوج کمال، حولی اشعار میں جوں جس محو ماں دلیر برود لعل لاطن مسلسل ماسد

دلیب حو ماں لے لیٹر، در اوائل مدے داخل حرکتہ نواہ میسر ورو مار آخر تنا گردی

مرزا محمد رفیع سودا قائم گردید، متوطن چاند لور رہیہ، جوں ار امد اسے حوالی در

مست اچھا آما دہ لہر سرد ماراں مجاورہ او درست گشت، طررس نظر طالب

خاک ہرے سے کچھ مراد ہوں
 ہسکے کہنے لگا کہ ماد ہوں
 کسی سے حاموں کہ صحت رکھوں دماغ کہاں
 حال دے گرا یہ طاہر دل کی ساری نہ کی
 دل دماغ کو تو کچھ مٹا لے گہگاری کی
 لکڑیاں تک عمر بے اسی رفا داری نہ کی
 سمجھ کا کس یہ دل گھلتا ہے
 اس حکایت سے جہاں ہے
 مری جھاتی نہ ہوگا دلتا ہے
 کہے کیا حال مری عالم درویشی ہے
 تجھے سست ہو جسے اُس سے ہیں جوشی ہے
 کس کس طرح سے مار دیا علوہ سار ہے
 نہ سا حاد صحت کا ہوں دیکھا ہی
 مارے آگے دم باز لیں دکھا ہوا
 یراے میں تو سمجھتا ہوں وہ کتنا ہے
 صبح ہوتی ہیں اک جی بہ عصب آتا ہے
 جی دسکے تو دسکے سرد دل نہ دسکے
 حو لو دتھا آتسو کی سوہیرے کی کمی تھی
 حسرت ال سوط سے اس کا دماغ گری
 کہے کہ با رہ گئی اور دن گر گئے
 اسی کا حشر بر دارع لیں ہے

تیرے داس ملک ہی بیچوں اور
 میں کہا ہند کیا کیا تھا راست
 مجھے اس اسی مصیبت ہے مراح کہاں
 پاس میں تجھ عم کے میں اسی بھی غجوبی نہ کی
 دمدم اس حسرتیں سجا کو کیا کہتے ہیں تنوع
 بعد خطا آئے کے اُس سے بھاوا کا آستمال
 دل مراد یکہ دیکھ جلتا ہے
 ہستیں دکر مار کر کچھ آج
 گدنی رنگ جو ہی دساں
 ماں سدا ملتی ملا وقت جگر ریتی ہے
 ایسے مذہب میں قرأت میں ادا کی شرط
 مار دوا کس کہیں عھر دمار ہے
 حس میں دکھا ہو تو اس کو گلن دکھاؤ
 حسرت دل کو مری سمجھ دہی جسے
 گو کہیں مار لیا ہے وہ اس آتما ہے
 تمام دتی ہیں اک دل یہ ملا ہوتی ہے
 مراٹے کسی سے رالعت نہ کھٹے
 تنہا گریسے والہ مری لشکی تھی
 مردوں دستور میں یہ حال بے تفرق ہے
 گو ہم سے تم بڑے نہ تو کچھ ہم نہ مر گئے
 کے گلگشتی گلشن کی ہوس ہے

کوہ اور دشت میں بھی ہم نہ رہے آسودہ
 میں اس جہیں سے اور یہ مجھ سے جیس گما
 تشریں تو ساتھ حسرت کے حوں ہے کرمتیں
 روؤں گا ریرسائیہ دوا رٹھکر
 ظالم نو میری سادہ دلی یر تو رحم کر
 ہمارے درد دل کے تئیں یہ کب بیدردیوچیں ہیں
 دریا ہے پھر تو مام ہی ہر ایک حساب کا
 دل وہیں ہو دکھا میرا وہاں ہو دگیا
 رلف دکھی تھی کس کی خواب میں رات
 خواب کئے ہم اُس کے کو بیچے سے
 لک حالی سی کچھ لگے ہے لعل
 اب تو نہ لگی نہ گلستاں ہی یاد
 آہ اے پیر حرج قائم مام
 نے شعل نہ رندگی لہر کر
 کچھ طرد مرص ہے رندگی بھی
 باں کیوں نہ کسی کو آئے اسوس
 دستے تو دیا میں دل دلسک
 نہ دل بھرا ہے نہ اب تم رہا ہے آنکھوں میں
 میں مرجکا ہوں یہ تیرے ہی دیکھے کے لئے
 وہ محو ہوں کہ مثالِ حساب آئیسہ
 خوش رہا اے دل اگر تو تباہ ہیں

ماتم قیس کیا یا عسیم مرا د کس
 سنے دل میں اپنے حسرت سر دہیں گیا
 تھر تھارتی جھاتی نہ سو کو ہوں گیا
 جس دن تری گلی میں کسں داؤں کما
 روٹھا تھا کسے آہی اور آہی میں گیا
 ہم لیے جی سے عاں ہیں اٹھوں کو دست بڑھیں کر
 آٹھ جائے گزیر یہ سے یر وہ تھا کا
 یر خدا کا سے وہ ہر رہ کہاں ہو دگیا
 ہم سحر تک سے بچ و تاب میں رات
 اور نہ آئے تھے اک عدا میں رات
 دل گرا تا مد اضطراب میں راب
 اُس کے کھڑے کی ہر ریاں ہی ماد
 یاں جو رہتا تھا اک حواں ہی یاد
 گرا شک ہیں تو آہ سر کر
 اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
 حالت تو مری ہے جائے اسوس
 چارہ ہیں اب سوائے اسوس
 کسی دئے تھے سو حوں جم رہا ہے آنکھوں میں
 حات اذ تک م رہا ہے آنکھوں میں
 جگر سے اتک کل تم رہا ہے آنکھوں میں
 یاں کی ستادی یہ اعتماد ہیں

آج لے کر ہرے مرے دیو اے کی
 آج کی رات جو کس کل کا مسر ہو وصال
 تلوں کی دید کو حاتا ہوں تیریں قائم
 ہر طرف وہ نگاہ لڑتی ہے
 کیا ہی کھڑا ہو وہ کہ جس کے حدود
 قائم آتا ہے پھر وہ میں ٹھن کر
 اٹھاوے ستم یا حاکم کیا کرے
 میں حاتا ہوں کئے کو اب دیر سے
 نگاہوں سے لگا ہوں سامنے ہوتی ہیں جگہ ٹال
 قدرت بلذبابہ و قومی پایہ درویش
 ارٹوسلاں میرسمس الدین فقیر رحمہ اللہ، درویش وضع، خلق طبع، رتہ قد رشتہ ربیع
 ستوہ معائنہ مدح، سمد لطمہ درمیداں فارسی و ہندی جالاک و حست و تصویر
 لے لطیف معائنہ در احوال مدی الفاظ درست، مدہ ویرا ملک مار در متاخرہ نہ لکھو
 مدہ ام اگر یہ ارسلک متوسطن است لیکن متہرہ استعارش در متاخرہ استہارہ رافہ
 دولانس منظر یا مدہ مگر ہمیں سزل کہ متہور عالم است ما حدیث، دکر نگارشی آرد۔
 تسدہ ام کہ میر۔ گوراحال در مدہ ماد استہامت دارد، اصلاح عربی طاسرا از میسر
 شمس الدین فقیر کہ در ہمت، در حست، استحقاقی لعلی السلام، دارد از و مستہامہ
 سیر جس کی در صبا لے طلو، آماں ہے
 سیت البحر میں شند کہ مر اسطاد تھا
 اہل عدم کو در مرصا کا تھا کب تنویر
 تریوں ہوں حاکم تلوں میں ٹرا جس کے دارے
 کچھ رکا حاتا ہے دل گردے دیراے کی
 شمع روش کر دلوں میں حاکم یہ پرداے کی
 مجھے کچھ اور ارادہ میں خدا کرے
 کبھی اندھ بھی آں بیڑتی ہے
 آئینے کی طبعی آدھڑتی ہے
 دیکھیں کس کس سے ماں گڑتی ہے
 سچا راہ دن امک کیا کیا کرے
 کھلا نہ میں دیکھیں خدا کیا کرے
 کایک کھل گئی روطہ دل کی کلچر باں
 قدرت بلذبابہ و قومی پایہ درویش
 ارٹوسلاں میرسمس الدین فقیر رحمہ اللہ، درویش وضع، خلق طبع، رتہ قد رشتہ ربیع
 ستوہ معائنہ مدح، سمد لطمہ درمیداں فارسی و ہندی جالاک و حست و تصویر
 لے لطیف معائنہ در احوال مدی الفاظ درست، مدہ ویرا ملک مار در متاخرہ نہ لکھو
 مدہ ام اگر یہ ارسلک متوسطن است لیکن متہرہ استعارش در متاخرہ استہارہ رافہ
 دولانس منظر یا مدہ مگر ہمیں سزل کہ متہور عالم است ما حدیث، دکر نگارشی آرد۔
 تسدہ ام کہ میر۔ گوراحال در مدہ ماد استہامت دارد، اصلاح عربی طاسرا از میسر
 شمس الدین فقیر کہ در ہمت، در حست، استحقاقی لعلی السلام، دارد از و مستہامہ
 سیر جس کی در صبا لے طلو، آماں ہے
 سیت البحر میں شند کہ مر اسطاد تھا
 اہل عدم کو در مرصا کا تھا کب تنویر
 تریوں ہوں حاکم تلوں میں ٹرا جس کے دارے

نہ یو جھوٹے گلشن کی حقیقت
 راہِ درِ مسجدِ حرامات کی تو نے
 ایدہروں میں مالاں ہوں دھڑکنے
 قائم رہو رحوں ہی اور دور ہی منزل
 پھرے رہا نہ جہاں تک ہی ہم سے ماہِ مہرے
 فلکِ ولایت کو پہنچے ہم کو لیک نہ ڈرے
 مرا جی تھکو گریہ سارا اس ہے
 نہ مرے دے ہم قائم کو لکس
 ماہِ عمر ہے قائم کوئی دے
 اس کے جویاں سے حاش گے ہم
 حوسر طے دوستی کی پیارے
 اسما ہی جو دل نہ رہ سکے گا
 جھٹھا کوئی تھاں میں آستہ سہرس
 لے دل مرگیا نہ مل نگر جوں سے تو
 اسی اے دیدہ و دل محمہ نہ بیدا کرد
 دل مرا جس یہ کہتا ہے وہ دلسر قائم
 کہی دکھا کے کمر اور کہی دہاں محکو
 تو اتنے واسطے لے ماعناں نہ کاوش کر
 دایاں گل تنک ہو کہاں دترن مجھے
 قائم میں عبدلیبِ خوش آہنگ تھا دے
 کیا حاسے ہم کہاں ہیں اور دینِ دل کدھر ہے

برس گرے کہ میں ہوں اور قفس ہو
 جی بھی یو ہیں چاہے تھا کرامات کی تو نے
 اس کس سے مرجان ملاقات کی تو نے
 کس تہی کا ظلم ہو میں ات کی تو نے
 کسی نے پھرے نہ پھرے گا حد نہ پھرے
 کہ ٹلا سا کس آبی ہی ہما نہ پھرے
 یرا تما بھی تو نا کا۔ اہیں ہے
 حد او بری سے کچھ چار اس ہے
 اسے جوں گل پیارے کاٹ ہسکر
 پھر تھکو نہ مسہ دکھائیں گے ہم
 جتنے ہیں تو کرد دکھائیں گے ہم
 ٹمک دور سے دیکھ جائیں گے ہم
 ہے لومو رہی یا رہی برس قدر میں
 ایسی گرہ میں اں کے کھلائے کو رہیں
 دیکھیں کا ہوئے حد کو تو تک اک یاد کرد
 جی جہاں چاہے تھا ر امری فریاد کرد
 بیٹ تنگ کا تو نے اسے میاں محکو
 ہست ہو سائے دنوار کلب ماں محکو
 تھکے سیر مارے نہ کرے ہو میں مجھے
 راع و رعس کے ساتھ کیا ہم مقص مجھے
 عالم میں تفرقے کی کس کی کسے پھرے

از احوال متاخرین | قرین مجلس، اور مردم کمر حجت نذر تھے سہارا اگر ان ممال
حضرت، طبع موردے دارد سده اور اکملہ دیدہ ام نہ مقرر مہارہ مشاعہ آمدہ لود
لومشق سہ سلامت استاد دوست سے

سارے سے دھاما دوسا ہو عرس قم، لہ کے لئے کو ا ہو
ہمارے مرے کارہ شوح عم کرے نہ کہ یہی کے لیں را کوں کو، کرے نہ کہ
کہا تو سے کہ میں آؤں تیرے گھر میں قریب دور مستی نہ کہیں کرم کرے نہ کہیں
از تازہ گو این رہاں مہر حوں لعل سے نہ تیراں ہاں لعل سالہ ماہ بیتہ
لود دریں کس و سال، کمال جونی حبس میرا، زائدہ در رابع سودا سلہ اعد تقارین
دورے دریں آباد فوج مرگی صفت کید، میرت اس رسا تیر تھا مایکے اور تھا مایکے
در ماستس افتادیں سگان عادات خود عوامودہ ماسہ لعل ہر جہاں گاماں بکاشتہ
ناگمانی لحر واکسار بیت آمدہ عدد جو سہ، گما، استہ مدام افتادہ ام، اہ مدہید عرس
آں معر دران ہیج یروا کردہ رہاں، شتام کشادہ لود و لہ ایسہار متھاسہ سے
عیرت باچارق نقضادہ دست لقصہ سدید آصرت کے رجحوت دار، جہاں لعل
سیکین کاہراں سکول شہد گردید ع آفس مادیں بہتہ مرا، ار کہ جہاں جودرا
قرمانی رو کرد حدایتیں مامرد و از دوست سے

لوں سید فاکل گے ہواں ہیگل کے کیا کہ ایہ نے لہ میں کس کے
کہا کہ دل میں نہ کہ نہ کشیہ سے سوچا کہ نہ نہ سے "یاں میں گل کے
قانع سلس حیرت ماہ ہاں است سہ ہی و ماری، ہر در سیکرید تھاں ار
شاہجہاں آنا، است اور دیتے در لکھ شقام دار در سے ہی مہ ہر در رابع سوا
سلہ آمدہ لود ہیترم در محال سے دار حتمالیت، رتہ پیر نہ اعلا نہ جود سے
کسے دستہ مانند مشاہیراں سہ، ریح موردے دار، استہ اہ ازہ مستقیما

ما ترے سب موج دم تھیں سیر
 مائے قدرت کو بھلے کیا حال
 نئے سویتے مرے کسور جاں سے
 درمی آہ کبھی ہو نہ رہیں گیر
 گر آنکھ سے ہے کچھ تو تری دید
 سرگی نہ تیغ یردہ فاکوس ہی
 یردے کی گر سمجھو ہو یہ سب لایا
 اقت تو کبھی کے کوس یاں سے گر گئے

اسے عود مار کچھ بھی فکر اس سحر کا
 ہو خطایا نہ سر خط اس کے تقدیر کا
 کوں اکھڑیاں ملتا یہ اٹھا سواں گراں سے
 نہ سرو لگا ہے جس کا بہتاں سے
 مقصود اگر ہے تو ترامام رباں سے
 تو تر دہل سے اٹھا سوا علوہ طاؤس ہے
 گرہ دے یاگ ہو وعلوہ ماؤس ہے
 اے داع نگ ہے اور حقیقت ماؤس ہے

اس طرح سے تعریف تھی تھی مجھے
 و تو کس عشرت سے کیے رنگی
 ماسام ہوتا ہے گلگوں کا دور
 عشرت یہ لول اک تماشیاں تھے
 لہارگی گور عیساں کی طرف
 دوپٹیں دکھلا کر مجھے کہنے لگی
 اے کہ عاہ و نکبت دیا ہے آج
 درت مائے جم رکتے تھے شمع ریا
 صبح جس ہم سے جس جھوٹے ہو
 قدم ہیں ترے وہ حاک لتیں ہم
 ہمارے تری حوں سایہ و جوشید
 کا ہے دل اس کا ہے فکر اس کا

کیا تھی ملک دم کیا ہی سر میں طوس ہے
 اس طرف آوازِ طل اور دھر صدائے کوس ہے
 شب ہوئی تو ماہرویوں سے کار دوس ہے
 چل دکھاؤں تو حوقد آرا کا محسوس ہے
 جس حکہ جان تمنا سوطح مایوس ہے
 نہ سکد رہے نہ دارا ہے یہ کیا ڈوس ہے
 کچھ بھی اس کے یاس غیر اسرت دوس ہے
 آج رہیں جامے یہ حرۃ سالوس ہے
 فردہ لے تمام غریبی کہ وطن جھوٹے ہے
 تامٹ نہ چکس آئیے جھوٹس نہ زمیں ہم
 جس ماس تو ہم ہیں جہاں تو ہی ہیں ہم
 تیر سید اور دھر رو کرے گھر اس کا ہی

سنگت کہ این تعرضت ملکہ این ٹیکہ است ایں جہت کا ٹیکہ در سحر استور گردید عرصہ عجب
تخصیصہ بود حدیثش یا مرد سہ
کس کس طرح سوں کی صورت پر لگ کرٹے کافراں اکھڑوں لے دیکھے ہیں کیا جھکے
سوں کے تھیں اس حد راسا ہی یہ کافر مراعی حد اعات ہی

رباعی

کیا بھرتی ہے میکے میں ٹکی ٹکی راہد عائد سے دور ٹکی ٹکی
قاصی کا نہ ڈر نہ محنت کا کافر یہ دختر رہی جس سے اٹکی اٹکی
شاعر زبردست و متاق قدیم میر تقی حسین اتخلص نہ کلیم حواں محمد تا ہی گدگد
و درار قد بودا میر تقی قرات قریہ وار در دوس شتر شاعری استاد جس بحر دجا طعنت
در ستر و ظلم موحرل رسالہ در عرصہ وقافہ ہندی تصنیف نمودہ و موصوفہ را کہ کتاب علی
است برمان ریختہ تر حمہ کردہ کتابے در ستر ہندی میراجا نمودہ جیا جیہ یک فقرہ او
ساد مادہ قلمی میاید، در دینیکہ احمد شاہ رابیل در حسیم گستہ دران مقدمہ میگوید فقرہ
کل کے دن تھے مادشاہ اور ویر، آج کے دن ہوٹھے ہیں اندھے ہو نصیر، ایسی دولت
سے رہا رہنما، فاعتر وایا اولی الاصار، ما وجودا میں روز قوت شاعری ملک در
کلام مافہ ساریں اتعارش اتہار یا مت۔ عرصہ تھے حوس بود در شاہماں آماد

نہ رحمت آئی بیوست۔ حدالین یا مرد، ایں حدیت توح از دست سہ

آئی ہو دل نہ قلعہ ماسے است گشت وہ دن گئے کلیم کہ بیتہ سگ تھا
عوں ہے مہ بیتہ یا کلا ٹیکے ہی عجبے ٹکڑے کہ ستھکے آس ٹیکے ہی
تھیں آکھوں میں کیوکر کوں کہ ہی رستا یہر لسا لگا کہ بہ حالہ حواس ٹیکے ہی
نوسہ بھی جیر ہے اسے مری جان ہنس قدر س میر پری ہو ہم سے ترا ماں اس قدر
ہم گم ہوئے ہیں صحت سے حوں بومیالناع پھرتا ہی دنگ کل کہ ہمارا کرے صراغ

تعلہ اگر اُسٹے دل پر اضطراب کا جل جائے سو حکمت سے حکم آفتاب کا

حرف الکاف

میان کترین اراہام سداں در ملک متوسط مردے لود لوکری بیتہ در
سرکار لواب عماد الملک سرور لود موافق استعداد خود میگفت این چند شعر از شعر آستوہ
اد نگارش می آید۔

شاہ کا کل - ہم ار ملک متوسطیں در دیتے لود معاصر میاں آرد، کا کل تلخ
می نمود، اد اٹل لوکری بیتہ لود ادا ترک لاس کرداں دوتغیر و نکوس
خوردہ ۔

وعدہ کیا تھا صح - آما وہ اب تلک کھیجو گگا اس حاکو سجاو میں ک تلک
حب اٹھ جلا لعل سے تو لو جھیلے گا ک کا کل کو کھول نہ - سبایا کہ شب تلک
میخ لطف اللہ کامل، تلخ است گرداں حاکو سیرار متوسطں سچھے لود
از دست ۔

وہ مراے ہر فائل اس قدر جو میر ہے کا دیتا کلے جس کے ڈر سے یار و آفتاب
میر علی نقی کا فریٹیک، حوال محمدت ہی، ار ملک متوسطیں است، ارد سے لطف
مرشد آمارت سار حوت رو و طرف طے لود، اول فارسی می گفت تسکین
تلخ می کرد ماراں ہم تکیں یافت جنون تلخ کردیوں و رحمت حاو دھاں
جوہر سرا نوکتر بیتہ گفت آمار کرد رو سے قلہ گاہ اس نصرا را و طرات ماوے
و مودد کہ تما فارسی و ہندی گفتہ احوال عسری گوئید و ملعون تلخ کید بریں سخن
سیار حمد، وہ تسمیہ او اوست کہ تلخ لفظ کا فر میگرد ہر شعرے میجو اندر دقت میجوڑ

سہ جو کہ اسرار حلاوت تدبیر تھے لہذا خارج کر دیئے گئے

دارداروست ۛ

مجھ دل کا اس طلب سمجھ کر علاج کر
مدد ہے ہی عیش کا مار دیکھا
کھنجن رے گزشتہ اس معلوم میت کہ اس کجاست ہمیں دوسرا دشیدہ مست
عشق میں راحت ہو یا آرا رہو یا ہو سو ہو
کیا کریں اب مجھے یا چار ہو یا ہو سو ہو
گر گریاں چاک کھنجن حل بیاں کی طر
دیکھ لے بھی مرا اک مار ہو یا ہو سو ہو

حرف الکاف فارسی

درس فصل ارتقا میں دستوں سے زیادہ مکرار ملک متاخرین جیائے تہ و تیریں
ماں بیاں مدد علیٰ حال التخلّص۔ گماں مردیست سیاہی میتہ از یارایں کو کہ حال حال
اصلتس ارتقا ہماں آما داس، امید و مقصد و عمل ہمہ میگود فکر حوصلے دارد در کار
موافق رہا موافق سب در مص آما و لیس میرد ار لیسکہ متناقضت و ردائی طبع دارد
کلاستس حالی ارتقا میت۔ عدالس سلامت دارد از و مست ۛ

صدم تر مجھے آکے ہم آغوش ہو گیا
عمدوں ہاں دادوں سے فراموش ہو گیا
قتل کرتی ہے ہنس یہ ابروئے حیدر کج
کاٹ دو باگرتی سے ہوتی ہے خونوار کج
راست کہ کس لے کیا تھکو گماں سے دگماں
اس سے کہوں کرتا ہو تو ہر وقت اگھتار کج
دل بیساختہ تری رلف بریتاں کے بیچ
تسا سے آرام ہنس حال کسی آں کے بیچ
مہر مانی سے کبھی تو لے کی مجھے مات
جی نل جائیگا میرا اسی ارماں کے بیچ
گرے ہی تیری یاد میں دل رات لے طح
حالی سے عورت، ہائے یہ فصل ہمار حیف
اگر سی ہو یہ مرے مات لے طح
ہر دور ہم سے یاد رہا ہر حیف
اس گل کے دیکھتے ہی ہوا بلع مار دل
مست یر لے کر ہوئی ملل حریدار جس
مست یر لے کھر ہوا اب کرم باز ار جس

یوچہ مست عم کی دہستاں لے دل
تم جاگو دیار سے کیوں کر کریں ہم
تو یار لگے ہم سے حب امک ہو گیا ہو
تم ہو تو ہم کہاں ہیں ہم ہیں تو تم کہاں ہو
لے وطمعور میں تو ستورہ معلوم اے مطر
عمر رفتہ کا یا ماکھوچ ہر گز اے کلیم
عرو جس نکس بس کسی کی داد کو بھیجے
بات اس کی رماں ر آئی
سیر کیوں ہوگا ہی اتنا کلیم
سیری کی بھی سیر کر گئے ہم
حوں اتک کہ ہستی اور عدم میں
وہاں عصب ہوئے رفتہ رفتہ
تو آمارع میں تبتا و غم سے عم ہوا
کس یریتاں لے دم رکھا ہر ج و تاسے

کہ پڑا ٹوٹ آسماں اسے دل
حوں عکرتھا تو بھی نی ہی گئے وہیں ہم
کس کو بعد جانے کس کو کہیں قریں ہم
نام ہیں سب ہو ہم میں یا ہیگے سب ہیں ہم
کسی کا دل ہوا ہی ساید اس سے دوس انال
آب کو حوٰں شمع میں ہر آنکھ میں کم کیا
عص تم میں یکے احوال ہم درما کو بھیجے
یہر حسرتی ہماں یر آئی
کمالا اس حواں یر آئی
اس پل سے ہی گر گئے ہم
س اسامک قدم بھا دھر گئے ہم
ہماں مارے ادب کے مر گئے ہم
طوق قمری کا لعل سے حلقہ ماتم ہوا
حادہ آتا ہو لطر حوٰں لعل کج رحم ہوا

رباعیات

گلرد توچیں میں اصلی سے نہ گیا
دل سے نہ کوئی تیری گلی سے نہ گیا

دیگر

ہر حید لگاتے ہیں تباں گل مہدی
ہیبت کہ کس طرح کا موگا وہ ہاتھ
ترے ہی قدم تلے گئی رل مہدی
س ہاتھ سیتی قراع ہوئی گل مہدی
لالہ کا ہستی نا تھ متوطن قصہ نہ لالہ لیر لودہ
راے متیکارہ دواں ش، طبع مورد

عصے ہو کر گایہ کیسے گزارے محبہ تو ہو گا متلاصورت
 خواہی وہ دلداری کرے خواہی دل رازی کرے دل ہی ہیں ماتی رہا حواری کرے
 مدہوں جیم اس کی کریں در لہا کھینچیں حال میں کیوں کر کہے دل کو کوئی کس طرح ہتھاری کرے
 گریاں، میر علی امجد ولد میر علی اکبر، خواہے است تالیستہ متوطن تاجمان آباد
 اوائل صلاح ارماں قدرت و او احوال میر صاحبہ المد گرفتہ، سیاہی مینتہ است اگر
 رورگار در صحت میدہن تو تے نسس دارد سلامت باشد از روستا سے
 سے قصہ مرا جو یکدم کوئی درد و محنت کا نہ لیوے رنگی بھرام بھر ہر گرجت کا
 مجھے حب و کیمیا تہاتہ سے کھڑا جھیلنا نکالا طور اسے اور ہی صاحب سلامت کا
 دیکھے تو سے گاہ بھر کر مرا دے وہیں آہ بھر کر
 سک دمی یہ رو دے کی حی کو ذاع کرتی ہی کہ دوستی تم سے سر رکھتا ہیں مار کھس ایما

حرف اللام

لطیفی دھنتی، لطیفی تخلص ار قدیم است اور است سے
 تجھ عشق کی آگ سے شعلہ ہو حل اٹھاچی دل موم کے موئے گل گل گھل گیا ہے
 میں عشق کی گلی میں گھیل پڑا ہوں تیر جوں کا مانا آکر محکو کھل گیا ہے

حرف المیم

احوال شعراے قدیم | ابوالکاسم مرزا تخلص ار مقربان ابوحس تاجا شاہ رحمہ اللہ
 بود جوں خورشید و شال آں ملک راتا راج کرد این عویر بمقتضای عیبت لاس فقیری
 بوسیدہ ار ہماں علت گردیدہ در کج تنہائی نہ عبد المدحج کہ در میدان باد مستور است
 لبتہ عمر بیاد آتی سر برد وہاں حامدوں گشت۔ خدا یس یا مررد از روستا سے

کوں سو دیکھا وہ دل جو ہم قفس سے چھوٹ کر
 دیکھتا ہوں جہاں تباہی کو میں
 در جاؤں گر کہیں تو ایسی رہاں سے نکلو
 گل بھی تنم سے نہ دیکھے یوں سحر بھیگے ہوئے
 سر تھکایا میں جو قدموں پر تو عرصہ ہو کما
 مرا دل دیکھے کو جس شکر کے ترستا ہے
 واسطے جس کے سہمی محکو ترا کہتے ہیں
 ہر ارا مہوس تو ابابا ہیں مدح و اہل ہے
 تری یہ تیج میاں کاش مجھ چل جاوے
 میں اس لئے نہیں کہتا ہوں ایسی حالت دل
 مجھے تو ریت ہی دستور ہو گئی ہے اب
 اس میں نہوتے ہم ترے ہمدست لہجے پا
 اس رشتک سے کہ کوئی یاوے مرا سر ابر
 ل سے سووائے تباہ تھا مجھے معلوم تھا
 کس صفائی سے ترا تیر گہ تھا جھوٹا
 حور جی کیس کرتا تھا خدائی کے تیج
 قتل کر محکو مری لہجے یہ لولہ تل
 گداز تخلص ارمنا حین است اگر داں مہاں حسرت، سیاہی میدہ گاہ گاہ ہے

در لکھو سطر ہی آمد احوال معلوم نیست کہ کجاست از دوست

تجھے گمراہیے کہاں سیٹے
 ایسے ملے کی تو نا صورت
 حب کہا میں کہ تجھ عاتق ہوں
 محکو اسی را دکھا صورت

از احوال متوسطین | احوال قلی حاں موروں تخلص صوبہ دار قلنہ رہا سور

در عہد شاہ در شاہ لود اس شعر سام اود مدہ شد

موزوں سے راہ عشق میں بھاب قدم کیا

ہو مصلحت سے دور کالوں کرے گا کسا

میر میراں سدوارش حاں خطاب داشت از دوست

آہ گرامع میں وہ سرور حراماں گزرے

اتک قمری سے گلستاں میں طوماں گزرے

راے آنذر ام مخلص از شاعران فارسی است شاگردم را میدل، وکیل

لواہ اعتماد الدولہ، در آخر س شعر درایت حاں آرو سے نمود، احوال اودر

تذکرہ حاں مذکور مسطور اس گاہ گاہے سدرت شعر ریختہ پیر میگفت ارار

صحت النفس در گریست از دوست

آئے کی، صوم کس کی گلزار میں ٹری ہے

ہاتھ ارگے کا بیالہ رگس لئے کھڑی ہے

میاں شاہ فرقل مرد فقیرے لود حافظ قرآن، مرداں آں ریاں اسبِ فصل و

کمال انتر است می نمود۔ فکر الفاظ تارہ میگرد

سیتس حسن کا مام ہوتا ہے اُس کو سوا حسرام ہوتا ہے

ایم اعظم جو چاہتے ہو تم سو فرقل کا مام ہوتا ہے

میں ہوں میرا فرقل رم گیا دشمنوں کے میں کی جیتی ہو گئی

اے فرقل مار کا گھوڑا گدا شوح بولا حل لے چل آگے سے حل

مضمون گلس لعلت ارمیں رختاں اس سحر تارہ دم دلیب خاطر است رسا صا

یاں ملند آدارہ، در لوستار، جس سرور موروں میاں شرف الدین المخلص

عارض میں حد رکات سے گال سوں اچھا سمجھیں ہیں کلف کو نہ تجھ حال سوں اچھا
 مرزا وہ بوسال کدھر ٹکے جس لگتا تھا جس کے ہاتھ نہ گل ڈال سوں اچھا
 محمود بیگ دکھی ار قدیم است متوطن سچا اور معاصر فخری ملکہ قراستے میرا دے دست
 لوگاں کہیں تیر سوں کچھ سخت پس و لیکں جو کوئی یا سوں بھیڑا وہ سخت ہی تبھرتے

ملک دکھی او ہم راں دیا رودار زوست سے
 تن من مد اکروں اس ہتیار ساقی اویر یک قطرہ نے کھلا کر جس نے حر کیا ہے
 موسوی خاں فطرت و موسوی تخلص شاعر فارسی لود فطرت و موسوی
 معبر سے تخلص دست در راں عالمگیر بادشاہ، ایک شعر رسیۃ ہم ار دست سے
 ار دلہ ساہ تو بدل و صوم پڑی ہے در حانہ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے
 دو صیر سہ ما موسوی رد در گود صدائے سکری و میراؤں پیوں کی جھوٹ
 محنت، تخلص ار ساعان دکھں لود لیکں ار کلاست معلوم می شود کہ با مردم ہندوستان
 تربیت یافتہ لودار زوست سے

تم ہر کسی سے وعدہ دیدارت کرو اسی راں سے جھوٹ کا اقرار کر دو
 مہر علی سچے لودار مردم دکھں در کمال طراوت و خوش طبعی لیسر حطیب بادشاہ
 معاصران خود راہ طبع و استمراری رنخامید، ما ہم کس نہ مسخریت فی آمد یا بیا بھیر تعل است
 رورے در مجلس بد کویت سر لود، تھیں سے سے خواہد، بیدریش معنی اول طور سے ملکوت
 و این رکس ادیچوں سخت در میاں آمد این عریا در جو دگمت کہ صاحب تنامید اسد
 (حائے طیب کا) چوں بیدریش حطیب لود این نسل ر موقع امتداد
 حدالین یا مردار زوست سے

موتی دریائیں ایسے تپیں کاں لگے ہوویں کہ تمھیں کے وہ ساگوش کے بمبر ہوویں

لے صراحت لفظ خلاف تہذیب سمجھ کر خارج کر دیا گیا ہے

ایک بوٹا ہی وہ مرد خود لیسہ
 ہسی سری سارے بچھڑی ہے
 میکے میں گر سراسر فعل ماقول ہے
 کرے ہے وار بھی کمال کو سرتاج
 ہس ہیں ہوٹھ سرے باں سے شرج
 جلاکتی سب جب آگے سے وہ محو جاتا ہے
 مریہ اتنا کٹا صد کی طرح ہر گر بہن تھا
 اگر یاؤں تو مضمون کو رکھوں مادہ
 مضمون تو تکر کر کہ ترا نام سن قریب
 مرزا مظہر ار صحاے رمال و بلعائے دوران مرزا مظہر حال حاماں اتخلص
 منظر تاعربیت مقدس و ہر برگ، اصلش اگر آباد است، حوس لبر و خرمہ البت کہ
 در تقریر و تحریر کے گنجین و حیریں شاگردان و بیدار بنیادیں نزدیک و دور سیدہ یاتہ
 الحال لطف بمثل مراد و ماد استقامت دارد و ہما بجا و غلط میرا مانا کر اہل سنت مرید و
 تہادہ ادھالیں سلامت دارد و از دوست

حد اس کے واسطے اس کو لٹو کو
 حواں مارا گیا حواں کے اوپر مرزا مظہر
 ہے کی نوبہ اور وہ جس میانی ہی سار
 رگس گل کی دیکھ کر کلیاں کھلی حافی میں سب
 رہا ہوں رانی گل دیکھ ہر سر
 تش کو شہزادہ کو کو کھلا کہو
 بی اب گل کے ہاتھ سے چلا کر آشتیاں یا
 یہی اک شہر میں متاثر رہا ہے
 بھلا تھا مانرا بھلا و کچھ تھا سو کام آیا
 ہائے کچھ جا رہیں کامت حافی ہے بیاہ
 پھیراں خواہد فتنوں کو دھکا دیتی ہے ہمار
 سوچ کے ہاتھ چوہی و پکھا صا کے ہاتھ
 مس اس سمارہ سوختہ کو دل گما کہو
 بھوڑا ہائے ملل کی جس میں کچن سار یا

یہ مضمون مردے بود لو کرمی بیٹہ متوطن جاہو کہ قصہ الیت متصل اکراماد، مترفع حوی
 ار اکراما دامہ لتا ہماں آماد در رمت المساحہ استقامت در مد ہر حد کم گو بود لکین
 خوش گو اراد لاریج مرد گنج تکر حیا کہ خود گھ ۵

کریں کیوں نہ تکر لکوں سے مرید کہ دادا ہمارا ہے ماما مرید
 ۵ ملحق سخن ار حاں آرد و بگرفت بسبب نزلہ و داسٹ ہمہ افتاد چو بود حاں بد کو
 اورا شاعر پیدا نہ مگفتہ۔ نقل است کہ مہاں مضمون سفارت آسائے راے
 رورگار میت لواب عمدہ الملک مود، لواب والا حیات قبول کرد آں عریہ ہمیت
 در کار و مار حاضر میامد حیا یچ لواب راگماں آں ست کہ تنخواہ منامد، واپں لو کر
 کم رماں دلس کہ ستاید من نوکر شدہ ام۔ جوں مد دہ ماہ گرتت صورت ایں
 حال مہاں مضمون تقریر مودا و شتاں فی البدیہ اس شعر گھ میت لواب عمدہ الملک
 و ستاد۔ آں لواب قدر ستاس ہماں وقت تنخواہ ارتا یرج ملا رمت حساب مود
 تحت ۵

مرض حال لیے سے ہیں اہل تہرات لیس بہن سخن رکھتے راں کے بچ گویا نہ خیب
 عرص محب عزیز کے بود آخر ہماں حادثہ نقصائے الہی فوت شد خدایت یا مرد
 ایں اشار از و ست ۵

ہم لے کیا کیا نہ ترے عم میں لے محبوب کیا	صبر ایوب گما گریہ لعقوب کیا
ہوئے ہیں ہر قرۃ سیتی زلفں اسود کھلکدیا	کہیں کیو کر یہ جیتوں کو حری مردم لکے دیا
انہوں مار جھٹٹ پٹ لیتے ہیں دل کو انکا	کس ساتروں سے سکھاز لہوں لے تری لٹکا
چھیکر مجاہدوں سے اس طرح آملگ ۵	کوئی سے یہ بیاد سے ترے قہم کا کھٹکا
۵ یہ ہے قصہ قلا و قیامت ہے	ہسکے پھر دیکھت لہ قیامت ہے

روقتِ محمدتہ عہد اللہ - ادبم تک نہ محض معاصرین خود دوستی است احوال معلوم

ہست

جس سے سی ہے اسے بھلا ہمارا لی
گلن کے رخ ملل بھولی ہن سہما
جو تھے گلعدار حالے ہے
ایسے دل کو ہمارا حالے ہے
آکے لسا قرار ریفوں میں
یہ تالے قرار حالے ہے
گر رن تخی وٹاک اک حلوہ گرا ہے
سحر کے لطر دکھاس کا لطر آئے
تم سستی ہوئے ہو بھل گیر پارے
معلوم ہن مری کب اُمید آئے
دل دارے گلن ہن ہن اسک سے دریا
ہر جاہر سے عس ہے طالم حد صرا ہے
میاں صلاح الدین عرف کھن مشہورہ یک مار، کھن ویا کار، ہر دو بکھن دا
بیرہاہ کمال ہیرہ شاہ حلال قدس سرہ
سجھے لودگوستہ لٹن ارسلک موسٹس حوالہ
محمد تہاوی موٹس تہماں آماد، اکرنہ ورد و وظائف معلول لودہ سیدہ ام کہ دیکھو
آندہ رسوہا و کھن کہ ووال بچہ مشہور اند لطر لے داشت عاس و معنوق ہر دو ہما مگو

خود ہر خود عاشق لود حاسیہ در عشق اد خود گفہ

ہن ہدیاں سیکر آسوے جو ہن بحر دیا
کہے ہے ساری لیتی لائے کھن لے ہن کھو
حلے بہائے کھن کے مت ہن ہم کہاں
تم لوسن مہ ہوا موسس ہم ہن
ہن یوسف کی گئی گری مارا ہور
روح بھری ہے رلیجا کی حرد ہر ہوا
راجہ رام نرائن صوہ دار عظیم آماد، موزول تخلص ار شاگرداں سنج علی حریہ
صاحب دیواں فارسی، ہسیار جو سگو، آتارست و سیاہ دوس لود، شہر ریختہ کم گفہ
گفہ لکرو وقتیکہ حشر شہید سدں شرح الدولہ در تہرانا دہما وقت فی الندیہ این شعر محواہ
ار ہر داراں حرمی پر سہہ و گنگر سہہ ہن ہن تعوار دسا دگا رہا د
عرا لال تم تو دلف ہو کہو بچوں کے مرکی
ودا ما مگر گتا آچو کو ویرا لے یہ کیا گرا

ہر احسا ہے جی اس نال سکس کی عرس پر کہ جس لے آسکے بیکر بیکل کے جیوڑا آشاں سا
 راج مس رنگ حساے کھیا بالال کر و لے ساں دل پر جون کو یا مال کر و
 میرد اللہ والد میر عمرہ علی رہ کہ یتیم کو رہتہ جواں عہد شاہی لود نخلص کے گرد۔
 گاہ گاہ ہے در سبب مسکفت و اسعر السار رلط و است۔ در علم موسیقی سر مارنے

پیدا کردہ لود، جمال نمب خاں را در سبب میخواد از دوست
 ایسا ہیں وہ سورج جسے گھر کوئی یا لے بر چھ سا ہوئے۔ اُسے ڈھوڑ لکا لے
 اشک آنکھ سے دل ہاتھ سے جی میں سے چلا جائے لے رے مرست کوئی کس کسکو سہا لے
 کرتے تو ہیں گھر میں۔ ساں کہہ دل میں سب تو ساں ہیں ہی یہ جدا کام نہ ڈالے
 شیخ محمد مراد مراد و تخلص در سبب متوسط تھے گریستہ است از دوست
 جاں لب میوں میں حماروں ادا آتی ہو ہمار در سبب سامانی اگر جام میں صہا سیکھے
 منعم نخلص را در برگ مہاں محمد فاکم، ارمتا ہراں میب لکس شعر تہ دار
 مگویا ارکلاکتس نیگی طاہر اس از دوست

بھولی میں ہے چکو ستوں کی ادا ہو رہ
 آنکھوں میں کس کے یائے نگار کس کا نقش ہے ٹپکے ہو چاکے اساک جو رنگ حما ہو رہ
 تصویر اس کی کیسج کے مار واد لکے ساتھ ماراں کی لینے آپ یہ دستب صما ہو رہ
 لوہو سے ماسوں کے گلی لالہ مار ہے معجم وہ طفسل کرتا ہے مشق حما ہو رہ
 مراد محمدی را در کلاں مرزا سرد

ملگ بر ایک رات آمں ہرں سو ہمارے من کا جیسا بھی کھی ہو
 مراد محمدی نام تھے لود از دوست
 مرا احوال تیں سر ہا دردے وہ ایسا کھو و ما تھر کا گھوڑے
 پیدا مام الدین خاں دلہ سیمس الدین خاں میر جو کی رسالہ والا شاہی بود

رہے آئندہ جو سید بیتی صیاسے اور دوسے رشتاں ماہ وسعد اور اسداں صاحب
 قدرت و شہادت طرقت مالمطرت شفا فی، برادر دادہ سراج الدین علی حال آرد و بہر ایشاگرداں
 اسب، متوطن اکبر آباد، حوالہ چھتائی، الحال دوسا، جہاں آما اسن س اور قریبیت
 رہا، تذکرہ متقدمین معاصرین اربالہ او یادگار مادہ است، زمانہ ہی و عزل و قیود
 وجود صبح ہمہ منگو مد لکس ایچ گویدار مرلیات کہ سارا مہار و طرار و رومی سرا و دیکہ گرم بارانی
 او بہت سیار صاسیہ و ماع است و ماع او می رسید، حاشا سلامت ماکرامت اہر
 از دست سہ

کما دل سے، کہہ یاں بھی۔ لی آریبدہ تھا
 قاسد حوداں سے آیا و ترمیدہ میں ہوا
 تھے ہر آن مرے یاس کا آہی گس
 ہم اسیروں کو بھلا کہا جو ہمارا آئی سم
 ئی گیا میر کا اس لبت و نعل میں لیکیں
 اسے فائدہ دے، لیچھے میر بھی ایدھر کو چلتا
 حال مجھ میں ہر جہہ قلقل ہو و یگا
 ماں آئے میسر، مجھ کو تھے جو دہا اتے
 میں اُس کی گیا سو گیا، نہ لایا میر
 سہ جس میں کم نطلم کیا
 اس نے گل کا ہے کتنا ثبات
 یوں میں جی مرے ادھر یا روکیا
 اد دل سے دیارِ حدائی سے رتک باع
 میں سوئے میر و نا رہے گا
 رو آستیاں طائر رنگ یریدہ بھت
 بیارہ گریہ ماک و گریاں دریدہ بھت
 کما گدے کیجئے صوص اس و پور مانہ ہی گیا
 مگر گری کہ وہ گدہ ارکا حاما ہی گیا
 نہ گنا ظلم ہی تھے سے، ہا مانا ہی گیا
 نو کہہ جس پہلو ہوں میں ہا اسکا جی نکلا
 سے گلگوں کا نیتا ہی کیاں لے لیکے رو و لگا
 پش اتفاق آئندہ سرے رو و روٹا
 میں میر میر اسے کہہ مت یکار رہا
 کہ ہا لگاں یر بر حشم کب
 کلی سے نہ نہ کہہ ستم کب
 عاشق کا اپنے آحری و ہارہ نہ کہہ
 تنکو بھی ہو نصیب نہ گلزار و کو کا
 وہا بہ کہہ کو سوتا رہے کجا

شیخ محمد محسن المخلص بہ محسن جو امے است کمال علم و حلم و افرامے شیخ سراج الدین
علی حال آرزو سرا در دادہ میر محمد معی، اصل تسل را کرا تا داس ترمیت و صبح جان ہو کر
یا فتنہ در علم تعزیمات بسیار و در الحال و در سر کار و اب فلک حجاب سالار جنگ ہما در ہزار
اسا ارباب تکلیفات را ماہ مدے تندرہ مر آستن را عجب باں طرف کست و در اوائل
انگہ گفتم ہاں گفتمہ یارہ اراں نگار سس می آرد سہ

محسن بہ روؤں میں دھلا کہ کیا کردوں	اک دل باطن میں تھا سوا کو بھی کھو دیا
حسن دلی تری گلی سے میں عزم ہو کر کیا	ہر اک قدم بہ راہ میں بھر سگر کیا
کیا جاسیے وہ شیخ کہ میر ہے کدھر نہیں	ہم کو تو قہر کی ہی اپنی حسرت نہیں
حال بپ ہوں میں بکھائے یہ حال نہیں	دل میں حسرت ہی رہی جانی ہے اراں نہیں
مرا راگ روا اس قدر درد ہے	کہ ماں رعنسراں را بھی گریہ ہے
یوسف مصر بھتا ہے کوئی	تھو سے دلیر عسیر دلبا کوہوں
حرف تیرے عقیق لب کا تنوع	رمدہ کر ماہے مام عینے کوہوں
ہلک آگے دکھ میں کچھ بھی حال آنکھوں میں	بھرسے ہے سہ بھی تیرا حال آنکھوں میں
یوچہ دختر زکی کو مجھ سے کبعت	لے ہی جانی ہے دل پہ پھیال آنکھوں میں

زبانی

بہ تخم محنت ایسے دل میں لویا دیں و داسے ہاتھ ہم لے دھویا
س عشق کا جوئے حانہ و براں یارب رولوں عالم سے اں لے ہو کو با
میر شعر لے ہندوستان واضح لکھائے زماں سار دلیر و حسن سج مدطیر ماں محمد تقی
خلص بہ میر رفت روائی کا جہاںش اوطاق سیر بر نرنگو بہر کال صبر ترقی اور حرم ہر ہر
لی گہرا فکر عالیشان در عین خوش آبی و طبع روایتیں سہایب سارا لی چرخ شرس و بیا
احت لکھن گلشن، متعش جوں دُر در سا وانا اور بخشش حجاب صیقل دکا کے اور یک

کھلاستے ہیں جو گیلڈی کا بیج اُس کے ممبر
 مامدِ تنوعِ افسوسِ غم سے بگھل گیا
 ہم سہ دل ہیں تجھے بھی مارکِ مراحِ نہ
 میں عشق کما حقہ طے اُدھر اُدھر چلا
 یہ چھپرہ دکھائے رُحِ رریرِ مرے
 مرگسا میں ملا یہ افسوس
 جسب سہ ماہِ بہم کو ہوئی،
 گل کی جھانکی دیکھی دیکھی دھائے لعل
 کی سیرِ حدِ افسانہ لکھیں لے گل میں یں
 ٹپک لطفِ یارِ بیکرِ گو کچھو کچھو ہو
 ہم تو اسیرِ کیمِ نفس ہو کے مر چلے
 حلوں سے کی باتیں ہوتی اگس جیس چلیا
 مطرب لے پڑھی تھی عرل اک میر کی ٹپکو
 ہو گا کسی درار کے مانے میں پڑا ممبر
 مرتے ہیں میری سرگس مار دکھ کر
 حاتم ہے ہرماں لے کو بچے سے مانے کے
 افسوس ہے کہ مطراکِ عمرِ مک ہے
 ڈھب ہیں تیرے سے بارع میں گل کے
 حائے رو میں دما کرے ہے عشق
 سر کر میرا میں جس کی سہا
 رہی گدہ مرتے دل میں داساں مری

سمیہ مار کو اک اور تار مارا ہوا
 روم ہماں میں بٹھے ہی روئے میں گل گیا
 تیوری چڑھائی تو لے کر یاں جی گل گیا
 لعلی کہ فرطِ سنوں سے جی بھی اُدھر چلا
 کتنا سے ممبر رگ تو کچھ اس لکھ چلا
 ہائے افسوس صد ہزار افسوس
 وہی سالی رہی اس افسوس
 اک مستِ ربیبے تھے گلشن میں حائے لعل
 بوڑھا تاجِ گل کو بکلی صد اسے لعل
 سو سہا ملک کہ چھو بھراں سے سری ہو ہو
 لے استہ صافی سر میں سری کس احمر
 جو بیگ لے دم مارا چھڑیاں مد کی ہلیا
 مجلس میں سب وحد کی حالت رہی سکو
 کہا اطمینان سے اس آرام طلب کو
 حائے ہیں جی سے کس در آوار دکھ کر
 آتا ہے جی بھرا درودِ بوار دکھ کر
 اور مر گئے نرے تئیں یکبار دکھ کر
 لوگنی کچھ دماغ میں گل کے
 حوں لعل حیراع میں گل کے
 ہے خواں بھی شراع میں گل کے
 اس دیار میں سمجھا کوئی زماں میری

میں وہ روئے دالا جلا ہوں جہاں سے
 تو لوں گالہاں عمر کو تنوں سے لے
 میاں ہی کو دکھا دل کو کتاب و کتب
 دل کا میں ٹھکا مانتا گلہ کی گم ہے
 لیتے ہی نام اُس کا سونے سے جو کہ اُسے
 ہلک میرا گلہ سوجھتا کی جلد حسرت لے
 گر اس کے جرح سے مالا لگا ہ کا
 بک قطرہ حوں بڑے قرہ سے ٹیک پڑا
 طوف مستدرکنس جو آؤں گا
 وصل میں رنگ اڑ گیا میرا
 کسک نہ سسم اُٹھائے گا
 مشکل تصویر وجود کی کب تک
 شرک سچ و برہن سے میرا
 ایسی ڈیڑھا لٹ کی جلدی مسد
 گل کو محبوب میں قس اس کیا
 صبح تک سمجھ کر کوہ صبی نہ ہی
 سوچا کچھ نہیں ہمیں اُس سے
 تا بقدر اسطر کہ کسا
 ہم فقیروں سے لے ادائیگی
 دل کتب اتنی جہاں سے سیایا نہ گیا
 گل لے ہر جید کما ماع میں رہاں ہیں

جسے امر ہر سال رونا رہے گا
 ہمیں کچھ کہے گا تو ہونا رہے گا
 جتنے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دکھا
 ترسے ملاکتوں کا ہم لے حساب دیکھا
 ہے خیر میرا صاحب کچھ تم لے جواب دکھا
 کیا یا نہ ہو دسا ہے یہ سلسلہ سحری کا
 جاہ جواب ہو جو اس دل کی حیاہ کا
 قصہ نہ کچھ ہوا دل غمراں یہاں سا
 تنوع و تامل کو سر چڑھاؤں گا
 کما حدائی کو مسد دکھاؤں گا
 اک دن تو یہی جی سے جا بے گا
 کسی دل آب میں بھی آئے گا
 کمنہ و دیر سے بھی جائے گا
 کسے نہ درلے میں سا بیٹے گا
 برق بکھارت جو اس کیا
 کہا یتیم کے لے التماس کیا
 تنوں لے ہم کو بے جواب کیا
 دل نے میرے رورسہ را کیا
 آں سٹھ جو تم لے پیار کیا
 گھر حلا سا مجھے اور ہم سے ٹھکایا نہ گیا
 جی حوا جیٹا تو کسی طرح لگایا نہ گیا

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
 وہ کیا حیر ہے آہ جکے لئے
 دکھائی دے یوں کہ سچو دکھا
 کوئی ناامید کرتے لگا ہ
 کہو قاصد وہ یوجھے ہم کیا کرتے ہیں
 لے سی سے تو تری برم میں ہم ہر سے
 اس کے کوئے میں نہ کر شور قنات کا ذکر
 دل پر جو ہے ہاں تھکواں ہی تہیتہ
 تہیتہ ماری ٹونگ اک دیکھے آنکھوں کی
 خاک کے وچھا جو میں کل کا رنگہ مس میں
 کہے لاگا کہ ہر ہکا پھر ہے لے مست
 دل ہی سائے تھے یہ اک قنات کو گدار
 گرم ہیں تو سے تجھ حسن کے مارا رکھی
 کت تھک دل دکھاویگی اسیری مجھ کو
 دہ ہیں راس میں صبح ہیں سام ہیں
 سحراری جو کوئی دیکھے ہے تھکا ہے
 ہیں دسواں جی گوا لے کے
 مرے تصویر حال یہ مباحا
 دم آجس ہی کہا نہ آماہا
 رنج کیسے تھے داغ کھائے تھے

میاں جوتس رہو ہم دعا کر چلے
 ہر اک حیر سے دل اٹھا کر چلے
 ہیں آپ سے بھی خدا کر چلے
 سو تم ہم سے مٹے بھی چھپ کر چلے
 حال و اماں، غمت کو دعا کر لے ہیں
 بیک و مد کوئی کہے ٹھٹھا کرتے ہیں
 ایسے ہنگامے لویاں رو رہو کرتے ہیں
 سچ کوں مس ہوئے تو کہاں ہے تہیتہ
 ہر قرہ یہ مری انکوں سے رواں ہے تہیتہ
 دل کی صورت کا بھی لے تہیتہ گراں ہے تہیتہ
 جس طے کا جو دعا ہے تو یہاں ہے تہیتہ
 شکل تہیتہ کی بمانے ہیں کہاں ہے تہیتہ
 چلتے ہیں رنگ سے یوسف کے حیدر گئی
 مر گئے ساتھ کے میرے لوگ فار گئی
 دق بلے کا مگر داخل انا میں
 کچھ تو ہے میر کہ اکدم تھے آرام میں
 ہائے رے روق دل لگا لے کے
 اتفاقات ہیں رمانے کے
 اور بھی وف بے ہمانے کے
 دل لے صدے بڑے اٹھائے تھے

نرے فراں میں جسے خیال مجلس کا
 آتم ہے جی میں حال، ایسا کھلا کہوں
 مارچیں وہی ہے لعل سے گوراں ہے
 از خوش رفتہ اگر رہتا ہے میرا سس
 ملے لگے ہو دیرویر دیکھتے کہاں کہانیس
 مارتاں اٹھا جکا دہر کو صرترک کر
 جب نام ترا لے تحتیم مہر آدے
 سیم صرک آئی سواد تہر کہماں کو
 گل بکس ہے میرگ ہصام صر سہری گری
 کوئی کا سیر یہ کا ہماری خاک یریں ہے
 کیا سیراں خزان کا ست اب چلے سو ہے
 یہ رسم آمد و رفت دیا ر عشق باری ہے
 غم مہر ہم رہے سہانی سے
 جی ڈھا جائے آج صبح سے ہائے
 کام تھے عشق میں ہمت پر مہر
 چیشم آئینہ دار رو تھی کسی تگی
 سحر سحر دی مائے گل ہم کو لے گئی
 دیم برع دتوا دی جاں اس نے
 مرگیا کوہں اسی مسم سے
 کل پائے ہم سے اُس سے طافا ہونگی
 کتنا طاف دہر ہوا ہو گا کہ وہ ہماں

گئی ہے کیر پیتاں کہاں کہاں مہری
 پھر آپ ہی آپ چلے کسا ہوں کیا کہوں
 لہنی ہر دو بھی ہے سو تلح و غمراں ہے
 کہتے ہوتا کس سدا آپ میں کہاں ہے
 تم تو کرد ہو صا صی بدے میں کچھ رہا ہیں
 کہنے میں حاکمے میٹھ میاں ترا مگر خدا ہیں
 اس طرح کے روئے کو کہاں کا آئے
 کہ پھر جھوٹا یہاں سے لگئی گھما کر ماں کو
 کہ لکڑے رلفٹ بی کیا تاتے اس گلتاں کو
 گل دگر اریا درکار ہے گو رعیاں کو
 کسی دوا کے سائے میں مہر لیکے داماں کو
 ہنسی دواں ہے مہری اور دوا یوں جلائے
 دل پُرخوں کی اک گلانی سے
 رات گزرتے گی کس حراں سے
 ہم ہیں فارغ ہوئے شتانی سے
 لہڑاں طرف بھی کبھو تھی کسی کی
 کہ اس سست بیماں میں لو تھی کسی کی
 مگر مہر کو آرو تھی کسی کی
 آنکھ او جھیل پہاڑا و جھیل ہے
 دو دو بچے کے ہونے میں اک باب ہو گئی
 لومہدی اور امید سا و اب ہو گئی

آفریں سیر دیور اللہ مرقدہ - اروستہ

سیاہ محب کے گھر کوں ہے ملاؤ حیران
 ہرے مراد چلا - ہے دل - خاستہ ہرگز
 مشکل کہہیے اس صفِ مہکوں میں دل نصیب
 کہو کر سما ہی جائے درگی کی بازو ہیرا
 مولوی علام حسین المخلص - مخدوم الہ آبادی، عالم مطبوعہ واصل پور
 مارر میدان دلائل حاکم سیرۃ صفۃ فضائل، ستاع فارسی لود، مدہ ماد کے طائعات
 نہ کردہ لکس اکسرار رباں یا راں آں دمار و صف آں سرگردار ستیدہ، درادائل سیدہ
 ریختہ ہم گشتہ طبع ورد مدد داست، ارکھاس طاہر اس، اعلیٰ ارتا، جہاں آباد، دسر آ
 تحصیل علم در آں سہر آمدہ اسفا مت نمودار یکہ مدتما مادہ مشہور - الہ آبادی تداریکہ

حاجہ کمال آفریں سیر درجہ اللہ

رہیں بہت ٹیکٹ لکھو ہر - سگ - سل ہی
 ارے او عروب - کسی گشت کا دل ہی
 کوئی - مع کر واس کوئے پرستی سے
 اچی - نام خدا عالم حوالی ہے
 یہ ہیں محکم کرے راری دل پاک کام کم
 کر جیہ آنکھوں میں ہیں ماتی ہے ہر نام کم
 حساب دل کا ہر رنگوں میں ہیں گناہ
 صد کو پیسے میں دیتا - کاسر دام دم
 مات کہا غیرے اور دیکھا ہر دم ہنس
 سب سمجھتے ہیں یا ایک یہ تری ایہام ہم
 میر قمر الدین المخلص - منت ارجح راہ ہائے قصہ سولی ہجراہ لو اس عباد الملک

بکمال حوالی سیر میر و جمعائے سلامت دار دار و ست

منت ایسے کو دل دماوے
 اے مہیاں کیا کماوے
 شیخ علام احمد قادری المخلص - منتی ساک دادری سرکار راول کہ قصہ ہمسار
 رار الکلافہ سا جہاں آباد، ارکھاس گرواں م - مطہر حال نا مال بہتیر واقف مخلص داست
 جوں ارستہ واقف واقف شہشتی، نمود در اسرار در می حیلے مرلوہ است ثیر فارسی جو
 مگویہ و حمتہ ہم، ار جیدے وار دیس آباد اس، خوش اوقات ویا کرہ صفا، تلش حب

کچھ نہ سمجھے کہ بجے ماروں لے
اس جہاں افساب میں مسم ہیں
اس میں مامہ برکی سیے ہیں جاں تلک تو
افسانہ علم کا لستہ تک آتا ہے مد توں میر،
دیکھیں تو کبریٰ کنک یہ کج ادا ماں ہیں
نک سکے سورس کی ماموس حاسی کھو
کام آئے گا ہیں انک بھی مار آحر کار
جیشم وادک کے نک کچھو میں میں برگس
ڈولے اچھلے سے آفتاب ہور
دست سے لگ ہیں پتیں آکھیں درحرم سے
اندلوں ماروں کی نظروں سے ہماں ہوتا

کس توں یہ دل لگائے تھے
یاں کھی سرو وگل کے سائے تھے
اب کار سوو، یا ہینیا ہے ماں تلک پو
سو حانود یا سے اس داساں تلک
اس ہننے بھی نہ ہسے آکھیں لڑاں ہیں
دو چار دل کی ماین اس مسیہ تریاں ہر
ہا بھ سے حانک سرستہ کار آحر کار
آکھوں میں حانی رہسگی یہ ہمار آحر کار
کھی دکھا بھ تحکو دریا میر
یردہ اٹھا تڑپا لطرں ہمار ہی ہم سے
خوش رہو تیر مرکاں ہماں رہتے ہو

رباعی

ہر صبح عموں میں ستام کی ہر ہے
نہ ہلت کم کہیں کو کہتے ہیں نک
دست کے جو بعد جی کمال آتا ہے
وے ووں گئے جاں پل پل حاتی ہوا

خونا نہ کستی، ام کی ہے ہم لے
مر مر کے سرں تمام کی ہے ہم لے
حاضر یہ ہماں ہماں ملال آتا ہے
رہ رہ کے ہمس ہی حبال آتا ہے

از احوال متاخرین وارت رقم دقائق و حارثہ احم حلق حارین محروسہ
ربوم و حاکم محکمہ علوم درگتسصل و کمال عہد لب صبر ستاہ مطب الدین المتخلص بہ
مصبوب برادر گوار ستاہ اجل کہیتیر مدکور شدہ افریدن ستاہ حوب اللہ الہ آبادی،
فاصل و عالم شاعر فارسی دعویٰ گاہ گاہ ہے رلے خاطر رستہ گویاں آں دیار پختہ ہم
میرمودار جیہ سے رلے زیارت مکہ معظمہ رتب و بعد مراجعت سرل مقصود جاں کال

ہوتی ہے دسائیں جو کچھ سمجھ پیر
 کوچ و مقام اس کا سب ایسے ہاتھ
 ہاتھ میں رکھتے ہیں اسے ہوسعد
 پہنچ سکے ہاں تم شیر و تنع
 اتا کم آرا اور اب شفیق
 کس میں یہ تو مت ہے کچھ خیال
 چوبیس دل جو مستحوی ہے وہ
 اسکے گھرانے کو جو کیس خیال
 کوئی نو ہے حامی محسوس طرار
 کوئی نو ہے ہمسریع و قلم
 اُس کے گھرانے کو ٹرائی قدیم
 سہدہ رکھے سے وہ دار ہے
 عرصہ اس قلیل سیار گنتہ و دور ہائے معانی سقتہ میں استعارہ
 ہر اہر مرتبہ دکھا ستم جدائی کا
 عشق کے عم سے کوئی سین مقدم سمجھ
 ڈروں میں کس کی بخت سیار میں کیا
 چھائے مانے کس طرح کر دیا مایوس
 تھے ہی واسطے آئے عدم سی ہم یا تک
 کوئی ہزار دعا مانگے یا کرے تعویذ
 میں تھے دل کو رکھا ہوں اسیلے میں
 کوئے سرسبز ہوسا ہی دگرانی کی ہوں
 سب سے ہے ممتاز کو لاٹھی عرس
 جس کس جلیے و سب سے عذر ساجھ
 ڈرے ہیں سب سے درد اور گرد
 اُس کو لگا بیٹھے داں بدین
 اور بھی کوئی ہے تمہی کا ریں
 ہاتھ پکڑ گرتے کو کیوے سمعال
 یا ہے وہ قوت مارو ہے وہ
 چھوٹے رٹے تھے میں سٹی کہا
 کوئی سگر ہے بے نعم سار
 ماجم بر رگاں نہ سر رگی علم
 دال ہے اعمار عصائے کلم
 راسی ایسی یہ کمرستہ ہے
 ہو جو صلہ مافی ہے آشنائی کا
 یہ محسوس کی تادی ہی اسے علم سمجھ
 میں تھاکو جو روؤں ہمار میں کیا بھا
 اور ایسی خاطر امید وار میں کیا بھا
 وگرہ ہستی مایا نڈار میں کیا تھا
 لکھا ہوا نہ منے کوئی کا کرے تعویذ
 کہ آستما کا دیا آستما کرے تعویذ
 رہی آہ مرے دل میں جدائی کی ہوں

مارہ می کامہ صلاستس دارد۔ اروسٹ ۛ

سحل ترنگہ سے کر مرے دل کو تالایا کہ میں فرماں کیا ہو تجھ کہاں اردیہ حالایا
چرا التا ہے لقوٰص کو آئندہ آنکھوں میں حدائے واسطے تک کر جا کو یا سہاں لایا
مگر یا سہاں ہے رحم دل بری سدا دکا طالم کہ بر کر ہے آیت سے ہر دم وہاں لایا
نہ بھیجی محکومت ہر کر اس گرد و گئی گردن سے رہیں جا کر ری کو گیا میں آسماں لایا
مساخر تخلص میدا تم ارکست دکا یسب ایفند میدا تم کہ ار معاصرین میں است تاک
شعر اردو گیس خوردہ اور کلاش حاشی تصوف می آمد اروسٹ ۛ

اب چھوڑ کر کنت جو کئے کو جائے واں بھی ہی صم ہو یو کیا مہ دکھائے
شیخ ولی اللہ تخلص ۛ محب مردست لو کہ می شتہ حوٰث اندینہ پلٹس ار سہماں آما دست
ار تارگواں مرا محمد ریع سودا سس او حالی ار لطف مست میں ہر ماں حال لطف روح آماد
سر میرد اروسٹ ۛ

عاص اُنکے تھے عوق سے یوں سحر گئے حوٰث نسیم سے دو گھر گر تر بھگے ہوئے
اتک سے ترگاں جو تم تک بھیجی میں نگاہ مانع پر دار ہیں طائر کے پر بھگے ہوئے
مساں کاظم علی التخلص ۛ معقول اروا ماں الہ آماد است گاہ گاہ کرے سایہ اروسٹ
سکات کیا قسوں کی کروں اس لاؤ والی سے سمجھتا ہی میں کچھ یک دمدہ حور دسالی سے
سعود و مدد گدار حافظ فصل علی التخلص ۛ ممتاز سر رستہ طور کلہا مت استوار و
گل کریمائش رسک لالہ رار سحر متا عواہ و طرس اُستادانہ، مردست حافظ قرآن
ارشیح رادہائے تاہماں آمادوار تلامذہ مرا محمد ریع سودا سلمہ اللہ شیدہ ام کہ الحی
لطف دکھ رفته۔ یک تنوی سے نہ لائیں امامہ جو گئے کہ سلسلہ اور امامہ عصائے
کلیم رہا میدہ دسے ماسد سراج گل برو گھائے فکر داسدہ حیدر یے اراں ساد سب
میں شوی ۛ

محبوبِ مخلص سخی ست و عظیم ادا، طبع موروں دار و سحر و رایتیں مسرہ
میاں سہ اندر مگر رادار مدانی کلاشک لوسے درد مدی می آید اوست سرہ

جی مرا ارس ترا محو خیالی نور بختا
دل سے جو تعلق اٹھا تھا سو چراغ طہر کا
دلیں میں سو سو مارا اُس کے رو برو جانچے
اس میں سودائی کہے باکوئی دوا نہ تھی
کتنا سمجھا دکوئی سورج مرا سمجھے گا
مجھ یہ جو کچھ کہہ گئی تھی وہ کس سمجھے گا
خط تو بھیجا ہے یہ اس جوت یہی ہو دل میں
میں نے کیا اسکو لکھا اور وہ کس سمجھے گا
اتو بھولا ہے نوابوں یہ ہاں کی محبوں
یہ کوئی دل کو مرے پار بھلا سمجھے گا
ہتری لوگر دکو بھی نہ ہرگز صسا لگی
اسے مری خاک بچھو کہاں کی ہوا لگی
نہ دل ہے نہ جگر داعہ اریلو میں
سہا ہے آگے کوئی سر میرا ریلو میں

مال، یہ ٹوٹ کے تھے تو میں کس سو یا
 طالبِ وصل ساں ہر گھنٹی ہوا ہے مناز
 گر راکھی ستارہ کہ دوچ میاں میں
 اک در میں ممتاز ہے پوچھا کہ وہیل باغ
 اماں کما سکے مری مات کو بھرا ہ
 ہائے روئے میں اس سے سارا ٹھٹھا ہے
 ہے اندوں دلِ مالاں فرنگ گھر ٹیال
 حق میں غصہ کیا مالع دیدار ہے
 دل کے لہائے کسی کچھ خاطر یہ ای سوہ لانا
 یاد اُس شے کی اس دل میں بھری نہیں
 گو کہ نہ یہ ہے بوجھی ہے ماں ہم اتنی
 مہر ہو ہوا راں مدد سے ہر شرط
 خواہت ہو ہے میں لو کا حصار میں ہو
 حلائی نگہ ورونی ہر اس کے حال یہ شہیم
 کر تو نہ سمجھت کا ہم پر لے متار
 سے ساری میں کی وہ کچھ مھار مار نہ
 اور وادیاں و جو سنگویاں راں صاحب ہر ماں محترم حالِ التخلص نہ
 محترم ہائے است حوش معاش وادیاں لو کہی میہ بہرہ راہ و وجود حوا
 نچہ ہی حال کہ صاحب رسالہ در سر کار و اس فام علیاں سادہ و عمدہ رورگار مادہ
 چہرہ راہ اس شوقی سوار، در آں سال ارہمہ طور کل متسن نو، ارشاگرہ وادیاں
 ساہ رکن الدین، متفق تخلص، با فقریاد و ساست، حال اس سلام دار و۔

وہیں آہر ہوئی صیا در ہائی کی ہو
 دل میں نا ہی کی کچھ اک دایع حدائی کی ہو
 آتا ہے لطر حامہ گل جاگ جس سر
 ٹک عچہ گل دیکھے اور پاک جس سر
 یار کروں سر میں جاگ جس سر
 کہ سے یانی کے چھڑ کے عمار اٹھتا ہے
 رہ رہ کھی آبی یکار اٹھتا ہے
 مہر ہی دسب دعامہ یر مرے دیو ہے
 جیب نورہ مختار بھر دیو لگا آہر ہے
 لوگ کہتے ہیں کہ اس گھر میں پری ہی
 جتہ ہر کہ ہو تک تری رہتی ہے
 قاطبیت جو ہے مختار دھری رہتی ہے
 حورنگ و لو ہو گل میں لو کیا ہمار میں ہو
 لاسے نہ بھی کہیں طور ایسے یا میں ہو
 سخن تو کہتے ہیں اس سے حوا اختیار میں ہو
 اُس کا کام انجام ہو گا جس کا ہی آہر ہے
 اور وادیاں و جو سنگویاں راں صاحب ہر ماں محترم حالِ التخلص نہ
 محترم ہائے است حوش معاش وادیاں لو کہی میہ بہرہ راہ و وجود حوا
 نچہ ہی حال کہ صاحب رسالہ در سر کار و اس فام علیاں سادہ و عمدہ رورگار مادہ
 چہرہ راہ اس شوقی سوار، در آں سال ارہمہ طور کل متسن نو، ارشاگرہ وادیاں
 ساہ رکن الدین، متفق تخلص، با فقریاد و ساست، حال اس سلام دار و۔

معلوم ہیں کچھ دل بھجور کی حر
 مارا دلوں نے گو تھے کچھ کچھ کما لو کما
 کیا کیا کہوں میں جسے دل رار کی ہوں
 ہوئے دے مت آگے ہر ایدل لگا ہا
 کیا سچا کہ مارا ہر دم کی اس ہسی سے
 کچھ تعجب ہیں گر مریا سرا مائل
 مارا مجھے لو کہ کر تو کہ یہ تو اب
 متقطر کھنص تھے است در مرستہ آمادہ احوالست معلوم نیست ہیں مطلع
 گوش رسدہ

حکہ برقع سے رہے مہ کا تل آئے باہر
 دید کو اس کی سویدے دل آئے ماہر
 ہ ہ معنی این مطلع ریح نہ ہمیدہ رہے نام ملی عمودہ الادریں تعرسوئے مست
 حال و سویدائے دل معنی و ربط کلام پیدا نیست -

تہر سال معانی و اعساں سجداتی طعن لعاب متین و نفیس ہایت میں
 سنج محمد معین الدین التخلص بہ معین ارشہر ہداؤں است بطر کاہتس شاعرہ و طبع
 دقت یسدس بر کتبہ حبیبی دواہ اکثر یا تفریے معاصرین یحسین دار دجا سجدہ کیا ر ترنغر
 پھر اعراض سجاد ہر حد ہما سیدم لہمد۔ سد مرزا رفیع وادم قول مکر و گلف دہوا
 مر امس صبح دارم درو این طوہیت۔ عرض ہر حاکمہ تمخیں لفظ سے مامد دیواں اُساد
 جو در موافق طبع جو درست کند و سح جو در سر سرے ساید چوں ارشہر ہداؤں است
 حق بحاسا ادسب لکس مادو داہمہ جو آرائی و جو دیدی مل اوہم صاحب طبع پیدا
 مست موی و قصیدہ و ہجو ہمہ خوب میگوید، ہجو کسمیری و قصیدہ در مقدمہ آب رُکہ
 ہدی ڈوہ میگوید لیا ر آب و اب گفتمہ مدے درالہ آمادہ سر ر وہ الحال ستیہ

چپ سے آیا ہے وہ کھڑا سر آئیے کو
 بھول کر سنہ کیں ایسے کس دیکھا تھا
 سر سے لے ماہوں تک آس بواھا ہو
 کچھ اور نہ لیے دل کا سلیع یا یا
 گر ماجہ است ایک ریں آسمان رہوں
 ڈراہیں مناسب بھا دلدار کی آنکھوں سے
 اہی آنکھیں سب رام تہی تخلص ارستا گرداں شاہ قدرب درمرت آما دسر میر دار
 مرد ماں ہاں دما را سب گاہ گاہ فکر ترے ساید ا دوست ۵

سرے دل سے گرہ کس کوئی تب کھولے
 ار مور و مان جہاں یا د علیجاں ساکن ستا ہماں آما د صاحب طبع و دردمند
 اخلص یہ محمد ارستا گرداں مراد دی، از دوست ۵

بھلے ایسے جبر صبا د آیا
 سرع ملک وصل کی ہے بارامید
 سے مل ایک دم ہر ارامید
 نہ دیکھی ہوگی توے شمع ای حواس میں تیں
 میان محمد می مائل، تخلص ارسا کساں ستا ہماں آما د سب الحال درمرت آما د
 شعرو درایتیں شاہ قدرب میگرا مد فکر معقولے دار و سلام با شد ۵
 حلوہ گرتو دے ہی میں تو لے عا نہ بخت
 حال کسے کی نہ دی گرتو دے دھب آتو
 دیر بھی دیکھا تو ترا حاصل حلوہ تھا نہ بھا
 آج بھر کیو اسے مائل و دیکھا افسانہ تھا
 مبرے بہتے سے تھے کیا ہے حل حا و لگا
 لگا کسے کہ کچھ کیا ہے لے حل حا و لگا
 شمع کی ماسد ساری رات میں روتا رہا
 تو تو مجھ پر ہو کے غصہ ایک دم سوتا رہا

مرد سرو یا برہمہ ماہی بریاں میگرد و ستر ستر تخلص داشت بعدہ حالی نمود
چون صحبت سرا را از اندر لب محو تخلص کرد، خود را ارتا گردان میرفتی نمی ستار
لکن بہاں مثل است چرخے اگر نمک زود، اروسن ۔

بھرا بیہ چرخے کل وں قرا، بھرا کہا ہے مجھے چلے تو کس کا مار بھرا
وسے کے دے گالی دے بیٹھا کھوچیت ہی تو لے سے آ بھی بے اعتبار بھرا
دیلع الرما کمال التخلص بہ تخلص حوالے اس حین عمدہ رودگار اصل ادا تر
سایماں آنا دست مدنے در حدہست در استیجاہ سرکار لو اب عالیہ سرور ارودار
جید سے معرول تہہ بطن خود رب، ارتا گردان شاہ دافع، حستہ حستہ
مگویدا فقیر سر آشاس حد سلامت دارد ۛ

ہاں نکلا ہو کھو مالہ جگہ سے ماسر ادلون تیری ہے تا تیرا سے ماسر
سکو حورست چہ صفت صبح کو مامد ہلال دیکھا اُس کا تو ہے شام و سحر سے ماسر
یجا تودل کو یوں تو ترا اعتبار ہے ہمیشہ طاس رٹے میں قول تو ترا ہے
محمد علیجاں دلہیم اللہ حال مشورہ مرانی عروست کمال قالمیت والسا میت
خوش معاش و عمدہ رودگار در سرکار لو اس عالمہ اکثر خدمات و در دست سرا ورا
میتو در طم موسیقی ہم دستے ہم رسانندہ و دیتے میدا کردہ میتر مسول ہمیں است گاہ
گاہے دوسہ شعر ہم میگردیدہ حق تعالی سلامت دارد ۛ

رباعی

جو کوئی کسی کو مار کھیا دے گا نہ یاد رہے وہ بھی نہ کل یاد یگا
اس دور بکافات میں تیری مائل سدا دگرے گا آج کل یاد یگا
مرزا طلی نقی، محشر، تخلص ارتتیر است در بلکہ گفتوا شفا مت دارد نکس دخی
کہ تخلص فیامت دارد سلامت باشد اروسن ۛ

کہ طرفِ حرامِ اداست حیرتِ اداست اور دست سے
 دیں گلہ تیری حقا کو دل صدیاں میں ہم دیکھیں گر کچھ بھی دعا تجھ سے ساک میں ہم
 یقین پاکی کھلے راجہ جاں عاشق تیرے دلوں سے جدا ہو کر لے جاگ میں ہم
 سخت دل میں چھوٹے ہریت قاصد تک میرے حال سے کچھ بھیج میں تجھے ڈاک میں ہم
 اپنی مسموں سیار حوت اس لکس مددش در سبب ہر کہ محاورہ داس
 میرا مد۔

خوش ہم عروانی سے اتنے ہیں رنگِ نوری گلے خانے پٹھڑے ہیں یو ساک میں ہم
 ”خوش ہم عروانی“ ماموروں است چرا کہ یم بار ارجیاں حسیدہ اس کہ میں چوں
 جیم عمال ارمال رم کردہ اسب دایں سخت عیب اسب سیرا دست سے
 نہ پیرے مالوں سے راتوں کو میں نے آج آہ کشتہ بیگے گردنِ اہلاک میں ہم
 یہ حال تاں تیرے عشق سے علی اموس کسی نے آں کے اکدم ضرر لی اموس
 نہ آیا یار دوپہری بھی اب ڈھلی اموس۔
 مہرِ ادب سے ارعاطرۃ اسب۔

ایں محاورہ در سبب است، مردم ستا ہماں آنا دویر ڈھلی منگو بدہ دوپہری
 مگر مردم سرو نجات
 اٹھائے جیتے ہیں اہل محلہ اس کو آج میں سے چھٹی ہی سیارے نری گلی اموس
 تیار ہوئیگ حوفاوس میں ہو شمع یار کوئی اسیرِ جاگلی ہو
 مسموں حوے یاد تہ لکھت جاگلی ماموس دست فقیر در بیچ حاسنیدہ،
 میاں یہ آرسی ہرک کومہ دکھاتی ہے تو ایسی قہرے کیوں اکھڑیاں لڑا ہے
 شاہ مجنوں مجنوں تخلص، مہرِ بستن اتھ کہ دیوان محمداہ بود تہ
 نیز ہماں مہرِ و انت این عیب مسلمان سدہ لکس تا حال بوسے کفر و نفاق اردش

دلا مجھ آہ و مالہ لیس کر
 کوئی جواب نہ ہم سے مانگے ہیں
 جہاں کا گل سے وہ شوح یار
 ہے اس کی آئینہ میں خط و حال
 قلم ان ہوا ہے لے لے مار کا نہ سم
 اک سر مارہ ہو و لگا رہاں حشر میں
 مارہ دونوں اگر کم ہوں تو کم ہیں ہمت
 او مانفم مریجاں کوئی کس کے
 آج کا خط یہ سرور نہ بکا مار ہو
 لے یر و مال کس تو بھی نصیب میں
 ہوں میں لے لے لے لے لے لے لے
 ہے دلروں میں تیری عاشقوں کا اک جو
 اٹھا عمار تو وہ بھی ہوا مست بہ خط
 مادل سے یہ سننے ہیں مے دیدہ زور
 اچھا رکھنے میں جو تم حائے ہوش کو
 لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 شوق سے کیجئے اگر حاسد حاسد کا
 دل نہ دل راہ جس ہوئی ہی وہ آئیں میں
 یو یو یو یو یو یو یو یو یو
 ہوئی ہے لے لے لے لے لے لے لے

کوئی دم نہ بھلا صراطِ حق کر
 نہ اسی سلی لے مانگے ترس کر
 مجھے راسِ حق کا حامد و حس کر
 کہ تاپے ک ہمارے وہ احوال پر
 تاتاقِ بوسہ رکھتے ہیں ہمال پر
 حب ہم کر سکے مائے اعمال پر
 نہ ترا بیا رہلا دور سے ستم ہیں ہمت
 کہ سمجھے ہیں تیری ماس کو ہم ہیں ہمت
 ہے اسی ڈھب یہ لگا دھلا انداز ہو
 جس دی ہے ہیں سوچی پر دار ہو
 مجھے غافل ہے سرا آئینہ پر دار ہو
 لہو کھرا سا داس ہے ہم کو دسا دیہ
 سولے ہمد کے دیکھی نہ خاکِ فانی چر
 سادل کا سا گیسے ہی ماساں چھ یہ پور ہو
 آہی ہے اس ماس کی ہم یک بھی خور ہو
 حائے ہیں اور کر نہیں ہم عرم سدر ہو
 ہو کو ترکی طرح آبِ پراساں کا
 بھجے رہتے ہیں ست عیسے یہاں کا
 بھجیا یا کر کو اس ماس آسان کا
 جلس جس سے تو ہوا ہے حار و امگیر

دریا میں لپکے لات کو مری بہا دیا قاتل نے مرے قتل کا یہ ہوا دیا
ہاں ہاں یاغ محمدانی و جیساں گلزارِ معانی سچ بہا لیا یہ مختص یہ مختص
طبع روانس حد دل کما نصاحب و کویا شتر ہسطر باض ماعب رگسی لٹس سرجی
ماں گلساں و جیگی الواس چوں سہل ہوساں ار سحما امر و بہ مولدش اگر بود
کہ قصہ ایست وطن بر رگالت ار تدم مقصل دہلی الحال درساں بہاں آمادہ منتہ سحارت
سر میر و اردیواں او دوسر حرر مطر آدہ قصہ و حرل و شوی بہر حوسہ کلانش
بیتیر سر اعوانہ ار تخلص او معاونہ مے شود کہ مر دے صلح اسے اسے خام بیتیر شوی
جو بگفتہ جیا جیہ اس جید تعز ظلی مے کامد ار قنوی او سہرت - ۶

رس آئینہ رو سے طفل حجام
 خود کیے انگلیاں وہ گوری گوری
 دوحس کے رد و رد ماگاہ آما
 ملا جب آئیے کو اس مائی
 یہ کیسی حسانہ موا کی تبتال
 سے تو مٹھی اب تو بھی فی الحال
 ہنس ہی دیکھے اس کے دل کو آرام
 سے جس دہائی کی کٹوئی
 اُسے حیرت سے آئینہ دیکھا یا
 مائی حصار اردو کو صفائی
 کہ وہ سے مانعوں کی انکا مال
 مٹا کر سر کو ہو جا فاریع الحال

سین غزلیات

برہم رہا تقریر نہیں پسیر و حواں کا
سیری میں اُدھی ہوئے عامل ہزار جیغ
گل گترے یہ مل مری فریاد کے آگے
اکدن رشکے نکالی تھی من داں کلمت دل
تلج ہوئے میں اس کے مرا ہے کچھ اور
مارڈا ہے مجھے رعب کی دکھل کے نہیں

حوں عجب میں عقدہ ہوں ایسی ہی رماں کا
بے اعتبار لگیں ہم کو یہ جواب صحیح
مر ستر ہو ست اگر کب استاد کے آگے
اب ملک دامن بھرا ہے عمار آلودہ
چھپر کر گالیاں کھالے میں مرا ہے کچھ اور
سوفاتہ بھی کما ہی حساب ہے کچھ اور

ما دہی کھیجہ ہس کہاں سے چلے
 میں بھی تو مار کم ہس دو چار کے لئے
 حنف میں تیکے ساتھ دار کے لئے
 پھر نہیں سے عھر ہے رتا کے لئے
 ہماں وعدہ اُسے عالم سے ہو دیدار کا آ
 تصور دلیں ریت رہتا ہی اس دلدار کا لیے
 جس نے ہماں میں آں کے مسما کی ہو
 لگا مسہدی کو ہا محوں میں یہ ظالم خیر تو ہیر
 مہارے ہی جس کی لکے سب مانسہر تو ہیر
 جس میں گرتے لائے کی ہتم تقلید کرتے ہیں
 عمر کی معلوم ہوگی چاہ دوں دو چار میں
 یا دے گئے گا تجھے اللہ دوں دو چار میں
 سرو میں ہم نے لگس اتنا پھلیاں کھلیاں
 بھلا تم رہ رہے دکھواتر ہوئے تو میں حاور
 مے سیاں میں کچھ بوج دگر ہوئے تو میں حاور
 تم ایسی رلصا کو کھولو سحر ہوئے تو میں حاور
 دو لگا اُسی کو دل جو طرح دار ہو کوئی
 یا رب مری طرح نہ گزرا ہو کوئی
 حق کا لڑ ٹیٹے ہے یہ اسرار گاہ گاہ

سکر ہم اس طرح ہما سے چلے
 جاہوں مدد کسی سے نہ اعمار کے لیے
 طوبہ کے پیچھے ٹیٹے کے روؤں گار دار
 محروم ہر سچہ دوست حتی اس سے
 ہمیں کا لطف ہو مسہ دکھاواں مار کا لیے
 کیا ہے دل لے متغی وصال یا سے ہکو
 گھر اس کا اُسی کو ملا آسماں لے
 شاں خرمالی عشاق کی تنہید کرتے ہیں
 کہو کس طرح تم سے محبت کر میں میں لیاؤں
 بھڑک اُٹھتا ہے تلے کی طرح ہر کل ٹیل
 حطیحی لکھے گا ترے ایساہ دوں دو چار میں
 اتنے محروم بس صم کے قول پر بھولا ہی تو
 آہ میں ایسی تمر ڈھوڑی ہے لے مجھ سے
 عداوت سہتماری کچھ اگر ہوئے تو میں حاور
 مہار اہم سے جو عہد و وفا اس کی تم حاور
 نہ ابدتہ کر دیا ہے کہ حسب ہی وصل کی تھوڑی
 اشرف اکملہ طلب گار ہو کوئی
 نہ سایہ جیس میں نہ صیاد کے حصو ر
 دکھوں ہوں نقاب میں میں دھار گاہ گاہ

ٹھسے رکھو قدم دل حلوں کی تربت یر
 واسعہ اے ایک نگہ دیدہ تر ہے دیش
 دل حیراں کی مے دیکھے صورت گما ہو
 کسے ہر حوں حوں اے سخن کی دہ سوح آرایش
 سس کچھ مٹھی امانہ مٹیس سوچے کیا ہو
 اکیسے بیہم اس گاہ گاہے رنگ
 ہے ہماں دلی جگر رم سماں کے تلے
 اشیاء سدی کی تکلیف مگر بہو ہوں
 فدا ہوا سبانی و ملاحدتال ہمار پیر لے عمارت حوش اسلوب جیں آرا
 معانی مرور اسلام جدیدہ اقلص بہ محمد و رب طلب اوساداد سادال مررا فخر ہے
 سودا سلمہ اند نعلی اگر جہ دستاس لکس ماہر کہ اساس اساست علیو
 طیش باوجود محمدانی ساموتی مروط و مرحتس بحال کم گوئی مسوطہ الحی سے
 خاموشی کہ دانت ارکمال دانت
 آگاہہ مہج صدایت استا
 گاہ گاہ ارعل و شعر فکرے ساد، حدایت سلامت داردار وست
 اتک کھ میں ہو عشق سے مایلین عم ہے
 چوڑے اگر ہنس سے لوجاموتس ہمعصر
 جس میں جس کے حب وہ کل ایدام لے آیا
 عت قستے ایسے دل کی ماردار محسین
 حواں سے جو دل ملا کرے گا
 نہ گھر ہے وہ حراہ حواتس سے عم ہے
 صاؤنے سناہ ترا ماتوہم رہے
 ادھر عیصر اجمی اور ادھر گل حام لے آیا
 حو کوئی صبح اس کو لگیا تو ستام لے آیا
 دھڑکا ہے ہی کہ کسا کرے گا

مردار طیب حق سہ سجداقت فرما مانتا مردانی ارادہ قدر سائی ملتانی
 حان عالتاں حلف حافظ رحمت عباس حال ہمارا ملہ سد صدر یہ میداد حمد سے در
 سبیلی اقاب داتسہ الحال معلوم مسہ کہ کماست ار اسار سجیت او کم سطر آمدہ ہجر
 ایں جدید کہ در سبیت سائی حال ملہ مکاں تختہاں سائہ اسد در میں منصبہ
 لیک ٹک گفہہ چیا سحر سکارش می آید سے سراسر مارہ یافتہ وراں افامہ سست
 حدائق سلامت دارد از وقت سے

یہر ہی مادل سدگاں دریئے ارار فلک
 مادے کھول دیا ہے کھ سہیں ایسا
 لستہ نیت سے ہی سرویاں تک سرتار
 حس کے حلوتیاں نرم حسابی میں
 محفل عین میں ملل سے کادی سہما
 عمرہ یہ کرم کہ ہو سرف رن در میں عمر
 بیتہم آتوب قیامت سے لکھا دے محضر
 تعلقہ شس کی گرمی سے عرق پر حس
 فلفل شیشہ یہ کتا ہی کہ مت میںہ جھوٹ
 ساتی شوح کے ہی کہ صیبت ہی وقت
 شج اگر کچھ بھی ہی عیرت کی مرد دل تنگ
 حتی داب فلک رتہ محبت خاں ہی
 لختے رادوں کو جو دیکھو تو ہنگام سرور
 وہ جو گلگوں سوار ہی کا ہی تیری مخصوص
 بہ بولعل ہی را کا بہت اں بحر طاس

متصل چھڑکے ہو اسوریہ جھاتی کے نک
 دوسرا ہتہ جو مایا تو کھایا دستک
 کہ لیا جاسی سہ سجیت کے مکداں ہی گرک
 سولے مادی ہی بیڑلے کے یاؤں یہ کھک
 گوشہ باغ میں عیجے لے اٹھالی ٹھوک
 عتوہ یہ طلم کہ ہو رہیں قوم مردک
 صہب عتر کوالت مارہ ہی ہر ایک ایک
 دکنی جوگی کسی قناس میں ہوتی کی ٹھک
 حام ماری ہے صف باد کساں یہ جٹمک
 ساعر سمر تولد میر ہے مت جائے چھلک
 ساعر دشیہ اٹھاسو دسجہارہ ٹیک
 حس کی تادی میں ہیں سہ جمع برک کو چک
 چ را ہی ہی علی رعشہ ہٹک ٹک
 کیا کون صہب بہاں عتل طلی شائے ٹک
 اس کی مدرس ہی فلک یہ یہ شرح ادبک

ہر وقت کی طلسمے مراد اے ہر درد
 گرے ہے یہیں خیالِ دل حوں کر ہی اد
 طاقت کہاں کہ حال کے اس طس سی
 رسوا تو یہ ہوا ہوں کہ ماصح کی مات کا
 آوے بھی مٹی مری مالیں نہ تو کہا ہو
 محمد و سترے عجز و کفر سے ہوں بالال
 جو روح ہائے مار کی دل مس نگاہ کر
 محمد و سترے ہوا ہوں عشقِ تان تھے
 ہم سے ہو چھا عیر سے براہ کرے ہے
 رعنوں کی گرہ دے سے کچھ فائدہ لے یا
 اسرار جو تجھ لب کے کرے گوشتِ فلک پر
 پھر ماتھے جو سید جو دیکھے سیرام
 نیری ہی ہوں کہ رہا ہوں میں سہا ایک
 حطائے پر یہ کتر بشتاق پھر کہاں
 مدد کے کو کسی کے معیوب جاتے ہیں
 حاط میں کوں لافے ہراسی کہ محکو
 مرغوص علی اہلس ارتہا ہاں مادہ سطر حشاش و نشاں کسادہ میانی حوش معائن
 متواضع و ماراستن تا جو میطیر و متی حوش تحریر محری اشعار و مراد و اظہار حشاش

سہ اصل سحر میں یہ لفظ سے لکھا ہے لیکن صحیح ہاے ہو رہے ہی

دل تو مرا کل سے ہیں ماضی مستحق
 آج اور تمنا ہے کہ دل میں ہیں ہی
 ہیں ملتا ہی تو مجھ سے نہت خود کام کس
 نہ ملتا تھا تو مجھ کو کیا دمام کس عبت
 یوں دیکھنا ہوں رعب یہ عام کہ طرب
 گھر کے صید دیکھے ہی حوں دمام کی طرف
 جی تباہی تو سے مجھے جی یا ہے اور کچھ
 دیکھو یہ کہکے تو مام کی طرب
 ہوا سزا پر مصور کے نوے سے لوطا ہر
 کہ لودار مرگ بھی عاتق کی برداری نہیں جانی
 جو جا ہی ہوش تو ہیوتں، و جام غیبی
 یہ ہیوتی ہی ایسی جس سے ہتاری ہیوتی
 صاحب ہیوتں و گوشت میری حال اتخلص نہ ہو کس سیر و صرب واقعہ و رابط
 حدس مرہ حوالے است تو تشر و یکجہ ارت گرداں مرہ رستہ ہوا تداؤ مشق
 اگر نہ فرصت میدہ گاہ کا ہے درہ سحر مسکود یا فقیر سیار آسمانست
 سلامت ماب اروسنت سے

لباس بار سچے مرادل
 حاحالے ہی اس کی یا رادل
 مردیت منخلص نہ متناف اس کلب موسطن مولدے شاہماں آباد است
 اکثر شعرا و اطراف شہر مشورادہ ما قیر دریں آباد ملاقات شدہ است در احاطہ این محال
 مکں در دگاہ گاہے در بارہ رجو ردیت و طاہرہ میتہ معطلی حائے قرار دار و مرتن
 قرب مصف رسیدہ ماتد لیکن مایں بر رگی بحر انکار میں می آید ماتس اریا در منہا
 عرض مصف مراح است حیدر اشعار اودہ تادمہ لود لطور منوسطن میگوید سے
 نہ لطف نہ کچھ مہرہ کچھ پیار ہی دیکھا
 طالم سے خود دیکھا سو میں آ رہا ہی دیکھا
 مشتاق کو کیا عم بہت حد احاطہ یارد
 حب دکھا اسے ہم سے تو پیار ہی دیکھا
 نو مار ساتھ آگے مارک مراحیاں مہس
 اتو وہ رقصہ رفت سیداد ہو جلیں ہیں
 ہم غموں کی اگر لے نہ کی عجز ارگی
 جو صا تری پیار سے ندگی حیا، گی
 میں اس قدر دل لگائے کی دہشت
 ح کچھ، ہم کو ہی اس ملے کی دہشت

کیا بیاں جلدی کا اُس کی ہو کہ ہوں مرغ دعا ہاتھ اٹھائے میں گیا قریب سے لے عورت تک
 گریہ کر کے تصویر کو اُس کی منظور قصہ دہم سے اڑ جائے ہوئے تہہ و تک
 ارم قہرِ تیرے ہر سیکہ مودہ بعد قصیدۂ مرزا رشیع سودا دریں رہیں الحی کہ
 تیرے کھڑے ہونے والے دلیالِ محنتِ حالِ طلفِ صادقِ ملکِ عاقلِ رحمتِ ساں
 التماس نہ محنتِ مادہ و اسبابِ طبعِ موروں تو واضحِ مفردوں دارِ دفعہ و اوقاف
 کہ آں مرغ، دوسحاقِ دالِ تہہ المصنوع تارِ مائلِ مینو و مصلحِ خواہشِ بیاں حیرت
 تیرے اُکھڑے شمارِ رسمہ ادا پہناید اکثر صاحبِ سخاں، ماں اُکھڑے خوشِ حلقی صحت
 سدا در دارِ مقامِ وقتِ است سلیہ اللہ

آج کے عروں کو تھپ تھپ، تم کہے سے نہ ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں
 مدکورہ نظمیں، ہوا دوسری کسی کا سہم ہی ٹھکائے رہا ہو جس کسی کا
 ہمارا ارادہ تو ہے اُسے ہم تیری طرف یہ کہیں کیا حد پڑا ایسا قدم تیری طرف
 عورت کو محبت کی نگہ سے حسرتیں مرغ میں بھی دیکھتا ہوں دمدم تیری طرف
 رخصت سے تیری اتصال ہوا حوتِ مزاجِ مالِ مال ہوا
 ماتحتوں میں مجھے لکھا تو لے آج یہ سہ مرا محال ہوا
 غیر کے گھر قدم رکھا تو لے دلِ محبت کا مال ہوا
 دیکھتے تھے جو کہ ہم عشقِ ہم سے دکھ لایا کوئی دلی میں آپ تو ایسے کہ گویا یگانا
 حورِ چارِ دلِ ہمیں لاتا تھا گلیوں میں تری اُس کے کوچ میں تڑا دل اب تجھی لہجہ یگانا
 کی کس لے دلا تجھے یہ یہ سدا دل میں سنتا ہوں جو ہر تہ تری فریادِ دل میں
 اُس یار سے کچھ حکو میں شکوہ صفا جو ہے سو یہ ایسا ستم ایسا دِل میں
 کیا دیوے گا کوئی ہمیں تعلیمِ محبت رکھتے ہیں ہم اس کا تو استادِ دل میں
 درویش کی جوتی تو تو مگر میں میں ہے اکیس میں جو کام ہے سو رہیں میں ہی

سید تجار الدین دیگر رومی نخلص ارسادات لہ گھڑ است لوکری سیتہ
 رے لہ للاقہ رورکار درجیدر آلو سر سردار لکھ قالمست دہست مرم آن دیار
 درانت فال دوست بود مدد روتہ نہ تعلیم لیسریر سلطان اولو الحسن تانا شاہ
 مقرر گشت رعہ سے ہم رسامہ آمل الام حاسداں آن رمارا درانحمت ویررادہ
 متہم ساحتہ یار ار اسحاہ است گریہ درملدہ سرہمد اسقامت دررید حیدے
 سرمدہ رحمت آیہ رے غفرانہ لہ اروسیتہ سے

نوری اسکے دل کی سی سے نہ کہہ تھا حاصل ہلا اس سید والے تو تھا سو تھا
 از سرخرائے قزیہ مرزا علی قلی مدہم ارنخلص متوطن ستا ہاں آماد مردے بود
 نکال فاعلیت شعر باری و مرتیہ و ریختہ کھنی گفت
 عاصیہ اکراہ مرہا سے او مشہور اندر جہدہ الودار و سہ سے

حانی میں تری کہ انکس کس طرح ملی ہیں کھائے مویاں کواگ کے شعلے بکھلے ہیں
 مقرر اس کو سے رہد کی نفس کمار مرے سیماسہ تب کے ہیں یہ اکسر سہ
 از اہل مینو مطہس اچھے سا آ یا جی نخلص محاسراں آہ داد اہل سلطنت
 تجھ سہا مرد طرف طبع بود اکراہ طاطا طرافہ مردماں را بحدہ می آورد
 وجود میجی یہ مگر شتہ کرد موطن ستا ہاں آں رد تلاست سے یہ ایمام سیار
 راشت کہ رائج الوقت موسطس بودہ الہیہ بامردار و سہ سے

بکارت شس یسکر نی کا رکھ نہ کل کا لگا مجھے بھیک
 دیکھ مویاں تری کمر کی طرف بھگ گامانی سے گھر کی طرف
 رکھیو مس جیتہ کرم دولت سے ایسے حور کی لبہ کے ترہس ہر حید ہی گوہر میں آب
 تری نگاہ کی گرجی سے لے کمار ارد ہمارے سیمہ میں تو داہو اسے تیروں کا
 بیالہ یو سے ہے سوہوروں سے کھولے ہے لب ہرار روروں سے

ملاڑ ہوں مجھ سے مرجیاں لیکن
 تے عم میری تہ دل دایہ سرور اں کیہ
 مسرت تارہ لڑاق یہ رحم و نعتا سا
 ماس خاطر ہم ہر یں کی کہاں مسطور ہے
 جس میں جلتی میں سر اکرم تالطیف یار
 مارت کاکہ اسما کی ہو
 ایسی ہم سرگی یہ بھولے سے تھے
 انہی نل میں ہو رٹھ جائے کی دہشت
 مکاں نہ رکھا ہوا در سر ایسے سرچاں کیہ
 جہاں ہم میں سایاں ہو کھڑا وہاں کیہ
 تو تو ایسے س میں یہ ہر ماں نہ رو ہے
 یہ وہ دل جس توں کی یاں ملک جمور ہو
 ہم ہر رتہ کی یہ سائی ہو
 مھر دیکھو (والہ) نہ راؤ

رہ پھٹا، العون

از احوال ملک مستقیمین | امارت ارقاصی را دہائے قدسہ اعظم پورہ و ماملا
 فیضی کہاں رطداشت سحر ناری میگفت گاہ گاہے ہندی ہم میگفت انا کرہ
 محمد قایم ہیں یک تعریف ت قلمی مہماید از دوست سے
 یہ ہر کس کہ حیانت کد اللہ سرمد سیارہ پوری نہ کر دے نہ ڈرے
 نامی نکلے ارناء اراں دیار دکھ است مراں تہر جو دیواں جوئے دار دیو
 ماسد ریختہ اول اراں دکھ اسب سار میں صاحب سحماں این مں معنی ساساں
 معر سخی طر رہاں ہر دیار را میوب مید اسد و نیروی معانی میکند حاصل کلام ار
 کلام نامی کوئے درمندی ہوید است رحمہ اللہ اوست سے
 جھکو رہے بیتہ میں کابل کو کرد
 ہم دل دیا تھیں کو ساروں کہ ہیں
 کا ٹوٹا اور اکھ کرد راحی ہیں ہیں
 اوراں تری ہیں یا رہیں ہیں ترے علام
 یعنی آیکے کی یاد سے عامل کو کرد
 دل باجہ لومرا مجھے سیدل کو کرد
 سب کچھ کرویر ایک کھٹل دل کو کرد
 اوراں کے ساتھ نامی کو تامل کو کرد

ملکیت اشعارش کم ہم میرسد قتل مشہور است کہ الما و کا لمحدو ہم فکر متیں مایہ و
سختی ما استادان ہمایہ حدائق ما مردار و دست ۵

رلف کو کسایریتاں عقل کی درری ہوئے ۔ گرہ میں اس ڈول ہو گا ٹھکی پوری ہوئے
رہ نہیں ہو پٹم سے عاتق کی دور ہیں ۔ دل رہی ہیں حسیتم کا ملامت و رہیں
لیٹی ہی جا ہو کھڑی سے عورت رو کے رلف ۔ اتنی ٹہنی ہرئی ہے یہ درہ سنور ہیں
سرز نور اللہ دار مردم ساہجماں آباد لو کہ ہر ایک فرکی سے تشق ہم سایہ آوارہ
میکست یعنی کارشیں سودا کتہہ بود دگر احوال معلوم مست، اور دست ۵
کمی تو اس کے مرے دل کے دوا کو دیکھو ۔ یہ یوں طے ہے کہ جیسے حیران کو کچھو
ظنی نوار غار، مرزا اندو کہ ارسلہ رفقائے عہدہ الملک بودید پایہ الہامی در ہیں
تشر خود دیاں شرم سام او تا بیدہ تا احوال سلامت، دارد ۵

ما رانی سنی اڑتی حسرتی جس میں آج ہے مل کی بری
خواجہ محمد اکرم المخلص نہ ترار ساگرداں مہر ترقی است مسرادر دیدہ ہنر ل
سام از سیدہ حیائہ نگار سنی آرداؤ مت ۵

کسا کیے عرص صبر کا مقدر دہیں ؟ اک رہاں لیاں باکہ ماہر ہیں ہو
ہر طرح کی باتیں ہیں بری نرم یا پرانا ۔ افسانہ رہاں لیاں باکہ ماہر ہیں ہو
آہی تو آہامری الیں یہ و گرہ ۔ کہ نہ رہاں لیاں باکہ ماہر ہیں ہو
کیا بیکشتن احوال حیرت سے عتق ۔ اس ملک میں ہیں سستہ رہیں ہو
نردیک ہر مرے سے دوا کتہہ مرزا اب ۔ کتاب دیکھے یہاں تو دست دور ہیں ہو
سر محمد الرسول آثارہ کھائے در نگار دار عترت ہے ماہر مرد است سستی و
ہمیدہ اصلش را کہ آباد است و در گالت در بھیر قح سیر ماتہ تر سر مرد سر
اورا رسا ہماں آما دیدہ بودار یا رہاں میرزا ترقی است طعش و طعش سرست افرا

کر یو کریم ای دوستان بھر ہم کہاں ادرم کہاں
 آج تو ناجی سخی سے کر لے اپنا عرض حال
 عم میں گرد لری کی دل کو لٹا تا ہے وہ
 شرم یہ رقیبوں سے حل ہے
 کیا فردا کا وعدہ سر دہلے
 ہوا صبا آئینے میں جلوہ گرت میں لیا وہ
 رگس کتیں میں ہر گرانا نہیں لطر میں
 محکو ماتوں میں لگا کا حائے کیا کہ گیا
 ڈوب گئے کئی ملک کھولی بربا یہ لے
 جو کوئی کچھ کے پگھل جاوے
 نہ سیراع نہ ملنا نہ بیٹھی ماتیں ہیں
 ہمیں تو بوسہ نہ دیے کہا نہ کہنے دما
 اُس کے زحار دیکھ جیتا ہوں
 تھکوا کیوں کر خدا کروں ایجاں
 حان ہے حیوڑا ہے دل رہے
 لب حان تخت آگے ترے سخی
 ان توں کو ہم فقیروں سے کہو کیا کام ہی
 سخی شس اُس بُت کا فردا کا
 یو چھو خود کو دہی عارض جو رتید کی حولی
 ملہ آداری گھڑ مال کتا ہے کہ لے عامل
 نادری تخلص مرے دودر عمد محمد ستاہ عمر اللہ و رکولہ میر و رشاہ میا بہ نہ مدرت سخن

میں دیکھ سکتا آسماں بھر ہم کہاں ادرم کہاں
 بیسے مرے کا نہ کرو سواں ہوا ماہو سو
 ماس سرے تہا تو آتا ہی خود لیا تا ہے
 تری بھاویں تہی میری اہل ہر
 قیامت کا خود سننے تھی کل ہی
 حو آیا ایسے قلوب میں تو بھر مہ دیکھا کیا ہے
 دیکھی ہیں میں بے یار و آخر تمھاری کچھ
 لیجا احل کتیں مہ دیکھتا میں بکھا
 جیف حاجی کو یو چھا کر لے میں نہ گنا
 تتمعر وہے ہمارا موم کی ماک
 یہ دن ہمارے ایجاں محنت جاتے ہیں
 حصوں سے وعدہ کیا ہو اُھیں جھلے ہیں
 عارضی میری رہا گالی ہی
 رنگانی منت پیاری ہے
 یہ مشکل کہ طالب رہے
 جو مسحا کا نام لے تر ہے
 یہ تو طالب کے ہیں اور ماں کا ماہ ہی
 حیا ہوگا کوئی سدہ حسدا کا
 لیا ہی ددہ ددہ جس مہریاں سے کر حید
 کٹی یہ بھی گھڑی کچھ عمر سے اور نہیں جیتا
 نادری تخلص مرے دودر عمد محمد ستاہ عمر اللہ و رکولہ میر و رشاہ میا بہ نہ مدرت سخن

مگر بے حسہ حسہ خوب میگوید ایں عر تس مشور عالم است ۵

کنا فائدہ جو میرے وہ سمکھا رہی
سم کی تو اتنک ہی دار و مدار رہی
نیکو اُس کے حال ہو گئی دل و دل
دست مجھ میں اور یہ اُس میں قرار رہی
یہ جو راگ اور یہ سدا رہے گا
تو کا ہسکو عالم میں کوئی سا درہی گا
یہ گالیاں دے دے کہ ترا آنکھیں دکھانا
محکو تو لب گورنک یاد رہے گا
حال بھی اُوھر گئی حس طرف کو فاعل گیا
میں بھی جاتا ہوں اُوھر حس سمت میرا دل گیا
گر نہیں کہے گا ہم بھی کہیں گے کچھ نہ کچھ
گالیاں دیدی کے عروں کو مت تو بل گیا
آیا ہے اس کا جو معام اب ملک
اس واسطے ہیں مجھے آرام اب تلک
ملل تھے ہی صحبت گل اور سیر باغ
ہم کو وہی قصہ ہی ہی دام اب تلک
لیے ہی کچھ نصیب کا تیا قصور ہے
درہ وہی ہی صبح وہی شام اب تلک
لٹا ہے جسے ترا یہ حال آنکھوں میں
ترا ہی محکو رہی ہے حیاں آنکھوں میں
حال کر کے یہی موکر کو رو اہوں
وہ کموں رووی پٹے جس کمال آنکھوں میں
اُس سے لگا دیں ل کوئی صبر نہ ہی ہیں
اور سچ کہو تو کام یہ کچھ خوب ہی ہیں
یاد کرتے ہو یا ر سچ کہو
کس سے لگا دیں ل کوئی صبر نہ ہی ہیں
گو فرض کیا ہم نے عجز ارہت ہوں گے
یاد کرتے ہو یا ر سچ کہو
دیکھ آئینہ حاسے میں گر کھکا و پس ماؤ
ہم نہ کوئی ہو گیا یوں یا ر مت ہوں گے
تا کی سے اُچی سے دن تو وہ مدہ حلانی کا
تھکے توجہاں میں بھی دلدار مت ہوں گے
ایکوں بھی نہ کہا تے گر زینب ادھر
ایسے تو کہی آگے افرار مت ہوں گے
اُن کو کرتے ہو مہاں ہم سے حسد لیکن
ہم ترے واسطے ایک عمر سہرا رہے
حال سنا ہی ہیں یہ کسی سحیانی کا
دیکھئے دل کے لئے رمی ہی ماہ ہے
مجھے جو گوریں بھی یاد وہ گلہام آئے گا
ماوجود آب ہی عاشق ہی وہ ریسائی کا
تو حیراں دل ہاں بھی کس طرح آرام آدینگا

سلسلہ اللہ الحال احوال معلوم میست کہ کماست ہر جا کہ مست سلامت مانتا اور مست
 جو ہی یقیناً یوسف دیکھا مسطوراً نکھوں سے تو اتنا چھٹ کر مست دکھ جائے رُوراً نکھوں سے
 کتبہ دیکھ تو جس کا کیا ہی ڈھنگ کچھ س مسہ کی اڑا ہی گل کے گلشن میں رنگ تھیں
 ہر صحت صد تہا تڑپے ہی حاکم حوں میں ہی صحت حاہ میر امیراں جنگ تھیں
 یاں گل کے پھر رہے ساریہ تو ایسی راں عاتقوں کے سر میرے ٹپنے میں لگ تھیں
 جی کرتے تار اس یہ ڈردن میں ہیں کہ وہ توج اس بھی حرکت سے کہیں میرا دوشے
 ہاتھ سے ان حامہ یوں کو نکھادیں گو ہم یہ گریاں دہیں صحر کو دکھلا دیں گے ہم
 کما ہوا ہم بھی خود یا میں یہ باتا درہو تو سلامت رہی اور یہ تری پیدا درہو
 جو یہ پیا میں ہی ایسے ہاوس میں شمع تیتہ دل میں مے حوں وہ میرا درہو
 اتنا شوق کا یادوں تو نکھوں ہی قاصد کیوں کچھ حال رانی حوتھے یاد رہی
 ہم اس حاتمہ کے آنت رسید ہیں پہچے نہ آسمان کا ستم جس کی گرد کو

از سلب متاخرین احمدیہ حان منتار تحلیص حوامیت مؤدب و متواضع
 مایقہ سیر دوستی دارد متیر کہ مص آما دیما بد اکثر در فقیر حاہ مرد و مباحہ می آمد
 اگر یہ در ایاں متیر میگفت لیکن گوشت دل بر سمہائے رگیں دانت ہمراہ تو
 میرم حال الحال درست ہماں آما دیفیم اس ستمدہ ام متین سخن اراصلح حصر
 حواہ میر درد دام افصالہ میما یداشعائش ستور تندہ است سولے دوسہ بیت
 اردو گوشت بریدہ بومت است حواہ دگفت

آنکھوں سے تحت دل کو آسو کال ہے ہی مرے کو جس طرح سی پانی اُچھال دے ہی
 نعیم اللہ التحلیص نہ نعیم ارتا گرداں میاں محمد حاتم مردیت متوطن تہا ہماں آباد
 میگویند کہ سیرا روجود علط اسف سدہ اورا بدیدہ است واللہ اعلم دیوان محضر
 دارد، ارکلام ادین معلوم میتو کہ فکرش سرسری است عالم اعلیٰ نریدہ است

یو چھوٹے حق میں جوتس دھروتن دل کی بہت
 پھر میری حسریے وہ صیاد نہ آیا
 ہمت ہے ہمارے سر و آزاد
 حب آیا مست ساقی عام کو کر
 سکاوں خط ترا کس لے خطا پر
 ہن اُس کو حوں نگیں کرتا ہوں سجدہ
 صم کے لعل یہ وقت تکلم
 مدو آرا میرے دل کو لے آرام جاں سچو
 ر مدگی حسام عیت ہے لیکن
 حوں گل شکستہ رو ہیں جس کے جس میں ہم
 اکسا دہس کے لول جس درہ ستر تک
 سُ کے احوال مرا با صبح متفقے ولی
 تہل میں تل کو ملائے لیتے ہیں
 عجب کچھ لطف رکھتا ہی شب خلوتیں ہر دو
 اکسا ر مری مات اگر گوش کرے تو
 ایجاں ولی وعدہ دیدار کو ایسے
 دیکھوں ہوں جسے وہ مثلا ہی
 دل چھوڑ کے یار کیوں کر جائے
 ہر جس ترا ہمیت کیساں
 عیبت کو چھ ملے کو ولی کے
 باع ارم سے سہر ہو ہن تری گلی ہے

سرگب اور دریا مار ہی رومال عاشق کا
 تاید کہ اُسے حال مرا یاد نہ آیا
 سکاے دولت جس حد ادا د
 گیا نکسار گی آرام لے کر
 چلا ہے آج موجِ تام لے کر
 جو کوئی آتا ہے تیرا نام لے کر
 رگ یا قوت ہے موجِ تنم
 یہ حونی کچھ ہیں ہستی بدلے ہر جاں سچو
 فائدہ کیا اگر دماں میں
 حوں تنع سر ملد ہیں ہر اکھن میں ہم
 جو سرق سقا را رہیں گے کھن میں ہم
 ہاتھ سے ہاتھ ملا در دے سیا کوٹا
 پھر گویاں تلوں میں میل ہیں
 سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
 ملے کو رقیوں کے فراموش کرے تو
 ڈرتا ہوں مسادا کہ فراموش کرے تو
 حواں کی نگاہ میں ملا ہے
 رجمی ہے سکار کیوں کے جاوے
 حمت سے سار کیوں کو جائے
 نگاہ یا کسا راں کیمیا ہی
 ساکن تری گلی کا ہر آں میں ولی ہی

جوابی بقیاری میں حسرتیں کی ہیں لایا تو پھر لے مامہ سرکن تو میری کام آویگا
 میاں امان اللہ معمار المتخلص بہ بتا رہے ار مردم شاہجاں آباد است
 تارہ گو است اکثر العاطف عمارت العمارت کرسی بیتیں میکد و کار ریختہ و عرل زبونی
 در ہر بیت لہر ساجام میر سادہ تاحال در ہماں تہا است ہمیں یک شعرا و مگویش جو رہ
 غیر در دارہ یہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا شب کو وہ کوٹھوں ہی کوٹھوں گھر ہاں رہا
 از موز و نان جہاں محمد عسکری مخلص نالاں متوطن شاہجاں آباد است ارتارہ
 گواں آن دیار ہماں جا ممکن دارد، است گرداں میاں حاتم سے
 تھا منظر کہ یار کا بیع ام آگیا قاصد تو آج رو رہے کام آگیا
 ار مردم تر فادحا میر مرتضیٰ سلمہ اللہ المتخلص بہ تدا متوطن دہلی سائر متواضع
 آسائے در سب طبع موردے دارد و اکثر اوصاف خود میگوید سلامت باشد
 صم کا طاق اردول عادت گاہ حالے ہی بڑا کا در ہی تھا لے کویت اللہ طالعے ہی

ردیف الواو

از سلک متقیین انعم اللہ لہم درویش خفی و جلی شاہ ولی اللہ المتخلص
 بہ ولی مشہور و معروف مرے لودار حاکم گجرات سربیک صمصامی عاتق شدہ در قوت
 محمد عالمگیر بہ ہندوستان جنت لٹاں آمدہ در خدمت شاہ گشت قدس اللہ سرہ استفادہ
 حاصل مودہ ارتوہ آن سرگوار مقبول اعلیٰ داد لی گردید تعریفیں ارا حاطہ سحریرہ تقریر
 بیرون است سائے ریختہ راجین مسکرم ہو دکہ الحال ار لمندی طاق میرا سرود
 چوں دکھی است اکثر سراں جو در حرف راہہ است استائے ریختہ اروسب اول
 استاد دی این من سام دوست تیمنا و ترکا تعلیم می آرد رحمہ اللہ سے
 دل کو گر مرتبہ ہو دریں کا دیکھا معت سے میری کس کا

بزرگ راہ محال ہے مرادیدہ در عالم پیری رحمت مثل ماہ می درختید در لباس فقیری
 شاہانہ معائنہ میبود عالم عالم اگر ام و استراحتش میکردید طبع شریفش با نعل تصوف
 بسیار بود و چہ ارفارسی و چہ اریختہ ہمہ نہ تصوف و توحید بر طرر خود فرمودہ است
 عارفی میاید کہ معرفت را دریافت نماید قریب دوازدہ سال شدہ ماست کہ
 نہ رحمت الہی یوست یک زماعی اردو قلمی میاید متہ مومہ اردو لے عہدہ اردو

در بحر محیط عیسرمانی کیا ہی طاہر ہی حو کچھ ہی یاں مانی کیا ہی
 کربا سیاہی بی، تیرہا عوٹے مار ماہر تو سحر جاک فتانی کیا ہی
از سبک متاخرین لالہ تول رے لے مقول خاطر ارباب صعا لالہ تول رے
 المتخلص نہ وقار تذکرہ محمد قایم حیاں طاہر گشت کہ حوالے است لوحاستہ بر یور
 ظلم و عمل آراستہ ہوت و گوت و ہم د کا صاحب علم و حیا لطافت مزاج ارگن زیادہ
 ماسد ملل دل اردہ سب دادہ برادر خود را سہ گلاب لے دیواں دارالہمام
 امیرالاولہ اباحیہ طالع مر حرم بود، لیکن اس پر یہ مصرع کتاب دعوتی مطاع
 کتاب طلب ہر کمال دامیگرہ حال طبع در دسد داشت عاشق مزاج بود اکثر فارسی
 در ہجرتہ مہما حد اربعہ عمریں میفراید اردست ۵

کے ہی کس سے دل اموال ایسا یڑا ہی یاں ہمیں تحسالت ایسا
 ہو رہی گال سے محو ہم یار کت تلک کیوں ہمیں یہ جائیگا آرا کت تلک
 کہنے لگا وہ ش کے مرا مالہ و دعاں یارب حیا کرے گما یہ یار کت تلک
 کس نکل تارہ لے اس باغ میں کی حلوہ گری ہم در اداع سے جس کے نہ حردار ہوئے
 یوحیو ہو کیا کہ حال ترا کس طبع سے ہی کما حاسی ہیں ہو ماں جس طرح سے ہی
 ہوتے تو دل صبح میں گر مشا ہو گیا اب چھوٹا یہ رلف سے دسوار ہو گیا
 دیا تو دل نہ آہ کو مسطور تھا دلے حب بل کئی بہ آکھ میں ماچار ہو گیا

عرو جس نے شکو کیا ہی اس قدر سرکش کہ خاطر میں نہ لادی تو ترے ہاں گولی آوی
 آغوش میں آئے کی کہاں تاب ہی اُس کو کرتی ہی نگہ جس قمارک یہ گرا لی
 عالم میں تری ہوش کی تعریف میں کی ہی اس تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخی آئے
 ولی اس گوہر کاں حیا کی کیا کہوں جوی مری گھراں طرح آتا ہی جوی میں رار آئے
 س دلی ہے سے کو دنیا میں مکاں عائق کو چہ رلف ہے یا گو تہ تہائی ہے
 از سلک متوسطین | محمد واحد متخلص بہ واحد اہل سلطنت محمد شاہ طلعہ بود
 تشریں میگفت در صحرای درگرت متوطن شاہجاں آما در محلہ یسجل مسجد سکوت
 دانت ار متوسطان بودار و مست

سُورج کی محبت آئیہ دل صفا کئے اک قُرب ماں پر جو کوئی اکھا کرے
 بیچہ نگشتان سخن میرا و الحس صاحب ہمت المتخلص بہ وحشت مرنے بودار سلک
 متوسطیں میرے تیرا، ار حال مرحوم سیاہی میتہ علاقہ لو کر دی لہری بُرد مشق شعر
 مشورہ مرار رفع سودا سلمہ اللہ میگرد در آیتے کہ متاعہ در شاہجاں آما دبحا
 حال آرد و مقرر بود دلتے تذکہ لہصائے الہی قوت سداں اہل بود رحمہ اللہ
 قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے جھوڑیو حشر تو انک دم کے لئے منہ - موڑیو
 لگنا ہی جھکوں آج یہاں حراں ساد کہ مرگنا ہے کوئی جا ماں حراں
 کہیں جھوٹ دیکھا ہی تھے حبس میں مٹا ہوا صریحا تو جیلا جاتا ہی اور کتا ہے آتا ہوں
 ایک جاگہ یہ ہیں ہے مجھے آرام کہیں ہو عجب حال مرا صبح کہیں ستام کہیں
 میر ولایت اللہ خاں حقائق و معارف آگاہ مقبول درگاہ آگاہ صاحب کمال
 وافیہ و حالات شافیہ مقتر الاغیاں میر ولایب اللہ حال گوہر ریائے یاد و
 جو ہر تیج ترفیع جہاں بر مہانت المتخلص بہ ولایت اس میر باقی اصلش ار
 حوست استارم دیاں حضرت خواجہ جعفر قدس سرور سدہ در شاہجاں آما دارالمرکز

ہوئی منتقل میری دلِ میناب میں آلتی نہ دیکھی تھی کسی نے اس ملکِ سیاب میں آلتی
میر بہادر علی اریار راں میاں حسرتِ اُتخلص نہ وحشتِ سید راہِ حوشِ اوقاتِ یک
صفحاتِ حواں و صعدا در میتہ سہگری استوار اگر در عینا قی لطیف گور کھو بہجتِ رگزار
سر میرد طبعِ مور و سہ دارد ما بقیر یا رعناست لہرایتِ ماراں آں دیار مارہ آ
دیگر ماہد مکٹ کمانی گمہ است حق تعالیٰ سلامت دار از دوست سے

تسہ در وصل کور وینے کہ عتہ وین ہارتھا کھی ہم سیر یا کہ کلف کھا کھی مارتھا کھی یا تھا
مرا دل ہوا سک ٹیک گیا جگر آہ و مالہ سی ک گیا تو طر سوجوں میں مرک گیا میں اکل دوس ہونے چا تھا
رہا ہی

رباعی

حسرتِ تک کہ کہیں نہ تھا ٹھکا ما دل کا دستور تھا اک قدم بھی حاما دل کا
کو چا ترا دیکھا ہے سو چائے کے لئے اب لحظہ نہ لحظہ ہے ہما ما دل کا
تساہ واقفِ اُتخلص نہ واقفِ عارفِ اسرارِ طریق و واقفِ رموزِ حقیقت
کاتفِ مکاشفاب و عدالی ساکِ مراتبِ وحدانی اصل ہے ارتنا ہماں آما تبت
درا و اہل کہ متن سخن در عالمِ مستی و میا کی دہشت لیا ر صفا عرف میرد الحال سب
فصیلتِ عقاب فکرش رہ سپہر معانی لمہ دیروار شدہ کہ سطرِ ہیجو ما پس لہراں ہی آید
ار اہملہ ایچہ نصیم میر سید قلمی سما یہ حق تعالیٰ طاہرہ سیایش راچوں ہلال ارترا مالی رو رہد
لمہ تر گردانہ در وقتکہ سرکار بوابِ تنہا عالدولہ نہ تممت نقن رسی ماحق گرفتار
شدہ بود در اں مقدمہ حسرتاں خود ایں عمل گمہ سے

دور آبا ہے کہ ہوں ساہ و گداہیری میں سچا پہرے میں اور اہلِ خطاہ پرے میں
تمام عمل بہیں طور ادا کردہ است طرر کلامت ما ما لطرر ما صر علی و حلال
ایسر است الحال ازیں میں تھر گرتہ مصروف بحواہلِ مطلق و معانی در مل و نجوم است
عدا ما لصرام رسا ہما بقیر یا دوستی دار و سلمہ اللہ سے

کچھ غیریت نظر نہیں آتی مجھے کہ آج
 اپنی ہی جیتم کے سینے مابِ نظر ہیں
 جس عمل یہ اپنے نہ محسوس اس قدر کہ تیج
 کس بیج برقِ حلوہ کو دیکھا کہ اب ملک
 الفت دل کیا زیادہ ہم سے ہی اعیار کی
 آئے کا مرے وہ نش کے چرچا
 دل کو کیس ہی جی میں گرا رکھے
 گرا مانتا ہے جی کے سینے دیئے وفا
 رفیق ہر رہ گوہے دشمنِ حاس
 دکھ نہ دے اس فذروفا کے سینے
 اپنی عرص کو ہم تو سہی دکھ سیں گے ایک
 لکے ایسی انقلابِ سخت سے ڈرتے ہیں ہم
 کل کا وعدہ کر لیا ہے اسے لے محرم تو کیا
 حال دل کو کئے کیوں اس کی وفا عمر دین
 راضی وہ ہو کے رات سحر میں محل گیا
 میکٹوں دے میں یا یا بھگیوں ڈھنگ میں
 سعلہ دل ہے ہمتِ دواعِ اسما
 یاں تک اس رخنہ رفتہ ہوں کہ بدام
 رکتی یار ہی نہ کر گئی ایسی نہ دار آئی
 ساتھ تھ سے کی اگر مرد وفا کی ہم لے
 میر مبارک علی ولد تہا قدرت اللہ قدرت میں پدر خود و مرتد آباد سکوت دار و دہ

لگتے ہیں اس کے کاں سے اہبار دم
 در نہ وہ آفتاب کہاں حلوہ گر ہیں
 واں کے معاملے کی کسی کو حرم ہیں
 اُن میں ہو الیتام سے رحم کس کس
 ریکھ ہے لیکن برائی ہی کچھ ایسے مار کی
 نکلا نہ تمام روز گھر سے
 یسوی کسی صدم کے نیلے یار کیے
 کبا حیر ہے کہ دوسب سے انکار کیے
 ملد رہیں کوہے مالا حرم کا
 آخر جس دہ بھی حاس رکھتا ہے
 ہوتی ہے گالیوں سے تمہاری رباں چرا
 سرگل پر بھی لڑاں ہیں قدم دھرتی ہیں ہم
 یاں تو مینائی سودن کی آج ہی مرتے ہیں ہم
 جی دھڑکتا ہے کہ کوئی نہیں دہوار ہو
 عفا یھسا تھا دام میں لیکن بھل گیا
 بل رہا ہے وہ طرح مانی کی ہرکات لگ میں
 تجھ میں حاسنا چہرہ ایسا
 آپ کرتا ہوں میں سہل ایسا
 ہوئے ہیں عرقِ دریا اس گھڑی جس میں آئی
 عفو کر عفو کہ اسے شوح خطا کی ہم لے
 میر مبارک علی ولد تہا قدرت اللہ قدرت میں پدر خود و مرتد آباد سکوت دار و دہ

سو جو جس سلوک آہ محم سے اُس مت کا
 م تو تب عا دیر بیٹے گھر سے چل کر رے
 ان سے لے کا اس کے یا د آتا ہے سماں
 صبا تک وہ مقابلتِ معرور ہووے
 سرگوتی سے جو ساتھ کرتا ہی میری مات
 ر حوے اختیار ہم سے ہم آتو حق سے
 سر کے ماتو اگر کم سے بھی لے یا رے
 سگے لئے تو ہوا ہر میں یہ دیکھ کا ہی مجھے
 راقب سے ملے جو کوئی لڑکے مجھے تاکہ
 لروں میں سکو دیر میری نہ سانی کا
 مٹی جو اس علی مات مجھے میں آئے
 عدالہ سا کا کردہ درتہ لب و
 ر ہو رب کرم اریہ واقف
 رقا صد ہی صبح سکتا ہوا ان تک گام آیا
 سب موقوف لیکو کی وصل مرتو اس جھانکے
 ادب اس کے بعد دل کو قہر امانہ گیا
 سلاطین کتے ہیں کہ توتی ت دہ توج
 ہتر کا کاہ کس طرح گرے
 تو کہیں میں کہیں بھلا اوقات
 صبح یر دسل مار کی ٹھہری
 کیا طرح اُس کلی میں کہ تو صا

- ہی ستم ہی اندا کی چال ہے سو ہو
 صبح ہوتے ہوتے تم حوں شمع جل کر گئے
 اک دم رکھا تو دس جاگہ محل کر رہے
 بیتا لی دل کو لی طرح دُور ہووے
 ڈرتا ہوں اُسی کا کہیں مدکور ہووے
 یا د سے واقف تو آج کس کی دامتو ہی
 سکس سے ایسے بھی بھڑا کہ نہ رہا رے
 کہیں محسوس کوئی اور گرفتارے
 بھولا ہوں راہ لوجھوں ہوں آیا تھا کام کو
 جہاں میں نام نہ لے کوئی آسمانی کا
 عدل کے واسطے مت نام لے حلالی کا
 کنا مائے کیا آج مے دل یہ قہر ہی
 اس ار کے دامن میں ماں رقی عصا ہی
 اتنی مصطرب ہوں کس طرح بیچوں پیام آیا
 کیا سوک گیا لے اُس کی قصہ ہی مام آیا
 سر سے اس تحت یہ کامرے سایا نہ گیا
 مری آنکھوں کے تصور میں سایا نہ گیا
 یا رس آو کس طرح گرے
 ایسی دلخواہ کس طرح گرے
 آدھیمہ انتظار کی ٹھہری
 میرے مشت عیار کی ٹھہری

حیاں دعدہ ترا لکھتے تپ طس میں رہا
 حلا مامکھو مرے صط آہ لے جوں تتمع
 جس سے کون مایں ایسے حالے کی سنا ہوا
 اسکے آتس دل ہم تو کھاتے ہی سے
 لقتن قالی کی طرح سو کے نہ جوئے ہم اد
 کیو اے ماد صا واہ میاں واہ میاں
 مانع ہوئے آسے سے جو کھکو تری در کے
 حب دیکھئے اس کو ہی حسرت ہی دل میں
 کوئی علم یہ ماراں ہی کرامات یہ کوئی
 دتی ہی میں جس مجھے جیتم ددل اس س
 صا کسو جس کے عدلیاں عر لخواں کو
 ڈھلا د آج کا بھی اور نہ آیا تو پھر ہم
 حت و سایہ طوئے ہیں در کار مجھے
 ہو جس سیر چس لے تو جلی ہے یاں سے
 کبھی ایسا بھی اسے جدا ہوگا
 رو رو شب کھکو ہی یہی دھڑکا
 تو رو ہو کے ماد دا ہو دے
 حب کہ یاد آتا ہی گلشن میں مرا گلر مجھے
 یہ دل بھرا مرغاں تاں سے طع اٹکا
 ودایع یار سے دل پر ملاں ہی سو ہے

مام راب مرا جی صدائے در میں رہا
 اٹھا جو شعلہ حگر سے تو پھر حگر میں رہا
 کہ گل کا ابک رنگ آتا ہی راک رنگ عانا
 آہ پر مالے تو اور آگ لگاتے ہی رہے
 کھوکھروں کی تو مت یا ر کھاتے ہی ہے
 جی سے حالتے ہی ہم اور ہم آتے ہی ہے
 رو یا سیر مارا میں سیرا لوں یہ دھر کے
 حوں نور نظر تک مری آنکھوں کو نہ سر کے
 اک رو یہ ہم میں کہ ادھر کے رو دھر کے
 ریگا لے کا کیا دوس جو دتس ہئے گھر کے
 کر دم پیچھے ہم دام میں ہو مایں مداں کو
 یزاع آہ سے روش کیا شام عر ساں کو
 لں ہی لے یار راسا نہ دیوار مجھے
 رکھی دام میں مت کیجو گرتا مجھے
 وہ صم ہم سے آستما ہوگا
 نہ ملو گے ملو گے کیا ہوگا
 میں نہ مانوں اگر جدا ہوئے
 حصر راہ سجدی ہوتی ہو گل کی بو مجھے
 مجھے جس جا کا ڈرتھا سو ہیل میں مری کھٹکا
 رماں سے گوہ کہا جی کا مال ہو سو ہی

لے اصل سوئے دست لکھا ہی "دست" و "ماہی"

کیا کیا کہا کھا کیونے لیا تھا ہمارا نام
یو جیو منہ سریانی کو میری سرفراست کی
یہ دل بھرا ہر گاہ ساں سے لڑی طبع انکا
نہ آیا بھر لڑی ہے۔ گیا حوں عمر رست تو
حگر میں آہ ہے آلموں میں ہم ہے
ان رقیوں سے گئے گری ہیں کیا لے یار ہم
تو صدم خاطر نہ رکے مانتی رنجور کی
متر کاں تری ادھر کی کہ ہر ہر کے رو کریں
ہر جد وہ حال ہو اکھوں کے سامنے
تیری گدہ لطف سے واسطہ ہیں یاں ہم
گہ اٹھتے گئے بیٹھے ملاقتوں سے
دار عشق میں نہ دیکھ تو کیا ہی ہم وقف
محمد وارت الہ آبادی المتخلص وارت فقر اور ابدیدہ حصے اریار ان آں
دناہ تشیدہ کہ مردیست طالب علم ریختہ و فارسی میگوید طبع موروے دار دسمائے
مخلص کہ وارت است اکثر الف باء و دریا دمیگ یعنی دار تا در ہر مقطع می آرد
ارسل بعد و کم مہترتی استعارت نکوت بخوردہ ایچہ مشر آمد بوستہ تر حال در تہر خود
جی بہ الہ آبادیقیم است سلامت مانند اروسست ہ

تا تو ہاں مرے ظالم مثال ہست قدم
اتنی حیر ہو قاصد تو حلد آتا ہے
ہم کو تو رہد کہتے ہویر آب شمع جی
وارت بھی ہے کب طیس شوق مجھ سیمی
تری گلی میں کوئی گری کے بھر اٹھا بھی ہے
ہماری خط کا حوا اس نے کیجھ لکھا بھی ہے
کیا کچھ تنکا رکرتے ہو ڈاڑھی کی آڑ میں
یوست ہو گئی ہے مری پاٹھا میں

منٹ لگڑاؤں سے سس کر اڑی قہقہ
 رد و حراں جس میں خود بکھا ہر اس کے
 آوارہ ہو کے دل سے سیکٹ قرار و صبر
 یاراں ہمتیں و رفیقیاں دوسدا
 تب مند گئی یہ آنکھ تو اید و ست بعد مرگ
 صبا گلشن میں جاو گئی تو یہ کہیہ بچو گل سے
 شکست طاقت و صبر و توان دین و دل ایسے
 حوں آنکھوں سے ہم حور دئے ہیں
 حوصم سم تھ سے دل لگاتے ہیں
 لہی کسی جو کرم کی نگاہ کرتے ہو
 ہمارا عقدرے دون میں یہ حال یس یا
 کوں ٹہست کہ واقف ہی ہیں ہر واقف
 میں تو گنا تھا سو سیکے دل کو دھاکے ہاتھ
 سب ہم سے قول و وعدہ دیدار کا ہو دکر
 ہو کیا اُس کو وعدہ کی حقیقت پوچھے کیا ہو
 رقعہ رنگ کی دوستان رکھے گا کم ہم سے
 وحس کی حرمتی سے رنگانی اپنی دستہ
 یار کی باتوں سوا ہم بھی تورہ سکتے ہیں
 مراں ہم کیوں ہے نعت مد گماں نو
 ل رد و کی خدائی میں مٹتے ہیں یا نہیں

اتو دار و مدار کی کھٹری
 اک منت پر پڑے تھے تلے تاسا کے
 یارب کہاں پس گئے یہ اُٹھوے دیار کے
 سب آستما ہیں رنگی مستعار کے
 بھٹکے ہے ماس کوں کسی کے مرار کے
 تجھ لے ہو ما کیا ماندہ ہے خوں بل سے
 سہی آوارہ ہو کر اٹھ گئے تیری تعامل سے
 تیری مڑگاں کے کاٹے ہوئے ہیں
 سو وہ ہم سے خدا کے کھوئے ہیں
 عرص کہ حال مری دل میں راہ کہتے ہو
 بھلا رقب سے کیوں کر ماہ کرتے ہو
 وہی نہ جس یہ کرم کی نگاہ کرتے ہو
 لے آہ چھڑ گیا یہ کہاں سے جھاکے ہاتھ
 مارے ہی میری ہاتھ یہ تہ منہ چھپاکے ہاتھ
 وہی تمام دسحر ہی اور وہی امر و رد و ہی
 کہ حوں لہن تدم پھٹتا ہیں کوئی سم ہم سے
 حصار تہا ہی سو ساعت ساعت ہم سے
 دل میں آہو کہ کچھ کہئے یہ کہہ سکتے ہیں
 ایسا سا اور کو نہ سمجھ میری حال تو
 یکجا رہ بھی کر لے مرا امتحان تو

لے جڑ لگا ہوا پاپ ہے

عمر اللہ ہدایت مخلص می نمود یک تنہا اور دنگوش خوردہ رسمہ اللہ سے
 ہرگز یہ میری عشق کا سرفاق ہوتا کرتا نہ اگر آکے میرا پردہ دری رنگ
 میرا ہینگا کھنکھارے دہلی بود مرتضیٰ عشق داشت مایتی مادر را دلگ میکرد
 طبع موردے داشت گاہ گاہے دوسہ بیت میگفت ارمتا ہیر بود حاصل رقیباں
 محرم عشق ویرا کتہ یک رماعی اور دنگوش خوردہ حدایتی مہرت کما داروست سے
 مری انداسے مہ نہ موڑا دلے تیتہ مری رنگی کا توڑا دلے
 کام اُس ب سگدل سے ڈالا کھکھو مارا آخر مجھے نہ جھوڑا دلے نے
 از متاخریں ایماں ہدایت اللہ شمع احسن فصاحت و بلاغت المخلص ہدایت
 مردیہ متواضع 'مؤدب'، مل و محاورہ سد عالی طبع و دردمند، شاعر و لیدیر
 سخن سج لے بطر اصل سے ارتا ہجماں آماہست در طامڑہ نصرت خواجہ میر درد
 حمد سے ہر اد سندہ رائے یکدل تخلص کہ شاعر فارسی گو بود در سارس اودہ سر بردہ
 در تعریف سارس تنوی حوی گفتمہ حالادر خدمت خواجہ میر درد گوتہ یثی استیما
 کردہ سر برد حدایتی سلامت دارد اروسست سے
 تہید تیج اروسستے ایر دام گیو ہی ہدیت بھی تو کوئی رور ہی تہد انگستہ ہی
 ماد کرتی ہے رلف کی ہے قہر بھر گئی دل یہ سایب کی سی لہر
 تری رلفوں کی کچھ چیلی تھی مات روتے ہی روتے گد ری ساری رات
 بہرت میں ہوں کہ تری تیں ای سبے صلا طاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہی خواجہ
 مہلاست تو مری جاں کچھ ہدایت لے تمہاری حور سے تکوہ کھی کیا ہوگا
 لگ رہی نہ کہ نے اختیار ہو سکے کھی کچھ اور سس جلا ہوگا دیا ہوگا
 تم تو فریاد کسی کی نہ معاف سستے ہو ایہ مطلب ہی کی سستے ہو جاں ہی ہو
 آئیہ سا ہی مکھ قہار و سس چشم بدو، حسیم مار و سس

خونی کلام ارکلام طاہر است اصباح سرس ویاں یست سہ
 اکہ غم کھئے چاہیے اس سیر کو وارت عالم کا مانتا جو میں اک آں میں بیگنا
 غنچہ گلشن کماست فہم میر محمد علی المخلص نہ وہم ہوائے است یار اہل اہل دل
 جو ترشح، یک حصال، فردا رحمد میر تقی المخلص نہ خیال کہ ہر یاقوت فردوں آرام گاہ
 قصہ ہستان سال گنہہ است است دسہ طرد دارد القصہ مام علم دران قصہ صرف
 بود کا رب کردہ است کہ قدر ترسب چوں تخلص یدرتسب خیال بود ساریں
 تخلص خود دوہم کردہ است ارسب فکر دور گار کم مابین طرف راعب متود در
 انتخاب لموں اشعار دہے دشواری حوب دارد۔ چوں اریار ان سدا بہت
 لعرب اور ماں جو دگفتن حوتما بہت برہمہ طاہر است خدا ملائ را در اور ست
 صدای دوستو حافظ ہے اب مے دل کا ہوا ہی دتمں حان یارے سب دل کا
 کچھ اسے تو معرض ہو کہ آئے کا ری گلی میں لوہیں مڑ گیا ہی ڈھل دل کا
 حاکم اُس سے اتنا اب کوئی ہے ترے عم سے حان لب کوئی
 صبر و ہوش قرار دتا ہوتاں چلے رے رقتہ سب کوئی
 مرتے ہیں تہ حویاتے ہیں آرام ہیں مرتا ہے لے سب کوئی

حرف الہا

از سبک متقدمین اغفر اللہ لہم ہاتم تخلص در دکن شاعری گرتہ اور بہت
 دکن اور ہندو لہر میں سوں سچا ایچھے کہ کھڑی علی مدی برص کی خط کی سچ دتا ایچھے
 ہاتھ سخلص سرار دکن است اور است سہ

میری آنکھیں اور رلف ہی کا فرما سارا چلے اسلام اور نقوی کہاں رہا اور سلمانی کہاں
 اراجال متوسطین سید ہدایت علی حان صوبہ عظیم آباد اندای سلطنت محمد شاہ

تو جد عشق کی ہوں اتنا س کو نہ بوجھو مافی رہا سسے جس لے سہی ہے مالا

یسی لعل ما و لا ہر دہی است و ہی لعی اتات می سود۔

احوال متوسطین مصطفیٰ اقلیٰ حال یکرنگ درگشت ہمار سخی آب و رنگ و
درجیں گلزار معانی ملل خوش آہنگ مصطفیٰ علیٰ حال اتخلص نہ یکرنگ مرد عمہ و د
در ہمدرد دس آرام گاہ سرہاں جہاں بودھی در ملک ملارہاں ما و تا ہی مسکند
معاصر میاں آمد حدیث یا مردار و ست سے

ہاتھ اٹھا حور اور حاسے تو	یہی گویا سلام ہے تیرا
اس قدر کہا ہی حمایتِ عیر کی	ہم بھی تو تم سے کبھی تھے آتا
حلقِ یکرنگ کی ہوئی دتیں	حس سے تیرا وہ دوستدار ہوا
مجھے مت بوجھ باری ایسا دشمن	کوئی دتیں بھی پہلے ایسی حال کا
اگر آئے میرے گھر وہ بیارا	کروں اُس ماہ کو پستلی کا تارا
نڑا رہیں ہو اوہ شوحِ یکرنگ	کیا کیوں عشق میں لے آفکارا
حق کہے جو کوئی سوا مارا حائے	رستی ہنگی دار کی صورت
وصل اور ہجر اُس صدم کا مجھ یہ بکیاں ہو گیا	درد میرا ہی مجھے آخر کو درماں ہو گیا
نچھکواں لے کر تو فتح کتنی مدد کی وقت پر	سرجواں کا تو وہ یکرنگ بیکان ہو گیا
سار مصلحت ہے یہ جو تم سے	رہا ہی روٹھوں دوچار یکرنگ
کوں سے کھیچتے ہو میاں ہم میں دم نہیں	یہاں نگہ تباری یہ گپتی سے کم ہیں
نہ کہو یہ کہ یا رحا تا ہے	مرا صبر و قرار حاتا ہے
گر حیر لیبی ہے تو لے صباد	ہاتھ سے یہ تسکار جاتا ہے
چاہتا تھا کہ کسے عشق کی باتیں یکرنگ	کیا کرے ہائے اُسے طاقب گفتار ہیں
رنگِ حیا ویر لکھو احوالِ دل مرا	تباہ کھو تو حال لگی اُس دلبر کے ہاتھ

لے ہدایت تہ حوالی کا
 صبح ییری نمود ہوئی تیری
 موجب صد عین و عشرت ہم کو تیری دیدہ
 جدا حالے صم آدے نہ آدے
 عیت ہے کوئی دم سیر گلشن
 باتیں اتاروں ہی سے کرتی یاں اکھڑیاں
 گو یا کہ تیری بحر میں میں مرگا ہوں رات
 کچھ ہوا تجھ یہ ماحرار و شس
 حل ماسر کہ دن ہوار و شس
 مل گئی جس دن گلی تیری اُئی دن عید ہے
 بھر دسا کیا ہے دم آئے نہ آدے
 بھر اپنا یہاں قدم آدے نہ آدے
 بیمار ہیں ہمیں انھیں طاقت جواب کی
 نعر حر وصال ہیں میرے جواب کی

رباعی

کو ہے س تیرے حواں کر میٹھ گئے
 جس طرف کو تولے آکھ اٹھا کر دیچھا
 می تو کرتا میں کی جو سے تری حالے کو
 مرزا محمد اتھلاں بہ ہاتھ شیعے است در شاہماں آما در عالم درویشی لعل
 شعر در رباعی سرمد اکثر محسن لہن میکد بہیں یک شعر ار دو گوشس خوردہ ہے
 مت بوجہ ہمستیں کہ جہاں میں کہاں ہے
 دل جس حکم کہ لگ گیا ایسا وہاں ہے

حرف الیاء

از سلک متقدمین الحکم یوس ارقیم ست احوال ش معلومیت سے
 ہی معطرات ملک صحر امتام
 سو گیا جسے حکما یا تھا مجھے
 اس میں ادیک کوئی لعل بویگ
 سحت میرا جاگ اٹھا بھا سو گیا
 اس شعر ہم از قلم است معلوم میب کہ ارکیت معالی یر تیج دارد سے

پیر احمد محبوب روزگار و مار طری دار میر احمد متخلص بہ یار و لدتہ اللہ یار
 موطن سا ہجماں آباد حوالے نور کمال و عاہت و ماست کہ یوسف تانی توان گشت
 راں رہاں عالم عالم فریقہ شمع میگو و آتشفہ رلف اولود۔ در وقت احمد تہ
 بہنگامہ جس او گرم بودایں ہمہ شعراے متوسطین مامدیر وادہ دل خود را بر تعلقہ حسن
 بی موصلہ واد سرا یا صحت میداشت اکثر اصلاح سخن را میر محمد لہی سلمہ اللہ
 می گرفت طبع مور وے دانت گاہ گاہی دوسہ مبت میگفت ارکت عربی تا
 شرح ملاحظہ اولود۔ میر صیا سلمہ اللہ ما بطر العت دستب جیا سیمہ تا حال ہر وقت
 کہ ماد او میکشد میگرس عرض کہ دریں حوالی ارہاں فانی رگرگشت رحمہ اللہ
 اس جس میں باتوان میں سکے اور راتھا حوتن رہو ای مسل و گل تم کہ میں ہیں راتھا
 جائے سب لوح تر تہ نصیب کیونکہ تاکوئی جائے کہ یہ حسرت کس دیدار تھا
 آدین ای دست گنج محنت آفریں یہ گرساں ایک دست گئے کا ہار تھا
 العام اللہ خاں شاعر و دود و حریں احام اللہ خاں متخلص بہ یقین ولد
 اطہر الدین خاں حوالے بود در عمد محمد تہ عمر اللہ لہ ارتلا مدہ مررا مطہر خاں خاں
 اصلق ارتا ہجماں آباد است یار مارک مراج و میر رامتن بود۔ صاحب دیوانست
 ار کہ اتہار دار و محتاج تعریف است۔ میر تقی در تذکرہ خود نوشتہ است کہ متہو
 جیں است کہ میر رامطہر تمام دیوان گفتہ دادہ است خود مور وں است مر تقیں
 سوہ دیکس میرا ریع سودا و میر سور سلمہا اللہ گواہی داد کہ در دے مایاں در حانہ
 العام اللہ خاں زیدہ رائے اسماں عربی طبع نمودیم ہر حید ممالعہ کہ دیم یک مصرع
 مور وں کرد وائقہ سخن فہمی ہمہ دست و اللہ اعلم۔ ماتہ مارا رس چہ کار۔ متاع
 بیک ہر دو کال کہ ماست اتہار ش یار یکس و موکراہ سخن او عالی ار و دود مدی
 است میگو مدیدرتں گیادہ اور اکت و یار چہ یار چہ کردہ در دریا اداحت ست

کما جائے وصال ترا ہو کسے نصیب
 ہم تو ترے فراق میں لے مار مر گئے
 نہ تو ملے کے قابل اب رہا ہی
 نہ اساوہ دماغ و دل رہا ہی
 مت تلوٹوں اس میں سمجھو آپ سا
 مصطفیٰ حان عاتق بیکرنگ ہی
 سنتا میں تو اب کسی ہی کی لے جس
 تیرا عورت تھسکو نہ حالوں کر گناہ
 رہاں شکر ہی ہمدی کا ہر بات
 رکھے ہی جو مرد طاہر کرامات
 حیا حسیم دار و کر کے تیرا
 کوئی مسجد گیا کوئی حرامات
 عیب تو مکیس پر ایسی کیوں ہر وقت روتا ہی
 مگر علم لے دیوالے عتق میں ایسا ہی ہوتا ہی
 حدیث در مرتبہ امام علیہ السلام جو لغتہ اسب و آں ایست ے
 رحمی رنگ گل ہیں شہیداں کر ملا
 کھانی چلا ہی رحم ستم تائیوں کے ہاتھ
 گلا رکی لمطہ سبباں کر ملا
 ادھر ہی جہاں میں کہ اتائیوں کے ہاتھ
 ہی مریدہ صبح سستاں کر ملا
 بیکر و تخلص مردے بود ارتا گرداں میاں آرد لکس مکر بن عالی معلوم میبود

ہیں یک شعرا و شہدہ ام ے
 ہں دل یہ میری دواع ترے ہجر کے لئی
 میر عزت اللہ کیدل تخلص سد عالی لب بود عاتق جس اکرا شعرا و دستی
 دانت شعرا مگست تیر مکر مدح و مقنت امہ اطوار صلوات اللہ الملک العوار
 لتوق و دوق تمام طعم می نمود چایہ این مقنت شعرا و دست حدایس
 سلامت دارد ے

لوگ باع امان کی قسم
 سر و گلزار ہلالتی کی قسم
 مریدان لکھنا کی قسم
 یقین عاتق ہوں بھئی کی قسم
 دل خدا ہوں مجھے خدا کی قسم

کمان اس نام سے یہ صید حاصل کیا قدرت
 سمجھ سی تو بخواد کی طرز اور مجھ کی عجزی کی طرح
 آج مادل کی طرح آؤں ہیں یہ نہیں گردور
 اس گھر میں جلد ہی راؤں کو بھی پٹے ہیں چور
 حیف ہم آگے نہ بڑھیں اسی مال دیر کی قدر
 پھر مدی اگر کسی نے اس دوا سے کی ضرر
 کچھ واڈتی سی سنی ہو کُل کے آسے کی ضرر
 کچھ بھی ہر دم کو ہمارے آتیا سے کی ضرر
 سر یہ آیا مرے اس طور سے حلاؤ کہ اس
 ہم ہوئے ایسے رے وقت میں آراؤ کہ اس
 آج جس طرح کا دیکھا سی پریراؤ کہ اس
 دل کھیا جاتا ہی اس نہ پیریاں کی طرف
 سو مار پھٹ چکا یہ گریاں ہزار حیف
 کچھ دھل کے نہ سنے نہ کھو یا حار حیف
 جی دھڑکتا ہی مادا لگ اٹھے داس کو آگ
 دکھا کر گل جوں کو سو پر لائے کا کیا حاصل
 حور لہو میں بھیسا دل اس کرم کا کیا حاصل
 پھر اٹھا دواؤں کی قیامت اس کو کہتے ہیں
 وہ کیا تھا رجم قیہ کا حراحت اس کہتے ہیں
 نہاد اس کہتے ہیں سعادت اس کہتے ہیں
 دیوانا مجھ سا کہ جیتا ہی کیوں تدس کر کہتے ہیں

ستاں کی مجھ سی خاطر جمع ہو باں تک کہ یہ ہیں
 عاشق اور مصیق عالم کی سد کرے ہیں سب
 کیا مری ترگاں تری امرے ڈالاسے ستور
 حال گوری مہ کا لٹا ہوئے دل کو چھڑا
 اس حواڈ میٹھیں مہس کے نام پر ہندو ہیں
 دل میں لکھ کر چلتا تھا ایسے حالے کی ضرر
 نلیں سیم چلی جانی ہیں ماعوں کی طرف
 سچ کہوئے لکھو کس باغ سے آتی ہو قم
 آج اس لطف کی دیکھی ہیں سداؤ کہ اس
 کچھ پر مال میں طاق نہ ہی نہ چھوٹے
 تو نہ تھا جیف یہیں در نہ دوا ہوتا
 سحر کی ڈوری جو سستے مے سو یہ دیکھی ہیں
 با صبح سے غم لے مجھ کو کیا ترسار حیف
 حاتی بینہ لے مرگی ہجر کی لہن
 حلی ملوں کو نہ ملان تیلیا کیڑوں کے ساتھ
 جس میں مجھ سی دیو کے لیجے کا کیا حاصل
 جھین لوں کی بھائی ہی سودہ ہر گر میں جیتے
 دوبارہ رہ گئی کر مہیبت اس کو کہتے ہیں
 ہو دیو یا رتیریں کو کہن کے بعد حشر کے
 یقین مارا گیا حرم محب پر رہے طالع
 دوی دل جلی بھڑا دیں عمت زنجیر کرتے ہیں

جس معلوم شد کہ بدست لعل طرماق و دوات لب لودمانہ و اواریں حبیرا
مخلص منکر و مرائے اٹھائے اس حرکت اور اتہید کرد اکثر جس تہادت میدہد
حداتر میداد اس حداتر اتہار اتہاب کردہ قلی ی نمایدار و ست ۵

ہو ترے دل سے یرسیہ سوراں میرا
رواگو دیجئے اُس کو بھی تو کچھ عیب پس
اب و رنگ آگ سے رکتا ہی گلستان میرا
آنہ سے بھی گیا نہ دل حیراں میرا
کھو یہ تھا کہ ہم یرودہ ست معرور و دیتا
نُرا حب دیکھتا حال دل رسو و رو دیتا
اگر مرکز نہ میں اُس توج کی خاطر تان کرتا
ہا میں لے حراموس لدتا سے اسری کی
جو میں یہ حاتنا کج نفس میں استیاں کرتا
اُن کو حب حتم و رصا مرا مرا ہو گیا
حیدر معصوم روئے کا بھی مکر ہو گیا
رگ گل کی طبع ہر اس معطر ہو گیا
کسا دل ہو گا کہ جس کے کھولنے حاو کا سد
عجب اتفاق است کہ اس شعر تو اردو شد ما شعر آسدرام مخلص کہ ہم عصر اولود
معلوم میست کہ اس معنی دراصل ارکیت ۵

اس تمام گت معطر جو رگ گل
سد قنائیت کہ داما میکی کم ما
یقین

اس فہرہ لہو میں یہ دل راز بہتا
دل میں راہ کی جست کی ہو اکی ہی ہوس
حب حاسے تری یاؤں کو سرو کار بہتا
کو جیہ مار میں کیا سایہ دیوار بہتا
س گل کی کچھ حجاب ہیں درمیاں بہتا
س دل کہ یہ مار نہ نئی گلستان بہتا
ام دھن کی جھپٹ کے ہیجے حوام تک
دیکھا تو اس دین میں جس میں تان بہتا
ساہاں میں کوئی کبھی یوسف بہتا
ملنے ہی تیری مجھ سے یہ دل آتا بہتا
کچھ کے ہیں تھک لقیں ہے سرارتی
ہندہ حق تو تان کا ہوا کیا حد بہتا
ار اتورس ٹخنوں کو کھولی طبع مالی کی
کوئی تیروں کو منہ پمڑی سماکتا ہی کیا قدرت

حریا پہ چہنئے مریج جس کی استمعالے کی
 گئی کڑی مریج کل میں اور روار اڈل میں
 نہ لستس لے بیسے یا رسے مانی ہو سو چلے
 مہتہ تک مارا کرتی نہ سگر تادی مجھے
 میں حوس عجمو ہر گر رہ نہ سکسا کھکھی
 رقصاں دانی ساہ رداں بھی گشتاں ہی
 سب مانی بھی سے بیج آ لے اتر ہم
 نہ روئی بھر میں یر وصل کو دن نہ چلے آسو
 گئی یہ کہہ کے آئے سے حراں کے نیتر س
 خون آئی ہو عجمو یہ ماسک عموں عریاں سے
 حوسراوں یہ دھڑکے تو رھی ہوتاں ہم
 چوہب کڑکینی گل بوک صیا دوا تھا
 یارا گر مطو رہے ریا وعنے سے گدر
 حوئے معتوق عاشق دلر مانی کیا کرے
 وصال کی گرمی ہو مچھکو صفا آتا ہی یقیں
 معاوضے میں وفا کی حویہ جھا ہووے
 یہ سب تو کرتے ہیں دعویٰ عتیق یا رکھو
 نکسا یکسا صاف کراتی ہی کرتا ہی جھا کوئی
 گر حاصل ہو گر سحر میں دیکھو رسا اس کی

ایسوں کو تو فتح کب ہو سرکس کر جائے کی
 مدی و صبا مانی لے ہیں ٹھوس جھالے کی
 سو سگ لیاں کھا کی اور سالی ملائے کی
 جی ہی آرزو کم چھوڑے گی گرفتاری مجھے
 انوں کرنی بڑی ہو دلی عجمو می مجھے
 ہو ہی دام ہم کو آتیاں آس کی اُلفت ہو
 یہ کیوں اس خاک میں لویا بھاکل زمر ہم
 اسی دن کرے رکھتے تے لویا یہ گھر ہم لے
 بھراں اکھوں کیوں کر دیکھ سکے گا جس حالی
 کیا کیو کہاں تک خاک ہم گرے گرساں سے
 دسک بٹے ہو سکتی ہو یہ حرات کہاں ہم
 ہمارے آہ و مالے چھڑایا آتیاں ہم سے
 مہرں مہوڑ ہو دوں ہاوں سے یسے
 سد کی سوس لے خو کی ہو خالی کیا کرے
 دیکھے مجھ ساتھ حوا کی حدائی کیا کرے
 کہو کسی سے کوئی کیوں کہ آتا ہووے
 حو آرمالے یہ آوے تو کیا مرا ہووے
 کرے گا بعد میر کیس توقع یر دس کوئی
 محبت میں یقیں لیتا ہو نام نہما کوئی

ملو دھو میں محالو یہ گلستاں بیکر کار
 مرتا ہے یہ دیوا ما اس کمول دور کجیر
 گریباں آٹا ہی بیٹ کگل کی طرح دامن پر
 پڑا ہوگا دلوا ما دلا سا کوئی گلچ میں
 سداں کو اعتراض حدار رو ہیں
 کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میری سر
 کیا عین کر گیا ہو ظالم دیدار س س
 حار و ح ج ہے تترار کہاں
 ہم کہاں لو کہاں ہمار کہاں
 ہمار آوے تو اے صدا مت ہم کو ہر کچھ
 آئینہ کو کہتے ہیں اے سوحیری حارہ
 ڈرتا ہوں جیکلک حاوی لبر ہے بیماہ
 جمع آسایتں بھان ہوتی ہو تیتانی کے ساتھ
 کس قدر قدر رہی جس مایانی کے ساتھ
 رماں حیرت سے اسی ہو گئی بکار کہا کہے
 نہ دیوا کیجے اتنا تو نہت سمار کیا کہے
 کیا کام کیا دل لے دیوالے کو کیا کہے
 ایسے کیا یہ کچھ بنگالے کو کیا کہے
 مرا رہا ہیں یہ تنہل کچھ حلا بھی ہے
 یہ دل کچھ آب رسیدہ ہی کچھ حلا بھی ہیں
 کہ میرے سیرہ رکھے میں کچھ مرا بھی ہے

اس طرح صیادک آرا کرتا ہی نہیں
 کتابی کوئی مار داس قہ میں تدیر
 نہ گرا ہوگا کوئی تجھ سا رنگیں ماؤں میں
 یقین سے ملتے کی سحر کیا یوحیہ کر لو گے
 شکوہ حھا کا یار سے کر مار دہیں
 حب دیکھتا ہوں تہا سچکو کسی جس میں
 عہوں کی جو سببیں کرتی ہو دواع دل کو
 ہم تو حاضر ہیں عشق بار کہاں
 ماعباں در نہ سدا کر آتہ
 اسراں جس کی مامرا دی بریطیہ کچھ
 مہ ایسا نہ دیکھا ہو جائے گا دیوانہ
 کچھ عمر ہیں ماتی ساقی تو سب آحا
 خواب میں کس طرح دیکھوں چھکو سچوئی کر گئے
 مصب میں لیتو وفا کو تہر حواں میں لہیں
 گئی شب بھول تلکوری دیکھ روڈو یار کیا کہے
 یضیں کر دے کی سحر وہ ملگساں لولا
 رنجیر میں مالوں کی محس طالع کو کیا کہے
 دل چھوڑ گیا چھکو دلسرے توقع کیا
 اگر یہ عشق میں آف ہی اور ملا بھی ہی
 اس اسک وادہ سے سودا گریہ حاکمیں
 نہ آروہی کہ اُس سوفا سے تو یوحیوں

مہرِ قتل ہے تو تجھے کیا درگاہ ہے
 وہ دہ گئی کہ ہاں دل آئیں میں بھی جوتی
 بولی ٹھٹھولی غیر سے ہم کو سنا
 لطف و کرم سے ماس ملا ماتواک طر
 دیکھیں ہلاک نہ دُور دکھائیگا یا ہیں
 جھوٹے وہ درد و غم سے جوجی گزر گئے
 گوجی گیا یہ دیکھ لیا تجھ کو اک نگاہ
 ہرگز نہ کام کلا کچھ دیر اور حرم سے
 جھک کر یقیں ہو چکا یہ راہ دل باہیں
 میں لے کما کہ میری ماہ نکا تو ادھر کو کر نگاہ
 گل رنگیں میں بھجور میں سے
 یہ میں یہ نہ تیج یہ سر و حد گاہ ہے
 اسی جہاں اُس سی یہ اس سے تنگ ہے
 عالم صلا تالے کا یہ کوئی ڈھنگ ہے
 احوال یو جھپو سے مرے اس کو نگ ہے
 اس دل میں صیل یار کی کیا کیا امگ ہے
 تیرے تب وراق میں ہم کیوں نہ مر گئے
 مہرِ قتل تھا جو اسے تیں کام کر گئے
 آخر ہمارا مقصد حاصل ہوا تو ہم سے
 اتنا نہ مار کر صنم سدے کا کیا حد ہیں
 کہنے لگا تو کون ہے تجھ سے میں آتا ہیں
 جسم ترے ہی انتظار میں ہے

حرم کو چھوڑ دل لے طرح نکاح پہ چلتا ہی توقع یار رہے کی ہیں اُس کو ہمارے کھے
 حد اچھے سر سے دعاؤں سے لالہ راز کر دی یہ حارِ حاک مگر آگ سے ہمارے کرے
 قامت آبیہ اُس قدری لاجکی ہم تو کہاں نلک کوئی محشر کا انتظار کرے

— + < —

از ملک متاخرین | ارجو ماں ہاں وار مور و ماں ہاں حائلتیاں حسن علیجاں
 ولدریں احسانیں ہاں سرور اس اسلام ہاں میں مقیدت ہاں امن لو اس بھر جا
 کواں ہم آئی عا سب یا ر حلق و ما عا اتعین قدرداں و قدر اس متخلص
 ماس اکر متورہ سخن امیاں حشر و ارد ہوہ بومق است اگر طسنت ہاں میں
 راعب تدو بواہرست در یو لا مال حواہں حلی است حواسا حلق کہ عمر غر
 حود راہیں محو صرف پایا ار متو ملاں مرا تہ را اب عالیہ است اس جہد ہتھار
 نظریں یاد گار قلم می آید

عشق لے تیری مجھے حلق بہں ہتھیر کیا میری اُمت لے تری دل میں تا تیر کیا
 جی تک نہی کے حایہ نوہ ہوتا ہر گر تو لے کیا حاسی کیوں ہاں کو دلیکیر کیا
 تو آہی ہی س رہیگا جو کچھ گدرا ہجر میں حدادہ رور نہ لائے تری حوائی کا
 کسی کو ہجر میں روم کسی کو وصل میں عیت میں کیا کہوں ہی تہا تا سوح حوائی کا
 سر میں لے پائی کس یہ ملاو سں کو بیچ حوات لطف دیتی ہی اُس کو دہیں کو بیچ
 ہونا ہی حارس کوئی اور تہ میں آراہ میں تو پھر تہا ہوں اپی دہیں کو بیچ

لے دووں سچوں ہیں یوں ہی ہے اگر آپ ہی مصرعہ کے آخر میں ہو تو مور وں ہو جائے گا

الفہر۔ جو اس سرک و سکر اور اعلیٰ مقام کی راجہ اور حاکم کے علم سے پیدا کیا گیا ہوئے ہیں ان سے آزادانہ طور پر ان کے اور کار یا کیا علم سے جو کتابیں ناپسندیدہ (۱) رہیں ان کی تشریح آغاں کتاب اکاثرہ والہ سے تک تھیں۔ ہر کتاب پر کمال حاصل کرنے والے کی کئی ہر حصہ کے لئے ایک حصہ اور اصول اختیار کیا گیا ہے اس اصول کی تائید ہر کتاب کے بارے میں ہے۔ کام لایا گیا ہے اس کے مطالعہ سے معلومات حاصل ہوتی ہیں اور بعد میں اس کی ہر قسم کی تفسیر اور تفسیر کے لئے جو ضروری گئی قصبہ ہر ادب و علم کے معرور و معلوم

فلسفہ جدید۔ کتاب کا مقصد ہندو ماں کا مہر اور ہر حدیث والا وہ کی ہر ایک کیفیت سے ہایت لائق اور ہر آوری کے ساتھ ساتھ کی گئی ہے۔ علم ہر کتاب سے ہایت پیدا کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے محملہ ہے۔

مقدار الطبیعیات۔ ترجمہ ہر کتاب کے بارے میں مشہور سائنس دان حکیم کھلی کی کتاب کا ترجمہ ہے جس کا نام کتاب کی کافی صاف ہے اس میں مطالعہ و تفسیر کی سب سے زیادہ لیکن کتاب علم و عقل کا مرقع ہے متعلماں سائنس اور عام مائیس کے لئے بہت عمدہ ہے۔ **عصر البروقی**۔ کمالات دیہی میں اس کتاب میں دیہی کا مرتبہ تعلیم سے مستثنیٰ ہے۔ وہیں صدی کا فصل ہے مگر علمی اور دینی الطریق میں مسویں صدی کا محقق معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان آیا اور ہندوستان کے فلسفہ تاریخ اور مذہب کے ساتھ یہ کتاب کے قلم سے نکلی۔

البروقی اس کے حالات و رنگ اور کمال اب علمی مستعمل ہے قیام محلہ ہے۔ **فلسفہ اجتماع**۔ تالیف ہے اور اس کا موضوع نفس اجتماعی یعنی جماعت کے اعمال و اقوال و ماحول کی تحلیل و تفسیر ہے جو موجودہ تعلقات میں اس کا مطالعہ دیکھیں اور فائدہ سے غالی ہوگا اس کتاب میں ہندو کے علما و احادیث لے آئے ہیں۔ اچھے اچھے رہنماوں کے ہیں قیامت

(ح)

قاعدہ و کلید قاعدہ۔ مدت کے عبور و خوض کے بعد اور بالکل حدید پر ریکھا گیا
ڈائریکٹر تعلیمات ممبئی نے اپنے صوبہ کے گورنر سے تحریر کیا کہ اس قاعدہ کو لکھا
داخل کیا جائے جس اصول اور طریقہ پر اس کی تعلیم ہوئی چاہیے اس کی تشریح کے۔
ایک کلید بھی تیار کی ہے۔ قیمت قاعدہ ۲۰ کلید قاعدہ ۴۰
دریا لٹا۔ ہندوستان کے مشہور سخن سیر اللہ اللہ علی کی تصنیف ہے اردو و
اور محاورات و الفاظ کی پہلی کتاب ہے اس میں رہاں کے متعلق بعض عجیب و غریب

نکات درج ہیں قیمت ۴۰
طبقات الارض۔ اس فن کی پہلی کتاب بہترین مصنفوں میں تقریباً جملہ مسائل
ہیں انگریزی اور اردو دونوں کے لئے مکمل طور پر مفید ہے کتاب کے آخر میں
مصطلحات اور اُٹ کے مرادفات کی فہرست بھی منسلک ہے قیمت ۸۰
مشاہیر یونان و روم۔ بلوٹارک لائور کا ترجمہ ہے سیرت نگاری اور اُٹ پر درازی
ہیں اصل کتاب کا مرتبہ دو ہزار برس سے آج تک مسلم الثبوت چلا آتا ہے ادیبان عالم ملک
نفس پیر تک نے اس جہت سے بعض حاصل کیا ہے وطن پرستی و نفع پسندی، غریب و بے پروا
منازلوں سے اس کا ہر ایک صفحہ لبریز ہے ہماری قوم کے ہر بوجوان کے ہاتھ میں اس کا ایک
نسخہ ضرور ہونا چاہیے۔ دنیا کی تمام مہذب ذہانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

جلد اول غیر مجلد قیمت ۸۰ جلد دوم مجلد قیمت ۸۰
اسباق نحو۔ دو حصے مکمل ادب کا مولانا مولوی حمید الدین صاحب نے لکھا
سے ہیں۔ اختصار کے باوجود عربی صرف و نحو کا ہر ایک صریح مسئلہ عربی و فارسی
کے لئے نادر ہے قیمت فی سالیہ ۸۰ ان سب کتابوں کے لئے کتاب
معتد اعزازی محمد ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)